بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا

باب نمبر ۳

تحذیر الناس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب ''ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ'' کا علمی و تحقیقی جائزہ

''ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ پر ایک نظر''

بقلم

بندہ محمد سیف الرحمٰن قاسم عفی عنہ

﴿مدینہ منورہ کی تڑپ از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ﴾

☆) امیدیں لاکھوں ہیں مگر بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۲۹)

☆) جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھے مدینہ کے مرغ و مار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۳۰)

☆) اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے گرد نثار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۳۲)

☆) ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار
مگر نسیم مدینہ ہے گرد باد بنا (۱)
کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۳۳،۱۳۴)

☆) رہے نہ منصب شیخ المشائخی کی طلب
نہ جی کو بھائے یہ دنیا کا کچھ بناؤ سنگار
ہوا اشارہ میں دو ٹکڑے جوں قمر کا جگر (۲)
کوئی اشارہ ہمارے بھی دل کے ہو جا پار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۴۳تا۱۴۴)

☆) الٰہی اس پہ اور اس کی تمام آل پہ بھیج
وہ رحمتیں کہ عدد کر سکے نہ ان کو شمار (قصائد قاسمی ص۹ شعر۱۵۱)

---

۱) یعنی زندگی بھر ختم نبوت کا ادنیٰ خادم رہوں مرنے کے بعد قبر مدینہ میں بنے اور جسم جب مٹی بن جائے تو ہوا اس کو اڑا کر آپ کے روضہ کے گرد زیارت کیلئے آنے والوں کے قدموں کے نیچے بکھیر دے (۲) یعنی مجھے نہ مرتبے کی طلب نہ دنیا کے مال کی جیسے آپ کے ایک اشارے کے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح ہمارے دل پہ ایسا اثر ہو کہ آپ کی محبت سما جائے۔ آمین یا رب العالمین۔

فہرست

رسالہ ''ابطال اغلاط قاسمیہ'' پر ایک نظر

نوٹ: یہ فہرست مفصل ضرور ہے مگر بے فائدہ نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ، أَمَّا بَعْدُ!

سید بادشاہ تبسم بخاری نے اپنی کتاب ''ختم نبوت اور تحذیر الناس'' کے ص ۳۶۵ تا ۳۸۴ میں جابجا اس رسالے کے اقتباسات دیئے ہیں۔ موصوف نے ایک جگہ لکھا:

یہ رسالہ چالیس صفحات پر مشتمل ہے دوسرے صفحے سے استفتا شروع ہوتا ہے اور صفحہ نمبر ۳۸ تک چلا گیا ہے شروع کے تقریباً اڑھائی صفحات پر تحذیر الناس سے اقتباس دیے گئے ہیں یہ عبارات نانوتوی قَالَ عَمْرٌو سے تعبیر کر کے دی گئیں جبکہ صفحہ ۴ سے مولوی محمد شاہ صاحب کے دلائل نقل کیے گئے ہیں جو صفحہ ۳۸ تک پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے دلائل کو قَالَ زَیْدٌ کہہ کر مزین فرمایا گیا۔ ان دلائل میں پہلے مولوی محمد قاسم صاحب کی عبارات کا مطلب بیان کیا گیا اور پھر رد کیا گیا (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۳۶۷) ایک اور جگہ لکھا ہے:

صفحہ ۳۹ پر دیگر علماء کے علاوہ ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی کے بھی دستخط و مہر ہیں جنہوں نے لکھا ہے ''اقوال زید صحیح و معتبر ہیں''۔ (۱) اس کے بعد صفحہ ۳۹، ۴۰ پر رامپور، بدایوں اور بمبئی کے علماء کے دستخط ہیں (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۳۷۷) سید بادشاہ نے اس کتاب کے صفحہ ۵۰۵ تا صفحہ ۵۰۸ میں اس رسالے کے کچھ صفحات کا عکس بھی لگایا ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کا بھی کچھ جائزہ لے لیا جائے۔ ہم کہیں اس رسالے کی پوری عبارت دیں گے اور کہیں خلاصہ دیں گے۔ اور خلاصہ انہی کے الفاظ میں ہوگا۔

---

۱) عنقریب آپ دیکھیں گے کہ اس رسالے کی نسبت مولانا شاہ محمد کی طرف مشکوک ہے اور مولانا لکھنویؒ نے ہرگز اس کی تصدیق نہیں کی۔

اب اس رسالہ کے چیدہ چیدہ مقامات ابحاث کی صورت میں مع تبصرہ ملاحظہ فرمائیں

[بحث نمبر۱]

رسالہ ''ابطال اغلاطِ قاسمیہ'' کی حقیقت

رسالے کے شروع میں یعنی پہلے صفحہ کی پہلی سطر میں لکھا ہے:

> سببِ طبع رسالہ متبرکہ المسماۃ باسم تاریخی ابطال اغلاط قاسمیہ [۱۳۰۰] و تشہیر فتوٰی

اقول: اس پر لکھی تاریخ کے مطابق یہ رسالہ حضرت نانوتویؒ کی زندگی میں نہیں ان کی وفات کے تین سال بعد چھپا ہے۔ لکھنے والے کا نام ''عبدالغفار'' ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ یا عبدالغفار صاحب کا نظریہ غلط ہوگا، اور یا اسے عبارات کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے تو یہ رسالہ دراصل جناب عبدالغفار صاحب کی اپنی اغلاط کے ابطال میں ہے اور یہی اس رسالے کے حقیقت ہے۔

[بحث نمبر۲]

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے نظریہ کی وضاحت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد جناب عبدالغفار صاحب کہتے ہیں:

> بعدِ حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ مدت دراز ہوئی جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی کے درمیان بمقام دہلی تنازع واقع ہوا تھا مولوی فضل حق صاحب کذب حق سبحانہ کو ممتنع کہتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن ٹھہراتے تھے اور نیز مولوی فضل حق صاحب مثل جناب خاتم النبیین ﷺ کو ممتنع ٹھہراتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن بتلاتے تھے لیکن عدم وجودِ مثل مذکور کے تمام عالم میں قائل تھے۔ (رسالہ ابطال اغلاطِ قاسمیہ ص ا سطر ۲ تا ۶)

اقول: تم نے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی بات کی غلط ترجمانی کی ہے شاہ صاحبؒ یا اہلِ حق میں سے کوئی اس کا قائل نہیں کہ ارشادِ باری ''لا الٰہ الا اللہ'' کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔ اس کا جھوٹا ہونا عقلاً بھی ناممکن ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ماضی کی جو خبریں دی ہیں ان کا جھوٹا ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شاہ صاحبؒ کہتے ہیں کہ اللہ نے جو وعدے کئے ہیں اللہ ان کو اپنے اختیار سے پورا کرے گا۔ مثلاً ابولہب دوزخ میں جائے گا جب اللہ نے اس کی خبر نہ دی تھی اس وقت دو احتمال تھے ایک یہ کہ وہ اپنے کفر کی بنا پر دوزخ میں جائے گا، دوسرے یہ کہ ہو سکتا ہے مرنے سے پہلے توبہ کر لے اور جنت میں چلا جائے۔

جب اللہ نے سورۃ اللھب میں ابولہب کے دوزخ جانے کی خبر دے دی تو اب اللہ اس کو اپنے اختیار سے پورا کرے گا، اگرچہ اللہ اس پر قادر ہے کہ حیوانات کی طرح نہ ابولہب کو جنت دے اور نہ اسے دوزخ میں ڈالے، اور اس پر بھی قادر ہے کہ باوجود کفر کے اس کو جنت میں لے جائے۔ مگر وہ اپنی بات پوری کرے گا، اپنی بات کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔ بندہ اگر اپنے وعدے اپنے اختیار سے پورے کرتا ہے تو اللہ کے بارے میں کیسے مان لیا جائے کہ وہ وعدہ کرنے کے بعد بے اختیار ہو گیا؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس کے آخری نبی ہیں مگر اللہ کی قدرت میں تو ہے کہ کسی کو منصبِ نبوت عطا کر دے مگر کرے گا نہیں۔ وعدہ کرنے بعد وہ عاجز تو نہیں ہو گیا بہرحال آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن بالذات، ممتنع بالغیر ہے یا یوں کہو کہ عقلاً ممکن ہے شرعاً ممتنع ہے اور تمہارے خط کشیدہ الفاظ کا مطلب یہی بنتا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس'' ص ۱۹۶ تا ۱۹۷، ''حق الیقین بان سیدنا محمدا ﷺ خاتم النبیین'' ج ا ص ۴۳۶ تا ۴۳۸، ''عمدۃ التفاسیر'' ج ا ص ۱۴۱ تا ۱۴۷۔

[بحث نمبر۳]

﴿اثر ابن عباسؓ کی غلط تشریح﴾

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

> ایک مدت کے بعد مولوی امیر حسن سہوانی صاحب نے فرمایا کہ امکان میں بحث کرنا بے کار ہے کہ چند مثل جناب خاتم النبیین ﷺ کے دیگر زمینوں میں موجود ہیں پس آیت خاتم النبیین مقید بقید دریں زمین ہے فقط (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۱ سطر ۶ تا ۸)

اقول:

اثر ابن عباسؓ جس کی تصحیح امام حاکمؒ اور ذہبیؒ جیسے محدثین نے کی ہے اس میں ہے کہ دیگر چھ زمینوں میں ہر زمین میں اللہ نے ایک نبی تمہارے نبی ﷺ جیسا بھیجا، سہوانی وغیرہ نے اگر چند مثل والی بات کہی تو اس اثر کی وجہ سے کہی۔

اب ایک گروہ تو اس اثر کو محدثین کی تصحیح کے باوجود رد کر رہا ہے، اور ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا جو اس اثر کی وجہ سے نبی ﷺ کے مثل اور کئی نبیوں کو موجود ماننے لگا۔ اب اگر روایت کو رد کریں تو منکرین حدیث کو تقویت ملتی ہے وہ کہتے ہیں جب محدثین نے ایسی مردود روایت کو صحیح کہہ دیا تو دوسری روایات کے بارے میں ان کی جرح وتعدیل یا تصحیح وتضعیف کا کیا اعتبار؟ اور اگر سہوانی کی بات کو قبول کریں تو امت کے اس عقیدے کے خلاف ہے کہ نبی ﷺ ساری کائنات میں افضل ہیں آپ کی مثل نہ کوئی ہوا ہے نہ قیامت تک کوئی ہوگا۔

حضرت نانوتویؒ نے محدثین پر اعتماد کرتے ہوئے اس اثر کو درست تسلیم کر کے منکرین حدیث کا رد کیا (۱) مگر ساتھ ہی یہ کہا کہ اس اثر کے مطابق دیگر زمینوں میں انبیاء ہوں تو وہ نبی کریم ﷺ کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے وہ اپنی اپنی زمینوں میں سب سے اعلیٰ اور سب کے سردار ہوں گے مگر نبی ﷺ ساتوں زمینوں میں سب سے اعلیٰ اور سب کے سردار ہیں۔

نیز وہاں سلسلۂ نبوت نبی کریم ﷺ سے پہلے ختم ہو چکا۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد جیسے اس زمین میں کسی کو نبوت نہ ملے گی ایسے ہی دیگر زمینوں میں بھی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کیلئے جیسے خاتمیتِ زمانی ثابت ہے خاتمیتِ رتبی بھی ثابت ہے۔ (۱) خاتمیتِ زمانی کا معنی سب کے بعد ہونا، خاتمیتِ رتبی کا معنی سب سے اعلیٰ ہونا۔ یہ حضرت کا موقف ہے۔ اس کا انکار کرنا ہے تو یا محدثین سے اعتماد ختم کرو، اور یا سہوانی جیسوں کی بات مان لو۔

[بحث نمبر۴]

﴿حضرت نانوتویؒ پر صریح بہتان﴾

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

> اب چند روز سے مشہور ہوا تھا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ

---

۱) مولانا عبدالعزیز کے نام مکتوب میں حضرتؒ فرماتے ہیں:

اے حضرت! منکرین اثر اور مقرین اثر دونوں اثر مذکور سے مساوات کلی سمجھ بیٹھے جو لوگ مساوات کلی شش امثال کے مدعی ہوئے وہ بھی اسی بھروسے مدعی ہوئے اور سید الخلق وغیرہ الفاظ منصوصہ جو افضلیت کلی محمد ﷺ پر دلالت کرتے ہیں خیال نہ فرمایا اور جو لوگ منکر ہوئے وہ لوگ بھی اسی بنا پر منکر ہوئے اور تغلیط ائمہ حدیث اور تکذیب عبداللہ بن عباسؓ بلکہ تکذیب سید الناس ﷺ کا خوف نہ کیا (مناظرہ عجیبہ ص۲۸) ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ہماری سنئے! ہمارا ایمان ہے کہ عالم شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہو، نہ اس زمین پر نہ کسی اور زمین پر، اور نہ آپ ﷺ سے افضل ہوا، نہ ہو، نہ یہاں نہ کہیں اور۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے مثل خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی کے بھی اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت کے باعث قائل ہیں۔ (تنویر النبراس ص۹۸)

''خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے نہیں ہیں بلکہ اصل النبیین کے ہیں پس اگر سیکڑوں ہزاروں انبیاء مانند آپ کے اس زمین میں بھی قیامت تک پیدا ہوں تو مخالف آیت خاتم النبیین کے نہیں ہیں کہ اصل سب انبیاء کے آپ رہیں گے بلکہ اس میں زیادہ فضیلت آپ کی ہے اور آخر النبیین کے معنی خاتم النبیین سے نکالنا موجب تنقیص جناب سید المرسلین ﷺ کا ہے فقط'' (ایضاً ص ۱ سطر ۸ تا ۱۲)

اقول:

[۱] یہ الفاظ جن کو اس نے حضرت نانوتویؒ کی طرف منسوب کیا ہے حضرتؒ کے نہیں یہ الفاظ صاحب ابطال کے ہیں اس کو کیا حق بنتا ہے کہ کفریہ جملہ خود بنائے اور نسبت کرے دوسرے کی طرف

[۲] حضرتؒ کو ختم نبوت کے حوالے سے تحذیر الناس کی وجہ سے بدنام کیا گیا، اور تحذیر الناس پہلی مرتبہ چھپی ۱۲۸۹ھ میں (حاشیہ قاسم العلوم مع انوار النجوم ص ۸۴ از پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی) اور یہ رسالہ ''ابطال اغلاطِ قاسمیہ'' چھپا ۱۳۰۰ھ میں تحذیر الناس کے گیارہ سال اور حضرتؒ کی وفات کے تین سال بعد، اور عبدالغفار صاحب بات یوں کر رہے ہیں جیسے تحذیر الناس چندروز پہلے چھپی۔

ارے جس کو چندروز اور گیارہ سال میں فرق معلوم نہیں وہ تحذیر الناس کو یا اس کے بارے میں دیئے گئے فتاوی کو کیا سمجھے گا؟ خدا جانے مفتی حضرات نے کیا لکھا اور اس نے کیا نقل کیا؟ اس لئے جیسے اس کی طرف سے دیا ہوا تحذیر الناس کے مضامین کا خلاصہ معتبر نہیں اسی طرح اس کے نقل کردہ فتاوی قابلِ اعتماد نہیں۔

[۳] تحذیر الناس کے کئی سال بعد ۱۲۹۳ھ، ۱۲۹۴ھ میں شاہجہانپور میں مباحثے ہوئے، وہاں کے مسلمانوں نے حضرت کو ایک ذمہ دار مسلمان عالم دین کی حیثیت سے بلایا حضرت نے دیگر توحید و رسالت کے ساتھ کھل کر نبی ﷺ کی خاتمیتِ زمانی کا اعلان فرمایا۔

اس کے بعد دیانند سرسوتی کا فتنہ کھڑا ہوا، اس نے سرعام اسلام پر اعتراض شروع کیے اہل اسلام نے اس وقت بھی حضرت کو دعوت دی حضرت نے رڑکی اور میرٹھ جا کر دیانند سرسوتی کو مقابلہ کی دعوت دی وہ مقابلہ میں نہ آیا تو حضرت نے وہاں تقریروں میں دیانند سرسوتی کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے اور توحید رسالت اور ختم نبوت پر بیانات بھی کیئے۔ اس کے بعد حضرت نے اس کے اعتراضات کے جوابات میں دو کتابیں لکھیں قبلہ نما، انتصار الاسلام۔ اگر حضرت ختم نبوت کے منکر ہوتے تو اول تو مسلمان آپ کو اسلام کی ترجمانی کیلئے ہرگز نہ بلاتے۔ اور اگر آپ چلے ہی گئے تھے تو ختم نبوت پر بات نہ کرتے۔ اور اگر آپ نے بات کر ہی دی تھی تو عیسائی اور ہندو آپ پر اعتراض کرتے۔

پہلے سال ان کو اعتراض نہیں سوجھا تو اگلے سال کرتے کیونکہ اگلے سال وہ لوگ تازہ دم ہو کر حضرت نانوتویؒ سے شکست کا بدلہ لینے کیلئے آئے تھے اگر حضرت نے تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار کیا ہوتا، تو وہ لوگ آپ کو چلنے نہ دیتے فوراً آپ کے خلاف کھڑے ہو جاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ جو عقائد بیان کر رہے ہیں دِل سے بیان کر رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے آپ کو منکر ختم نبوت کہا وہ جھوٹے ہیں آپ کی طرف انکار ختم نبوت کی نسبت نرا بہتان ہے۔

[۴] اس رسالے کا لکھنے والا ''عبدالغفار'' اور جن کے دستخط اس میں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی وہاں شاہجہانپور میں نہیں تھا، اور نہ ہی ان میں سے کسی نے ایسا علمی مواد چھوڑا جس میں حضرت نانوتویؒ کی طرح غیر مسلموں کو توحیدِ خداوندی، ضرورتِ نبوت، اثباتِ نبوت یا ختم نبوت زمانی سمجھائی جا سکے۔ اگر ایسا مواد چھوڑا ہے تو ہمیں دِکھایا جائے۔

اس لئے ہم عبدالغفار سے کہتے ہیں کہ حضرت کے کفر اسلام پر بحث کرنے سے پہلے ترجمانِ اسلام مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مقابلے میں اپنی حیثیت تو واضح کر۔ ہم بتاتے ہیں کہ ہنود و نصاریٰ کے سامنے عقیدۂ ختم نبوت سمجھانے میں حضرت کے مقابلہ

میں تیری حیثیت کیا ہے؟ حضرت کے مقابلہ میں تیری حیثیت وہ ہے جو پی ایچ ڈی کرنے والے نوبل انعام یافتہ کے سامنے پرائمری فیل کی ہوتی ہے۔ تجھے خیال نہ آیا ختم نبوت کے بارے میں حضرت پر اعتراض کرتے ہوئے۔

[۵] حضرتؒ نے یہی تو نہیں کہا کہ نبی ﷺ کی نبوت اصل ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ اسی وجہ سے آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں حضرت نے ہرگز یہ بات نہ کہی کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ خاتم کے معنی میرے نزدیک بھی وہی ہیں جو دوسرے مسلمان کہتے ہیں مگر میں نے ساتھ علت بتادی ہے اور وہ سب سے اعلیٰ نبی ہونا ہے (دیکھئے مناظرہ عجیبہ ص ۱۳۳) اس لئے حضرت فرماتے ہیں کہ سورت احزاب کی آیت خاتم النبیین کی رو سے آپ ﷺ آخری نبی بھی ہیں اعلیٰ نبی بھی ہیں۔ (دیکھئے تنویر النبراس ص ۹۸)

[٦] اگر اس وجہ سے حضرت کو کافر کہنا ہے کہ حضرت نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا تو یہ بات سراسر غلط ہے حضرت نے ہرگز ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا۔ اور اگر اس وجہ سے حضرت کو کافر کہنا ہے کہ حضرت نے آپ ﷺ کی نبوت کو اصل کہا۔ تو یہی فتوی امام سبکیؒ امام سیوطیؒ اور فاضل بریلوی پر لگاؤ ان سب نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو اصل قرار دیا ہے (دیکھئے تجلی الیقین ص ۸،۹) مفتی احمد یار خان نے تو حضرتؒ کی طرح یہ لکھا ہے کہ آپ آخر میں اس لئے آئے ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں (دیکھئے شان حبیب الرحمٰن ص ۳۲،۳۳)

[۷] حضرت نے یہ کب کہا اور کہاں کہا کہ

"اگر سیکڑوں ہزاروں انبیاء مانند آپ کے اس زمین میں بھی قیامت تک پیدا ہوں تو مخالف آیت خاتم النبیین کے نہیں"

حضرتؒ کی کسی تحریر سے یہ الفاظ دکھاؤ، تمہاری نقل کا اعتبار نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کفریہ کلمہ تم خود بناؤ اور کافر ہو جائے ہندوؤں اور عیسائیوں کو ختم نبوت منوانے والا محمد قاسم نانوتویؒ۔ ان الفاظ کی وجہ سے کافر ہوگا تو عبدالغفار ہوگا۔ اور جن حضرات کے دستخط اس نے آخر میں نقل کئے

ہیں ان کا فتوی بھی عبدالغفار پر لگے گا نہ اس بے گناہ نانوتویؒ پر جس کی طرف عبدالغفار اپنے بنائے ہوئے جملے کی نسبت کر دے۔

حضرتؒ کی طرف اس کفر کی نسبت اس لئے بھی باطل ہے کہ حضرتؒ عقلاً بھی آپ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں کہتے ہیں جیسے بڑی عدالت میں مقدمہ بعد میں جاتا ہے اللہ نے اس سے اعلیٰ نبی کو سب سے بعد میں بھیجا (انتصار الاسلام ص ۵۸) نیز حضرت نے تمام احتمالات ذکر کرکے بالآخر نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت کیا ہے (تحذیر الناس د ص ۸ گ ص ۵۱ تا ۵۳) بہر حال یہ تو بہتان ہے ہی کہ حضرت نانوتویؒ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کو مانتے ہیں مگر یہ تو اور بڑا بہتان ہے کہ آپ ﷺ کی مثل سیکڑوں ہزاروں نبیوں کی آمد مانتے ہیں۔

[۸] حضرت نانوتویؒ نے ہرگز نہیں کہا کہ آپ ﷺ کو آخری نبی ماننا موجب تنقیص ہے۔ حضرت کی کسی کتاب سے یہ الفاظ دکھاؤ تمہارے الفاظ ان پر حجت نہیں اگر ایسا مشہور ہوا تو حضرت اس کے ذمہ دار نہیں اس کے ذمہ دار تم جیسے شہرت دینے والے ہیں جنہوں نے کفریہ عبارات خود بنائیں اور نسبت کر دی ایک بے گناہ کی طرف۔

اس کفریہ عبارت کی وجہ سے کافر ہوگا تو عبدالغفار اینڈ کمپنی ہوگی نہ محمد قاسم نانوتویؒ۔ جس کو کفر کا بھی گناہ ہوگا بہتان باندھنے کا بھی ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء:۱۱۲) ترجمہ: "اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔" (کنز الایمان ص ۱۴۰)

نیز فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (الاحزاب:۵۸) ترجمہ: "اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور عورتوں کے بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر کر لیا" (کنز الایمان ص ٦١۷)

[بحث نمبر۵]

حضرت نانوتویؒ پر ایک اور بہتان

اس کے بعد عبدالغفار صاحب لکھتے ہیں:

> جب یہ عقیدہ مولوی محمد قاسم صاحب کا تحریراً و تقریراً مشہور رہا بمقام دہلی مولوی محمد قاسم صاحب سے اور مولوی محمد شاہ صاحب پنجابی سے مناظرہ ہوا لیکن باوجود طول بحث کے آخر کو اتباع مولوی محمد قاسم صاحب کے فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم غالب رہے اور اتباع مولوی محمد شاہ صاحب کے فرمانے لگے کہ مولوی محمد شاہ صاحب غالب رہے اس سبب سے ناواقفوں کو اور بھی زیادہ خلجان واقع ہوا۔ (ایضاً ص۱ سطر۱۲ تا ۱۶)

اقول:

[۱] یہ عقیدہ کس کی تحریر یا تقریر سے مشہور ہوا، اگر کہو کہ حضرت نانوتویؒ کی تقریر وتحریر سے تو یہ قطعاً باطل ہے میلہ خداشناسی اور مباحثہ شاہجہانپور میں حضرت کی تقریریں موجود ہیں تحذیر الناس، مناظرہ عجیبہ، تنویر النبراس، حجۃ الاسلام، انتصار الاسلام اور قبلہ نما حضرت کی تحریریں موجود ہیں ان میں تو عقیدۂ ختم نبوت کا اعلان ہی ملتا ہے۔

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم جیسے معاندین نے جیسے چند سطر اوپر کفریہ عبارت بنا کر حضرت کی طرف منسوب کردی اسی طرح اور کفریہ عبارات بنا تقریر وتحریر میں ان کی طرف منسوب کردیں اور تم جیسوں نے تقریر وتحریر کے ذریعہ حضرت نانوتویؒ کو منکرِ ختم نبوت زمانی مشہور کردیا مگر اس صورت میں اس کفر کے ذمہ دار تم جیسے لوگ ٹھہرے حضرت نانوتویؒ کا اس سے کیا واسطہ؟

[۲] حضرت کی کتابیں موجود ہیں ہندوؤں عیسائیوں سے ان کے مباحثوں کی روئیدادیں موجود ہے۔ ان میں دیکھو کہ حضرت عقیدۂ ختم نبوت کے عاشق تھے یا منکر؟ بہرحال جب حضرت نے ختم نبوت کا انکار نہیں کیا، اور مذکورہ بالا کفریہ مضامین حضرت کے نہیں ہیں تو مناظرہ کس چیز پر ہوا؟ اس لئے مناظرہ کا یہ واقعہ ہی بے اصل معلوم ہوتا ہے اور جس کو چند روز اور نو سال کا فرق معلوم

نہیں اس کی روایت کا کیا اعتبار؟ پھر مناظرہ کی تاریخ نہ بتائی اور یہ بھی نہ بتایا کہ اس میں بطورِ ثالث کے کون کون ذمہ دار علماء شریک ہوئے اور انہوں نے کیا فیصلہ دیا؟ تو جیسے اس نے اس رسالے میں کفریہ عبارات بنا کر حضرت کی طرف منسوب کردیں ایسے ہی مناظرہ کی کہانی بھی بنالی ہو تو کیا بعید؟

[۳] پھر اس کے خط کشیدہ الفاظ پہ غور کریں کہتا ہے:
"مولوی محمد قاسم صاحب سے اور مولوی محمد شاہ صاحب پنجابی سے مناظرہ ہوا"۔
اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی محمد شاہ صاحب دونوں ایک فریق ہیں ان سے کسی اور کا مناظرہ ہوا ہے؟

[۴] اگر یہ دونوں حضرات دہلی میں اکٹھے ہوئے ہوں تو شاہ محمد پنجابی نے کہا ہوگا آپ نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا حضرتؒ نے کہا ہوگا میں نے انکار نہیں کیا بلکہ میں تو ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر کہتا ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے مگر مولانا شاہ محمد اور ان کے شاگردوں نے ضد کی وجہ سے اس سچ کو نہ مانا ہوگا جس کی وجہ سے ناواقفوں کو خلجان ہوا ہوگا، ان شاء اللہ عنقریب یہ خلجان دور ہو جاتا ہے۔

[بحث نمبر۶]

عبدالغفار کی طرف سے مجاہدِ ختم نبوت کو بدنام کرنے کا عزم

اس کے بعد جناب عبدالغفار صاحب لکھتے ہیں:

> لہٰذا بندۂ گنہگار عبدالغفار نے ایک استفتاء دونوں صاحبوں کے اقوال سے بنایا اور مولوی محمد قاسم صاحب کے اقوال کو "قال عمرو" سے تعبیر کیا، اور مولوی محمد شاہ صاحب کے اقوال کو "قال زید" سے تقریر کیا۔ اکابر علماءِ دہلی و رامپور اور لکھنؤ اور بمبئی وغیرہ بلاد نے "اقوال عمرو" کو یعنی مولوی محمد قاسم صاحب کے اقوال کو باطل اور قبیح فرمایا، اور "اقوال زید" یعنی مولوی محمد شاہ صاحب کے اقوال کو حق وصحیح ٹھہرایا۔ لہٰذا واسطے رفع خلجان کے وہ فتویٰ مشہور کردیا گیا (ایضاً ص۱ سطر۱۶ تا ۲۲)

اقول:

[۱] کیا ناواقفوں کو کوئی اور خلجان نہ ہوا؟ پادریوں نے جو شبہات پھیلائے، پنڈت دیانند سرسوتی نے سرِ عام اسلام پر جو اعتراضات کئے ان کے بارے میں تم نے کیا کیا؟ ذرا اس بارے میں بھی تو اپنی خدمات پیش کرو، اسلام کے دِفاع کیلئے تم نے خود تو کچھ کیا نہیں اور جس نے کچھ کیا، اور بے مثال طریقے سے کیا، اس کو کافر کہے جا رہے ہو۔

[۲] تم نے یہ کام حضرت کی زندگی میں کیوں نہ کیا؟ یہ کام مباحثوں سے پہلے کرتے کہ شاہجہانپور کے مسلمان حضرت نانوتویؒ کو اسلام کی ترجمانی کیلئے نہ بلاتے، یا مباحثے کے دِنوں شاہجہانپور چلے جاتے اور حضرت کو آگے نہ جانے دیتے۔ وہاں کیوں نہ گئے؟ اس لئے کہ وہاں گفتگو کرنا تمہارے بس میں نہیں تھا۔ اسلام کی ترجمانی کرتے نہیں اور جس نے کردی اس کو کافر کہتے ہو؟ تمہارے اس کردار کو اسلام کی خدمت کہا جائے یا اسلام کے خلاف سازش؟

[۳] عام مسلمان کو مسئلہ سمجھانا آسان ہے پادری نولس اور پنڈت دیانند سرسوتی جیسے شیاطین کو لاجواب کرنا بڑا مشکل کام ہے، نانوتویؒ کے خلاف فتوی دینے والے کم از کم اس درجے کے ترجمان اسلام تو ہوں جن کے دستخط رسالے میں دیئے ہیں بتاؤ تو سہی ان میں سے مباحثوں کیلئے شاہجہانپور کون گیا؟ کیا ان میں سے کسی نے اسلام کی ایسی ترجمانی کی جیسی حضرتؒ نے کی؟ اگر کی ہے تو پیش کرو۔ عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت میں جو لوگ حضرتؒ کے پائے کے نہیں تو حضرتؒ کے خلاف ان کے دستخط کیسے قبول کئے جائیں؟

[۴] نانوتویؒ پر بہتان باندھ کر فتوی تو شائع کردیا نانوتویؒ نے مباحثوں میں جو بیانات کئے ان کا بھی تو کوئی متبادل پیش کرو، تمہارے پاس حضرتؒ کے طریق کار سے بہتر طریق اس زمانے میں غیر مسلموں کو قائل کرنے کا ہے تو لاکر دکھادو۔ خواہ سب مل جل کرلے آؤ۔ پھر تحذیر الناس کے بارے میں بھی بات کرلینا۔

[۵] استفتاء میں تم نے تحذیر کی بہت سی اہم عبارات چھوڑ دی ہیں مثلاً وہ جس میں خاتمیت

زمانی کو عقلی دلیل سے ثابت کیا ہے اور وہ جس میں خاتمیتِ زمانی کے منکرین کو کافر کہا ہے۔ پھر تم نے استفتاء میں حضرت کے مکمل یا نامکمل اقوال ہی پیش نہیں کئے اپنے لفظوں میں تشریحات بھی کی ہیں ان تشریحات میں تم نے مغالطے دیئے ہیں ان مغالطوں کو تم نے ''اغلاطِ قاسمیہ'' کا نام دیا ہے تو یہ رسالہ ''ابطال اغلاطِ قاسمیہ'' اور اس میں دیئے ہوئے فتوے تمہاری تشریحات کا رد ہے نہ حضرت کی کتاب تحذیر الناس کا۔

[بحث نمبر ۷]

عبدالغفار صاحب نے استفتاء میں کیا چھپایا کیا ظاہر کیا

یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ رسالہ چالیس صفحات پر مشتمل ہے دوسرے صفحے سے صفحہ نمبر ۳۸ تک تحذیر الناس کی بابت استفتاء ہے۔ تحذیر الناس میں تین اہم چیزیں ہیں [۱] شروع میں ایک استفتاء [۲] اس استفتاء کے بارے میں حضرت نانوتویؒ کا جواب [۳] اسی استفتاء کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا جواب۔

عبدالغفار صاحب نے اپنے استفتا میں حضرت نانوتویؒ کے جواب کی کچھ مکمل یا نامکمل عبارات تو دیں مگر شروع سے نہ استفتاء دیا اور نہ آخر سے مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا جواب۔ جبکہ اس کو اپنے سوال میں ان دونوں کا دینا ضروری تھی۔

استفتاء کا ذکر اس لئے ضروری تھا تاکہ مفتی حضرات کے سامنے حضرت کے جواب کا پورا پس منظر آتا، اور ان کو حضرت کے پورے جواب سے دِلچسپی ہوتی۔ اور وہ استفتاء کو سامنے رکھ کر پورے جواب کا مطالعہ کرکے پھر فیصلہ دیتے مگر عبدالغفار صاحب نے اس استفتاء کا ذکر ہی نہ کیا جس کے جواب میں حضرت نانوتویؒ نے یہ تحریر لکھی۔

مولانا لکھنویؒ کا جواب دینا اس لئے ضروری تھا کہ ایک تو اس لئے کہ اس میں کئی باتیں تحذیر الناس کے موافق ہیں جیسا کہ ہم گزشتہ صفحات میں اس فتویٰ کے حاشیہ میں ثابت کرچکے

ہیں دوسرے اس لئے کہ اس میں یہ جملہ بھی ہے

اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔

اب اگر مفتی حضرات مولانا لکھنویؒ کی بات کی کوئی تاویل کرتے تو حضرت نانوتویؒ کی عبارت میں بھی ان کو کوئی تاویل نظر آجاتی اور اگر حضرت نانوتویؒ کو کافر کہتا ہے تو مولانا لکھنویؒ پر بھی ہاتھ صاف کرتے۔ لیکن عبدالغفار صاحب نے ایسی کاروائی کی کہ نہ تو مفتی حضرات کے سامنے پوری صورت حال آئے اور نہ ان کا ذہن حضرت کی عبارت میں تاویل کی طرف جائے۔

[بحث نمبر ۸]

﴿تحذیر الناس کے شروع سے ختم نبوت زمانی کی عبارات﴾

جناب عبدالغفار صاحب نے اپنے استفتاء کے شروع میں تین عبارات تحذیر الناس کی اور ایک مکتوبات قاسم العلوم کی عبارت دی ہے پھر اپنے لفظوں میں ان کا مفہوم بیان کرکے اس کے رد میں دلائل دیئے مگر اس نے جو مطلب نکالا حضرت نانوتویؒ اس سے بری ہیں اس لئے وہ اپنے نکالے ہوئے مفہوم کا رد کرتا رہا نہ کہ حضرت نانوتویؒ کا۔ سب سے پہلے اس نے تحذیر الناس طبع قدیم ص۳ سطر۲ تا ص۴ سطر۱۱ تک کی طویل عبارت دی ہے(۱) راقم الحروف نے ''آیات ختم نبوت'' ص ۵۳۵ تا ص ۵۹۰ میں کئی طرح اس کی شرح کردی ہیں یہاں ختم نبوت زمانی پر دلالت کرنے والے چند جملوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے صاحب رسالہ حضرت سے نقل کرتا ہے:

بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم

۱) اکثر حضرات اس عبارت کو پورا نقل نہیں کرتے صاحب رسالہ نے اس کو پورا نقل تو کیا مگر مطلب بیان کرنے میں پھر گڑبڑی کردی۔

کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر ظاہر ہوگا(۱) کہ تقدم یا تاخر زمانی (۲) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں (۳)[ابطال اغلاط قاسمیہ ص۲ سطر۸ تا۱۱] ------ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین

ہمارے پاس جو نسخے ہیں ان میں ہے ''روشن ہوگا'' مگر مفہوم میں فرق نہیں۔

۱) زمانی کی قید سے سمجھ آیا کہ تقدم و تاخر کی اور بھی قسمیں ہیں چنانچہ امام رازیؒ نے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ [سورۃ الحدید آیت ۳] کے تحت تقدم کی کئی قسمیں بتائی ہیں مثلاً [۱] تقدم بالتاثیر جیسے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہو تو انگلی کے حرکت کرنے سے انگوٹھی حرکت کرے گی [۲] تقدم بالحاجہ جیسے اثنان کو واحد کی حاجت ہے اگرچہ واحد اثنان کی علت نہیں جبکہ پہلی قسم میں انگلی کا ہلنا انگوٹھی کے ہلنے کی علت ہے

۲) [۳] تقدم بالشرف جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تقدم حضرت عمرؓ پر [آپ اس کو تقدم بالتقوی بھی کہہ سکتے ہیں صرف اس قسم کے تقدم کو بالذات فضیلت ہے ارشاد باری ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ الحجرات:۱۳۔ راقم] [۴] تقدم بالرتبۃ جیسے امام کا مقتدی پر تقدم [اس قسم کے تقدم کو بالذات فضیلت نہیں کیونکہ بہت مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ مقتدی جس درجہ کا متقی پرہیزگار ہوتا ہے، اس کا امام ویسا نہیں ہوتا۔ راقم] [۵] تقدم بالزمان جیسے وہ چیز جو پہلے زمانے میں ہے اس پر مقدم ہے جو بعد کے زمانے میں ہے۔ جیسے غزوۂ بدر کا تقدم غزوۂ احد پر۔ (دیکھئے تفسیر کبیر طبع مصر ج۲۹ ص۲۰۹)

تنبیہ: خاتمیت رتبی یا خاتمیت مرتبی میں رتبہ یا مرتبہ سے مراد وہی ہے جسے امام رازیؒ نے یہاں شرف سے تعبیر کیا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ تقویٰ میں سب سے بڑھ کر تھے آپ کا ارشاد ہے: اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ (مشکوۃ ص۲۷، بخاری ج۲ ص۷۵۷ مسلم تحقیق محمد فواد عبدالباقی ج۲ ص ص۱۰۲۰) ترجمہ: خبردار اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔

۳) اس عبارت سے ناواقف لوگوں سے سمجھا کہ حضرت نے ختم نبوت زمانی کا (باقی آگے)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا انکار کر دیا، حالانکہ حضرت نے یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ کا سب انبیاء کے آخر میں
ہونا غلط ہے۔ حضرت منکر تب بنتے اگر کہتے کہ عوام کی یہ بات غلط ہے یا عوام کی بات نقل کرنے کے
بعد یوں کہتے "مگر آپ آخری نبی نہیں ہیں"، لیکن حضرت نے نبی کریم ﷺ کے آخر میں آنے کا انکار نہیں
کیا، بلکہ یہ کہا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بات واضح ہے کہ تاخر زمانی میں بالذات
فضیلت نہیں بالذات فضیلت تو تقویٰ کو ہے ہاں تاخر زمانی میں بالعرض فضیلت ہو سکتی ہے جیسے اصول
حدیث میں ہے کہ حدیث کی ایک قسم صحیح لذاتہٖ ہے ایک قسم صحیح لغیرہٖ ہے (مقدمہ مشکوٰۃ از مولانا عبدالحق
محدث دہلویؒ ص ۵) اصول فقہ میں ہے کہ ماموربہٖ دو قسم پر ایک حسن بنفسہٖ ایک حسن لغیرہٖ نماز حسن بنفسہٖ
ہے اور جہاد حسن لغیرہٖ ہے (اصول الشاشی ص ۴۰، ۴۱)

اسی طرح تقدم یا تاخر زمانی میں لذاتہٖ فضیلت نہیں ہاں لغیرہٖ فضیلت ہے یا یوں کہو کہ تقدم یا
تاخر زمانی میں بنفسہٖ فضیلت نہیں بغیرہٖ فضیلت ہے، اس لئے کہ اللہ نے آخر میں بھیجا ہی اس نبی کو جو سب
سے افضل ہے۔ تقدم زمانہ کی فضیلت بالغیر کی مثال حضرات صحابہ کرامؓ کا باقی امت سے اعلیٰ ہونا یہ محض
زمانے کے تقدم کی وجہ سے نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی صحبت کو پانے کی وجہ سے ہے۔

<u>مثال سے وضاحت:</u>

اگر اب بھی بات سمجھ نہیں آتی اور تمہارا اصرار اس پر ہے کہ تاخر زمانی میں بالذات فضیلت ہے
تو بتاؤ کیا تم اپنے آپ کو نبی ﷺ سے افضل سمجھتے ہو؟ اگر تاخر زمانی میں بالذات فضیلت ہے تو تم نبی ﷺ
سے افضل ٹھہرتے ہو؟ اگر کہو کہ وہ تو نبی تھے ہم نبی نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تاخر زمانی میں بالذات
فضیلت نہیں نبوت کی وجہ سے ہے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ نبی ﷺ
سے بڑھ کر متقی کوئی نہیں۔

اگر کہو کہ بعد میں آنے والا نبی افضل ہے تو بتاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ سے پہلے ہوئے
بعد میں بھی تشریف لائیں گے تو کیا جب بعد میں تشریف لائیں گے تو تاخر زمانہ کی وجہ سے (باقی آگے)

تھا (۱) اس لئے سدِ باب اتباعِ مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق
کو گمراہ کریں گے، البتہ فی حد ذاتہٖ قابل لحاظ ہے [ایضاً ص ۲ سطر ۱۸، ۱۹]..........
بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا
ہے (۲) اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے [ایضاً ص ۲۴ سطر ۴].................. اسی طور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نبی ﷺ سے اعلیٰ ہو جائیں گے؟ یقیناً نہیں، افضلیت بہر حال نبی کریم ﷺ ہی
کے لئے ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپؐ کے زمانے کو آپؐ کی وجہ سے فضیلت ملی نہ کہ اُس زمانے میں پیدا
ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ فضیلت والے ہو گئے۔ الغرض حضرت نانوتویؒ کی یہ بات ثابت ہو گئی کہ
تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بالعرض ہو سکتی ہے۔

۱) اس میں حضرت نے اس دین کے آخری ہونے کو غلط تو نہیں کہ بلکہ اس کو تسلیم کیا ہے اور دین
کے آخری ہونے کا مطلب یہی ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ حیرانگی کی بات ہے
کہ ایسی عبارات کو نقل کرنے کے باوجود عبدالغفار صاحب نے حضرت کو منکر خاتمیتِ زمانی سمجھ لیا۔
شاہجہانپور کے دوسرے مباحثہ میں بانی جلسہ کی طرف سے کچھ سوالات دیئے گئے ان کے
جوابات کی بات ہوئی تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ہمارا دین سب سے پچھلا ہے اس لئے انصاف کا تقاضا یہ
ہے کہ ہمارا بیان سب کے بعد ہو (دیکھئے مباحثہ شاہجہانپور ص ۱۶)

۲) بنائے خاتمیت [جس کی وجہ سے نبی ﷺ کو اللہ نے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد بھیجا] کچھ
ہے یا نہیں، تم اس کو مانتے ہو یا نہیں یہ الگ مسئلہ ہے اس سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ بات تو ماننی پڑے گی
کہ حضرتؒ کے ہاں بناءِ خاتمیت جو بھی ہے اس کو تاخر زمانی بھی لازم ہے اور اس سے آپ ﷺ کی
افضلیت بھی دوبالا ہو جاتی ہے۔ حضرت کا یہ دعویٰ سچا ہو یا نہ ہو یہ الگ بات ہے مگر اس سے یہ بات تو واضح
ہوتی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نبی کریم ﷺ کی افضلیت کے بھی قائل تھے اور آخری نبی ہونے
کے بھی۔ حیرت ہے کہ ایسی عبارات کو نقل کرنے کے باوجود عبدالغفار حضرت کو منکر ختم نبوت زمانی کہنے پر
مصر ہیں۔ واقعی فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (سورۃ الحج: ۴۶)

رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ غرض جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء [ایضاً ص۳ سطر۱۵ تا۱۸]

__اقول:__ [۱] حضرتؒ نے اس میں یہ بات کہی کہ آپ ﷺ کی نبوت اصل ہے باقی آپ کے تابع ہیں اور یہ بات امام سبکیؒ نے لکھی امام سیوطیؒ نے لکھی، علامہ بحر العلومؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے لکھی (دیکھئے فتویٰ مولانا لکھنویؒ ملحقہ تحذیر الناس) فاضل بریلوی مولانا احمد رَضا خان نے لکھی (تجلی الیقین ص۸،۹) بریلوی مکتبِ فکر کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی نے لکھی (شان حبیب الرحمٰن ص۳۲،۳۳)

یاد رہے کہ مفتی احمد یار خان صاحب رسالہ عبدالغفار صاحب کے بعد ہوئے مگر چونکہ عبدالغفار صاحب کے طرفدار مفتی احمد یار خان صاحب کو مانتے ہیں اس لئے ان کے خلاف مفتی احمد یار خان کی بات کو پیش کرنا درست ہے۔

[۲] مفتی احمد یار خان صاحب نے تو یہ بھی مانا ہے کہ نبی ﷺ کو اس لئے آخر میں بھیجا گیا کہ آپ کی نبوت اصل ہے (شان حبیب الرحمٰن ص۳۲،۳۳) اگر نبی ﷺ کی نبوت کو اصل کہنے کی وجہ سے نانوتویؒ کافر ہے تو ان سب کو کافر کہو۔

[۳] حضرت نانوتویؒ نے مذکورہ بالا عبارت میں نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء لکھا، اور یہ بات اور بہت سے علماء نے لکھی مثلاً امام سبکیؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ، مولانا عبدالحی لکھنویؒ (دیکھئے تحذیر الناس کے ساتھ لگا ہوا مولانا لکھنویؒ کا فتویٰ) شاہ ولی اللہؒ (دیکھئے تفہیماتِ الٰہیہ ج۱ ص۷۳) مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی (دیکھئے تجلی الیقین ص۸،۹) مفتی نعیم الدین مراد آبادی (خزائن العرفان ص۱۲۴) مفتی احمد یار خان (دیکھئے شان حبیب الرحمٰن ص۳۲،۳۳) مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ مکتوبات قدوسیہ ص۳۱۶ میں فرماتے ہیں: سب نبی آنحضرت ﷺ کا

راستہ دکھانے والے تھے۔

عبدالغفار صاحب نے حضرت نانوتویؒ سے آنحضرت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا نقل کیا [دیکھئے ص۳ سطر۱۸] اس کے بعد اس کا انکار نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اس کو مان چکا ہے اور جن حضرات کے دستخط آخر میں دیئے ہیں انہوں نے بھی نبی ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے کا انکار نہیں کیا، اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے تو متعدد جگہ اس کو لکھا ہے مثلاً تحذیر الناس کے ساتھ لگا ہوا فتویٰ، دافع الوسواس فی اثر ابن عباسؓ ص۲۱، زجر الناس علی انکار اثر ابن عباسؓ ص۲۹۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عبدالغفار اور جن کے نام اس نے دیئے ہیں یہ سب نبی ﷺ کو نبی الانبیاء مانتے ہیں۔

اور ہم ''آیات ختم نبوت'' اور ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت'' میں یہ ثابت کر آئے ہیں کہ نبی ﷺ کی نبوت کے بالذات ہونے کا یہی مطلب ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں اس طرح جن حضرات نے بھی آپ ﷺ کو نبی الانبیاء لکھا وہ سب تحذیر الناس کے مرکزی مضمون میں حضرت نانوتویؒ کے موافق ہیں اس لئے تحذیر الناس کی وجہ سے اگر حضرت نانوتویؒ پر فتوی لگانا ہے تو سب پہ لگاؤ۔ کافر کہنا ہے تو ان سب کو کہو، عبدالغفار کو بھی کافر کہو، مولانا احمد رضا، مفتی نعیم الدین اور مفتی احمد یار خان کو بھی کہو، جن حضرات کے دستخط اس رسالے کے آخر میں ان سب کو کافر کہو کیونکہ وہ تحذیر الناس کے اس مرکزی نکتہ کو مان چکے اور مرکزی مضمون یہ ہے کہ جیسے آنحضرت ﷺ نبی الامۃ ہیں ایسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔

__مولانا کا قصور کیا ہے؟__

بتایئے تو سہی کہ آپ حضرت نانوتویؒ پر ہی فتوے کیوں لگاتے ہو؟ ان ہی کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ صرف اس وجہ سے انہوں نے شاہجہانپور میں اسلام کی صحیح ترجمانی کی دیانند سرسوتی کے خلاف تحریری وتقریری کام کیا۔ ان کے علاوہ کوئی اور یہ کام نہ کرسکا، اس کے علاوہ ان کا کوئی اور قصور ہے تو بتایا جائے؟

[بحث نمبر۹]

آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی کائنات میں بے مثال

اس کے بعد عبدالغفار صاحب نے تحذیر الناس سے یہ عبارت نقل کی:

> ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افرادِ مقصودہ بالخلق (۱) میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افرادِ مقدرہ (۲) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا (۳)
> انتھٰی (ص۳ سطر۱۹ تا ۲۳)

اقول: [ا] اس عبارت میں خاتمیت سے مراد افضلیت ہے۔ اور اس میں افضلیت کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور افضلیت سے مراد آپ ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا ہے جیسا کہ پچھلی عبارت میں گزرا، اس کو گذشتہ عبارت سے ملائیں تو مطلب یہ بنتا ہے کہ اگر خاتم النبیین کا معنی نبی الانبیاء کیا جائے تو اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی آئے تو وہ آپ کے مرتبے کا نہ پا سکے گا مگر چونکہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ آخری بھی ہیں اسلئے آپؐ کے بعد کسی کو نبوت ملے گی نہیں۔

---

۱) مطلب یہ کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت جتنے انسان ہوں گے ان سب میں نبی کریم ﷺ کے برابر کا کوئی نہیں۔ اگرچہ اللہ کی قدرت میں ہے کہ آپ جیسا پیدا کردے مگر کرے گا نہیں۔

۲) افرادِ مقدرہ سے مراد فرضی ہیں جیسے خود صاحب رسالہ نے ص۹ سطر۳ میں حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں نقل کیا ہے لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا۔ عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ انبیاء کا آنا مقدر میں ہے۔ جب اللہ نے کہہ دیا کہ آپؐ آخری نبی ہیں تو آپؐ کے بعد کسی نبی کا ہونا مقدر میں کیسے ہوسکتا ہے؟

۳) تحذیر الناس کا یہ جملہ دراصل پچھلی عبارت سے مرتبط ہے، پہلے ہم اپنے الفاظ (باقی آگے)

خود عبدالغفار صاحب لکھتے ہیں: قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِإِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ

---

[۲] (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں مضمون کا خلاصہ پیش کرتے ہیں پھر حضرت کا کلام ذکر کریں گے توجہ سے ملاحظہ فرمائیں مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ

منکرین اثر ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ میں خاتم النبیین کا معنی ہے "آخری نبی" ہے اس میں افضلیت کا ذکر نہیں دوسرے کہتے ہیں کہ اثر ابن عباسؓ سورۂ احزاب کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیونکہ اثر ابن عباسؓ کے مطابق خاتم سات ہوجاتے ہیں جبکہ خاتم النبیین ایک آپ ﷺ ہی ہیں

اس کے جواب میں حضرت ایک تو یہ فرماتے ہیں: اگر خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی کئے جائیں اور یہ مانا جائے کہ دیگر زمینوں کے انبیاء آپ ﷺ سے پہلے ہوئے ہیں تو اثر ابن عباسؓ اس آیت کے معارض نہ رہے گا، سب کے خاتم زمانی آپ ﷺ ہی ہوں گے۔ اس لئے اثر ابن عباسؓ کے انکار کا کوئی جواز نہیں۔ اور ہم یہی کہتے ہیں کہ دیگر زمینوں میں سلسلہ نبوت ہو تو وہاں کے خواتم زمانہ میں نبی کریم ﷺ سے پہلے ہوئے ہیں۔

دوسرے یہ فرماتے ہیں کہ اثر ابن عباسؓ میں جن کو نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ کہا گیا انہیں اگر درجہ میں آپ ﷺ کے برابر مانا جائے تو بھی تمہارے نزدیک اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ اس آیت سے تم صرف خاتمیتِ زمانی مانتے ہو خاتمیت رتبی نہیں۔

تم کہتے ہو کہ سہوانی نے چھ مثل مان لئے تمہارے ہاں بھی چھ مثل مانے جاسکتے ہیں ہاں زمانہ سابق میں ہوں گے۔

جبکہ حضرتؒ کی توجیہ کے مطابق دیگر زمینوں میں سلسلہ نبوت ہو تو وہاں کے خواتم درجہ میں آپ ﷺ کے برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ سورۂ احزاب کی آیت خاتم النبیین آپ ﷺ کے آخری ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے اعلیٰ ہونے پر بھی۔ تو جیسے آپ ﷺ اس زمین کے انبیاء میں اعلیٰ اور آخری ہیں اسی طرح سب زمینوں کے انبیاء میں اعلیٰ اور آخری آپ ہی ہیں۔ سورۂ احزاب میں (باقی آگے)

تُوُفِّيَ لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا (ابطال اغلاط قاسمیہ صفحہ ۹ سطر ۲،۳) کہ اگر آپ ﷺ کے لخت جگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاتم مطلق کا ذکر ہے اثر ابن عباسؓ میں جن کا ذکر ہے ان کی خاتمیت اضافی ہے۔ وہ اپنی اپنی زمین میں تو اعلیٰ اور آخری ہیں مگر نبی کریم ﷺ سب کی نسبت اعلیٰ اور آخری ہیں۔

اب اس بارے میں حضرت کا کلام ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:

اگر اثر ابن عباسؓ مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا یا ان احادیث کے معارض تھا جو مبین اور مفسر معنی خاتم النبیین ہیں سو بعد مطالعہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو ان شاء اللہ کچھ تردد نہ رہے گا کہ اثر مذکور مؤید و مثبت معنی خاتم النبیین ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت میں بہت قادح ہے اور کیوں نہ ہو درصورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک حصہ ہی باقی رہ جاتا ہے اس صورت میں مدعیان محبت نبوی سے ہم کو یہ توقع ہے کہ جیسا اس اثر کا انکار کرتے تھے اب اتنا ہی اقرار کریں گے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ انکار میں تو تکذیب رسول اللہ ﷺ کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں......

علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کے برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر درصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد ﷺ کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے۔

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ (باقی آگے)

حضرت ابراہیمؓ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض وہ نبی ہوتے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ [یعنی] پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس ص ۲۷ سطر ۸ تا ص ۲۸، سطر ۹ گ ص ۸۳ سطر ۱۶ تا ۸۵ سطر ۵)

تنویر النبراس ص ۹۸ میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر خاتم النبیین سے فقط خاتمیت زمانی مراد لی جائے تو انکار اثر ابن عباسؓ سے کیا فائدہ؟ اس واسطے کہ درصورت عدم صحت اثر مذکور بہت سے بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ اور زمینوں میں انبیاء نہیں فقط اسی زمین میں انبیاء ہیں اور آپ ﷺ کی خاتمیت زمانی فقط یہاں ہی کے انبیاء کی نسبت ہے تو یہ بات اثر مذکور کی صحت و صدق کی صورت میں بھی بدستور باقی رہتی ہے اور اس بات پر ایک مثال لکھ دی تھی۔ وہ یہ کہ اگر کسی شہر کا کوئی حاکم ہو اور اس کے برابر کوئی شہر اور آباد کیا جائے اور اس میں بھی ایسا ہی حاکم تجویز کیا جائے تو شہر اول کے حاکم کی حکومت میں کچھ فرق نہ آجائے گا (تحذیر ص ۸۴ طبع گوجرانوالہ)

غرض جب یہ دیکھا کہ باعث انکار اثر خیال منقصہ شان محمدی ﷺ ہے اور پھر خاتمیت زمانی مراد لینے میں نہ کچھ فائدہ، اور نہ اقرار اثر میں کچھ نقصان تو صاحب تحذیر (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے یہ لکھا تھا کہ تمہارا کچھ فائدہ نہیں ہاں اگر اثر صحیح ہے تو (تم پر) تکذیب نبوی ﷺ لازم آئے گی

حضرت کا اپنا عقیدہ کیا ہے وہ بھی سن لیجئے فرماتے ہیں:

ہماری سنئے! ہمارا ایمان ہے کہ عالم شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہو، نہ اس زمین پر نہ کسی اور زمین پر، اور نہ آپ ﷺ سے افضل ہوا، نہ ہو، نہ یہاں نہ کہیں اور۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے مثل خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی کے بھی اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت کے باعث قائل ہیں۔ (تنویر النبراس ص ۹۸)

آپ ﷺ کے تابع ہوتے یعنی وہ آپ ﷺ کے مرتبے کو نہ پا سکتے تھے(۱) ہمارے نزدیک اس کی آسان توجیہ یہ ہے کہ اس صورت میں وہ صرف نبی ہوتے اور آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ اور یہ بات ان تمام علماء کے موافق ہے جو نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء مانتے ہیں۔

[۳] اگر عبدالغفار صاحب کو ملا علی قاریؒ کی اس سے اتفاق نہیں تو کھل کر بتائے کہ ملا علی قاری مسلمان ہیں یا کافر، اور یہ بھی بتائے کہ اگر بالفرض حضرت ابراہیمؑ نبی ہوتے تو آنحضرت ﷺ سے افضل ہوتے یا افضلیت آنحضرت ﷺ کیلئے ہی ہوتی اور کس دلیل سے؟ اور دلیل بھی نہایت قطعی ہو کیونکہ مسئلہ کفر ایمان کا ہے۔

[۴] اب اگر اس عبارت کی وجہ سے کافر کہنا ہے تو ان تمام علماء کو کافر کہو جو نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء مانتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ اگر بالفرض حضرت عمرؓ نبی ہوتے تو آپ ﷺ کے تابع ہوتے۔ نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء کہنے والوں میں امام سبکیؒ ہیں علامہ جلال الدین سیوطیؒ ہیں، مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں مفتی احمد یار خان گجراتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو نبی الانبیاء کہنے والوں میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ بھی ہیں جن کے بارے میں عبدالغفار صاحب کا دعوی ہے کہ ان کے دستخط بھی اس رسالے میں موجود ہیں۔

بلکہ خود عبدالغفار نے بھی اس رسالے کے صفحہ ۳ سطر ۱۸ میں جب حضرت نانوتویؒ سے آنحضرت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا نقل کیا تو اس کا انکار نہیں کیا۔ اور نبی الانبیاء ہونے کا مطلب یہی ہے کہ جن کو اللہ نے نبوت عطا فرمائی خواہ وہ اس زمین میں ہوں یا اثر ابن عباسؓ کے مطابق دوسری زمینوں میں آنحضرت ﷺ ان سب کے نبی ہیں اسی طرح اگر بالفرض حضرت عمرؓ کو نبوت ملتی تو آپؐ ان کے بھی نبی رہتے۔ بتا تو سہی اس میں کفر کی بات کونسی ہے؟

---

۱) ان کے الفاظ یوں ہیں: قلت ومع هذا لو عاش ابراهيم وصار نبيا وكذا لو صار عمر نبيا لكانا من اتباعه عليه السلام كعيسىٰ والخضر والياس (موضوعات کبیر ص ۵۸)

[بحث نمبر ۱۰]

واسطہ فی العروض کے بارے میں

عبدالغفار صاحب استفتاء میں حضرت کی یہ عبارت بھی لائے ہیں

> باقی رہا آپؐ کا وصف نبوت میں واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونا اور انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپؐ کے فیض کا معروض اور موصوف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنیٰ خاتمیت پر موقوف ہے جس کی شرح وبسط کما ينبغي اوپر کر چکا ہوں [تحذیر الناس د ص ۳۹ سطر ۱۱ تا ۱۳، گ ص ۹۸ سطر ۶ تا ۸] (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۳، ۴)

اقول: شاید اس کی مراد یہ ہو کہ واسطہ فی العروض میں ذی واسطہ موصوف نہیں ہوتا، یا اس کی طرف نسبت حقیقۃً نہیں مجازاً ہوتی ہے اس لئے اس عبارت کی رو سے حضرت نانوتویؒ صرف نبی ﷺ کو حقیقی نبی مانتے ہیں باقی انبیاءؑ ان کے ہاں مجازاً نبی ہیں کیونکہ موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں:

الواسطة فی العروض عبارة عن امر كان متصفا بصفة حقيقة وتنسب تلك الصفة الى امر آخر مجازا (ایضاً ص ۱۸ سطر ۱، ۲) دوسری جگہ لکھتے ہیں: كما يعرض الحركة لجالس السفينة فالجالس متحرك بحركة السفينة لا بحركة نفسه وهذه الواسطة هی الواسطة فی العروض (ایضاً ص ۱۸ س ۲۰ تا ۲۲)

پہلی عبارت میں ہے کہ واسطہ فی العروض میں ذی واسطہ کی طرف صفت کی نسبت مجازی ہوتی ہے دوسری عبارت میں ہے کہ ذی واسطہ جو جالس فی السفینہ ہے اس کی اپنی کوئی حرکت نہیں وہ کشتی کی حرکت کے ساتھ ہی سفر کرتا ہے اور کشتی واسطہ فی العروض ہے۔

الجواب: [۱] حضرت کو اس سے اتفاق نہیں حضرتؒ کے ہاں واسطہ فی العروض میں واسطہ ذی واسطہ دونوں حقیقۃً موصوف ہوتے ہیں سورج کی شعاع در و دیوار پر پڑتی ہے سورج بھی روشن ہے در و دیوار بھی روشن ہے سورج کو اللہ نے براہِ راست روشن بنایا ہے در و دیوار کو روشنی سورج کے

واسطہ سے ہے مگر درودیوار حقیقۃ روشن ہیں یہ کہنا غلط ہے کہ درودیوار روشن ہی نہیں اور یہ کہنا بھی
غلط ہے کہ درودیوار کی روشنی مجازی ہے (ا) اسی طرح نبی کریم ﷺ کو اللہ نے دوسرے انبیاءؑ کی
نبوت کیلئے واسطہ بنایا مگر نبی کریم ﷺ بھی حقیقی نبی ہیں دوسرے انبیاء بھی حقیقی نبی ہیں آپ
فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بزرگی اور نبوت مسلم ان کا منکر ہمارے
نزدیک ایسا ہی کافر ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ہمارے نزدیک کافر ہے علی ھذا القیاس
سری رامچندر اور سری کرشن کو بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے پر آج کل نجات کا سامان بجز اتباع نبی آخر

ا) پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی" لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت نانوتویؒ کا بریلی جانا ہوا، وہاں
مولانا نقی علی صاحب کے شاگرد مولانا غلام مصطفیٰ صاحب معقولی مباحثہ کیلئے تشریف لائے۔ مولانا غلام
مصطفیٰ صاحب نے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ واسطہ فی العروض میں ذی واسطہ کیونکر موصوف ہوتا
ہے کشتی کو حرکت بالذات ہے اور جالس کو بالعرض مگر در حقیقت وہ حرکت نہیں لہٰذا جناب رسول اللہ
ﷺ جب نبوت میں واسطہ فی العروض ہوئے تو دوسرے انبیاء سے سلب نبوت لازم آیا۔

مولانا (محمد قاسم) صاحب نے فرمایا: راکب سفینہ کو حرکت سے متصف نہ کہا جائے تو (☆)
وہ مغرب سے مشرق تک کیسے پہنچا؟ اور محاذات اور ایون اس کے کیونکر بدلتے رہے۔

انہوں نے (یعنی مولانا غلام مصطفیٰ نے) کہا کہ شیخ نے تو یہی لکھا ہے کہ صرف واسطہ ہی
موصوف ہوتا ہے اور ذی واسطہ نہیں ہوتا۔

مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا: شیخ (بوعلی سینا) نے غلط لکھا۔ اگر آپ کلام شیخ کو سمجھے ہیں تو
سمجھا دیجئے (قاسم العلوم مع انوار النجوم ص۲۴)

☆) کتاب میں ہے "سفینہ کو حرکت سے متصف نہ کہا جائے تو" اور یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ اختلاف
ذی واسطہ کے بارے میں ہے اور وہ راکب ہے نہ کہ سفینہ۔ راقم۔

نیز فرماتے ہیں:
الزمان محمد رسول اللہ ﷺ اور کچھ نہیں (مباحثہ شاہجہانپور ص۹۶)
موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں موصوف
اوصاف معروض و
بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل (تحذیر الناس ص۱۰ سطر ۱۷، ۱۸، گ
ص۵۷ سطر ۹ تا ۱۱، قدیم)

حضرت کی اس بات سے مفتی احمد یار خان نے بھی اتفاق کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ

[۲]
حضرتؒ فرماتے ہیں:
وجودِ روحانی میں تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح
جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود جسمانی میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح
حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل علیہم السلام آباءِ کرام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف علیہ اور جسم
اطہر ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف (مناظرہ عجیبہ ص۹ تا ۱۱)

اسی مضمون کو مفتی احمد یار خان نے یوں ادا کیا ہے:
جِسْمًا تو حضرت آدم حضور علیہ السلام کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ السلام والدِ
آدم ہیں...... سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی (شان حبیب الرحمٰن ص۱۰)
اب جو فتویٰ حضرت نانوتویؒ پر لگاتے ہوئے مفتی احمد یار خان پر بھی لگاؤ

<u>چند اور تائیدات:</u>

☆ نحو میں جن کو توابع کہتے ہیں یعنی صفت تاکید وغیرہ، متبوع ان کیلئے واسطہ ہوتا ہے اس لئے اگر موصوف مرفوع تو صفت مرفوع جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ موصوف منصوب تو صفت منصوب جیسے رَأَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا، موصوف اعراب میں واسطہ ہے صفت ذی واسطہ ہے صفت اعراب میں موصوف کے تابع ہے مگر یہ تو نہیں کہتے کہ صفت کا اعراب ہی کوئی نہیں۔ ایسے ہی واسطہ فی العروض میں واسطہ ذی واسطہ دونوں موصوف ہوتے ہیں۔

☆ تمہارے کہنے کے مطابق تو آج کے دور میں نہ وہ کشتی حرکت کرتی ہے جو پٹرول سے

چلتی ہے نہ ریل نہ کار نہ بس نہ موٹر سائیکل نہ ہوائی جہاز۔ متحرک صرف وہ موٹر ہے جو بجلی یا پٹرول سے براہ راست چلتی ہے حتی کہ ریل کے وہ پہیے جن کے دوڑنے سے آدمی ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچتا ہے ان کو بھی ساکن ہی مان لو۔ اُس زمانے میں تو سفینہ تھا اور راکب سفینہ، اور اب خدا جانے موٹر اور پہیوں کے درمیان کتنے پرزے واسطہ ہوتے ہیں۔

☆ بچپن میں ایک لطیفہ پڑھا تھا کہ ایک عورت پلیٹ فارم پر ریل کے دروازے کے پاس جوتی اتار کر سوار ہوگئی جب اگلے شہر اسٹیشن پر جا کر اتری تو لوگوں سے پوچھنے لگی کہ میں نے اس دروازے کے پاس اپنی جوتی اتاری تھی کہاں گئی؟ جو لوگ کہتے ہیں ذی واسطہ موصوف نہیں وہ بتائیں کہ اس عورت کو اپنی جوتی کیوں نہ ملی؟

☆ جو لوگ راکب سفینہ کو متحرک نہیں مانتے ان کو چاہئے کہ اپنا سامان ریل یا بس میں نہ رکھا کریں باہر ہی پاس رکھ دیا کریں کیونکہ سوار ہو کر انہوں نے حرکت تو کرنی نہیں اتر کر سامان اٹھالیں۔

[بحث نمبر ۱۱]

قاسم العلوم کی عبارت کے بارے میں

حضرت نانوتویؒ کے مکتوبات کا ایک مجموعہ ہے "قاسم العلوم" (۱) عبدالغفار صاحب اپنے استفتاء میں اس سے درج ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:

> معنی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ درنظر ظاہر پرستاں ہمیں باشد کہ زمانہ نبوی ﷺ آخر ست از زمانہ انبیاء (۱) گذشتہ و باز نبی دیگر نخواہد آمد۔ مگر میدانی ایں سخنی ست کہ مدحے ست دراں نہ ذمے باز جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ ایں معنی را چہ علاقہ کہ

---

۱) پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹیؒ نے ان مکتوبات کو ترجمے کے ساتھ شائع کیا، ان کے شائع کردہ نسخے میں فارسی متن میں "انبیاء" کا لفظ کتابت کی غلطی سے رہ گیا ہے۔ اردو ترجمے میں موجود ہے۔

> ازاں استدراک فرمودہ فرمودند وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اگر از من پرسی معنیش ایں است کہ نبوۃ دیگراں مستفاد از حضرت محمدی ست ﷺ و نبوۃ آنحضرت ﷺ در عالم اسباب مستفاد از نبوت دیگراں نیست۔ انتہی کلام عمرو (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۴ سطر ۳ تا سطر ۸)

اقول: [۱] چونکہ اس مکتوب میں ایک اور انداز سے خاتمیت زمانی کو ثابت کیا ہے اس لئے جناب عبدالغفار صاحب نے جان بوجھ اس سے اگلی عبارت چھوڑ دی آپ اگلی عبارت پڑھ کر فیصلہ کریں کہ عبدالغفار صاحب کو حضرت کو منکر ختم نبوت کہنا پھر اس کے بارے میں فتوے لینا کیسا عمل ہے؟ حضرت اس کے فوراً بعد لکھتے ہیں:

> پس چناں کہ نور قمر از آفتاب است و نور آفتاب از نور دگر نیست بلکہ قصہ استفادہ اختتام یافت ہمچنیں نبوت دیگراں و نبوت نبی آخر الزماں را باید شناخت ﷺ و چوں ایں چنیں باشد آمدن نبی دیگر بعد آں سرور عالم ﷺ خود ممنوع شود بعد طلوع آفتاب تا غروب نور شفق چناں کہ حاجت نور کواکب و نور قمر نیفتہ ہمچنیں بعد طلوع ایں آفتاب نبوت تا بقاء نور کلام اللہ کہ از فیوض اوست و مشابہ نور شفق است حاجت نور دیگراں نباشد۔

---

۱) پروفیسر انوار الحسنؒ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ کے معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہیں کہ زمانہ نبوی ﷺ گذشتہ انبیاء کے زمانے کے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں خاتم النبیین ﷺ کی نہ تو تعریف ہے، اور نہ کوئی برائی ہے پھر "محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں" کے جملے کو اس معنی سے کیا تعلق کہ اس سے استدراک فرما کر فرمایا "لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین" (سب نبیوں کے ختم پر ہیں، بیان القرآن) اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے نبیوں کی نبوت حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے فیضیاب ہے اور آنحضرت ﷺ کی نبوت دنیا میں دوسروں کی نبوت سے فیضیاب نہیں ہے (قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم ص ۵۵)

ترجمہ: پس جیسا کہ چاند کی چاندنی سورج سے ہے اور آفتاب کا نور کسی اور نور سے نہیں ہے بلکہ (حضور) کو حصول فیض کسی اور سے حاصل ہونے کا معاملہ ہی ختم ہو گیا اسی طرح دوسروں کی نبوت اور نبوت آخر الزمان کو سمجھنا چاہئے جب صورتحال یہ ہے تو پھر کسی اور نبی کا سرور عالم ﷺ کے بعد آنا خود بخود ممنوع ہو جاتا ہے اور باقی نہیں رہتا جس طرح سورج نکلنے کے بعد نور شفق کے ختم ہونے تک چاند اور ستاروں کی روشنی کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح اس آفتاب نبوت محمدی ﷺ کے طلوع ہونے کے بعد قرآن شریف کے نور باقی رہنے تک کہ آپ کے فیوض میں سے ہے اور نور شفق کے مشابہ ہے دوسروں کی نبوت کے نور کی ضرورت نہیں رہتی (قاسم العلوم مع انوار النجوم ص ۵۵، ۵۶)

[۲] حضرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو انبیاء سابقین کیلئے استفادے کا ذریعہ بنایا، مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اپنے فتویٰ ملحق بہ تحذیر الناس میں بحر العلومؒ کے حوالے سے لکھا کہ دیگر انبیاءؑ خاتم الانبیاء ﷺ سے مستفید ہوتے ہیں اور مولانا لکھنویؒ نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

[۳] گذشتہ صفحات میں اس فتویٰ کے حاشیہ میں ہم نے بہت سے علماء و صوفیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، یہاں بریلوی مکتب فکر کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان کے دو حوالے ملاحظہ ہوں ایک جگہ لکھتے ہیں:

سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں تو آپ بھی آسمان ہدایت کے سورج ہیں کہ سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں اسی طرح حضور علیہ السلام سے سب منور مگر حضور کسی سے مُسْتَنِیر نہیں ﷺ (شان حبیب الرحمٰن ص ۱۵۶) نیز لکھتے ہیں:

روح پاک مصطفیٰ ﷺ عالم ارواح میں سارے عالم کی فی الواقع نبی تھی اس وقت حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی تربیت فرماتی رہی۔ سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفیٰ ﷺ سے فیض آتا رہا جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے (اسرار الاحکام ص ۱۰۹)

[۴] ہاں اتنی بات ہے کہ انبیاءؑ کو فیض پہنچانا اللہ کا کام ہے کیونکہ نبوت عطا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور وحی بھیجنا بھی۔ ارشاد باری ہے اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (سورۃ الحج: ۷۵) پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ ﷺ کو سب انبیاء کا یا ان کی طرف نازل شدہ وحی کا علم ہو۔ ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (غافر: ۷۸)

حضرت تھانویؒ کے بقول یہ توسط اضطراری یعنی غیر اختیاری ہے جیسے سورج اپنی حرکات سے نماز کے اوقات میں واسطہ بن گیا (دیکھئے الحل الاقوم ص ۵۸، ۵۹)

[۵] اب حضرت نانوتویؒ کے ارشادات ملاحظہ ہوں فیوض قاسمیہ میں ایک جگہ ہے:

مکتوب سیزدہم در بیان آنکہ کسے نیست کہ آنرا علم غیب باشد سوائے جناب باری تعالیٰ (فیوض قاسمیہ ص ۷ ۴ سطر ۷) ترجمہ: ''تیرھواں مکتوب اس بارے میں کہ جناب باری تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جسے علم غیب حاصل ہو''۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

مرشدوں کی نسبت یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہر دم ساتھ رہتے ہیں اور ہر دم آگاہ رہتے ہیں یہ خدا ہی کی شان ہے۔ گہ و بیگاہ بطور خرق عادت بعض اکابر سے ایسے معاملات ظاہر ہوئے ہیں اس سے جاہلوں کو یہ دھوکا پڑا ہے۔ تصور میں صورت کا خیال امر فضول ہے جیسے کسی کے تذکرہ کے وقت کسی کا خیال آتا ہے ایسا ہی تصور شیخ میں۔ مگر تصور کرو تو اپنے آپ کو اپنی جگہ اور شیخ کو اپنے وطن میں اور اس کے ساتھ یہ خیال رہے کہ ادھر سے (محض اللہ کے حکم سے۔ راقم) کچھ فیض آتا ہے۔ اللہ الصمد اور بسم اللہ کو برائے چندے موقوف رکھو اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بہت مختصر ہے مگر رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا چاہئے ورنہ اسلام کیا ہوگا کفر ہوگا بلکہ یوں سمجھئے یہ پیام فرشتے پہنچاتے ہیں والسلام (فیوض قاسمیہ ص ۴۹ سطر ۱۶ تا ۲۳)

تو جیسے شیخ کا مرید کی طرف فیض اس کے علم اور اختیار کے بغیر ہوتا ہے ایسے ہی نبی کریم ﷺ سے انبیاء سابقین کے فیض کو سمجھ لیجئے۔ واللہ اعلم۔

[بحث نمبر۱۲]

﴿عبدالغفار صاحب کا ''بالذات'' کے لفظ کو کالعدم کر دینا﴾

اس کے بعد عبدالغفار صاحب اپنے لفظوں میں حضرت کے کلام کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> قال زید: [مراد عبدالغفار صاحب] یہ کلام عمرو کا [مراد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا۔ راقم] متضمن ہے دو مطلب کو...... خلاصہ کلام عمرو کا مطلب اول میں یہ ہے معنی خاتم النبیین کے آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کرنا یہ خیال عوام اور ظاہر پرستوں کا ہے کیونکہ اس میں کچھ فضیلت نہیں...... (ص۴ سطر۸ تا ص۵ سطر۱۳)

اقول: [۱] خلاصے کا یہ مضمون عبدالغفار صاحب کا اپنا ہے اس کی وجہ سے کافر ہوگا تو عبدالغفار ہوگا حضرت نانوتویؒ کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کفریہ عبارت تو بنائے جناب عبدالغفار اور فتوائے کفر لگ جائے محمد قاسم نانوتویؒ پر۔

[۲] حضرت نے کب کہا کہ نبی ﷺ کے آخر میں آنے میں کچھ فضیلت نہیں۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ کیا تیرے نزدیک ''خاتم النبیین'' کا معنیٰ ''متقدم بالذات'' یا ''مؤخر بالذات'' ہے؟

[۳] تیری جہالت کا حال یہ ہے کہ تجھے ''بالذات فضیلت'' اور ''کچھ فضیلت'' میں فرق کا پتہ نہیں اور اعتراض کرتا ہے تحذیر الناس جیسے علمی کتاب پر۔ یہ بات گزر چکی ہے کہ اصول فقہ کی کتابوں میں ہے کہ جہاد حسن بنفسہٖ نہیں کیا تیرے ہاں اس کا یہ مطلب ہے کہ جہاد میں کوئی خوبی ہی نہیں۔ حضرت نانوتویؒ پر فتوی لگانا ہے تو پہلے اصولِ فقہ کے مصنفین پر فتوی لگاؤ جنہوں نے جہاد کے حسن بنفسہٖ ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔

[۴] حضرت اس آیت سے خاتمیتِ زمانی کو ثابت کرتے ہیں [دیکھئے تحذیر الناس د ص ۹

گ ص ۵۳ تا ۵۶] اور اس آیت کو نبی ﷺ کیلئے مقام مدح قرار دیتے ہیں اور اسے خود عبدالغفار حضرت سے نقل کرتا ہے (دیکھئے ابطال ص ۳ س ۱۱) ثابت ہوا کہ یہ عبدالغفار کا بہتان ہے کہ حضرت ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں اور یہ بھی بہتان ہے کہ حضرت کے ہاں آخر میں آنا باعث شرف نہیں۔

ہاں حضرت یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے کو نبی ﷺ کی وجہ سے شرف ملا، آپؐ کی برکت سے آپؐ کی صحبت اختیار کرنے والے مسلمان صحابی ہوگئے اگر بالفرض آپؐ اس زمانے میں نہ ہوتے تو صحابہ کرامؓ کو شرف صحابیت حاصل نہ ہوتا۔ اُس زمانے کی وجہ سے آپؐ کو شرف نہ ملا۔ اس لئے اگر آپؐ پہلے کسی زمانے میں آجاتے تو وہ زمانہ افضل ہوجاتا اگر بعد میں پیدا ہوتے تو بعد والا زمانہ فضیلت لے جاتا۔ تمہاری عبارت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو زمانے کی وجہ سے شرف ملا، زمانے کی آپ کی وجہ سے شرف نہ ملا۔ کیا یہ قرآن کی اس آیت کے خلاف نہیں: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات:۱۳)

[۳] حضرت کے کلام کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے ہاں خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی جبکہ خواص کو اسی سے نبی ﷺ کا اعلیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے خواص کے ہاں خاتم النبیین = آخری نبی + اعلیٰ نبی (۱) بتائیے اس میں کونسی بات ایسی ہے جو تمہیں کفر نظر آتی ہے؟

عبارت کا دوسرا مطلب:

چونکہ ''بناءِ خاتمیت اور بات پر ہے'' اس سے آخر میں آنے کی علت کا ذکر ہے کیونکہ خاتمیت سے مراد آخر میں آنا ہے۔ پھر حضرتؒ کے کلام ''بایں معنیٰ'' میں ''معنیٰ'' کا لفظ ہے اور معنی

---

۱) حضرت کا یہ کلام ہے جسے خود عبدالغفار نے اس رسالہ کے ص ۲۴ سطر ۴ میں نقل کیا ہے ''بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہوجاتی ہے''۔

کالفظ علت کیلئے بھی آتا ہے(۱) اس لئے حضرت کے کلام کا دوسرا مطلب یہ بنتا ہے کہ عام لوگوں کے ہاں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ آپ کا سب سے آخر میں آنا ہے مگر خواص کے ہاں آنحضرت ﷺ کے آخر میں آنے کی علت آپ کا سب سے اعلیٰ ہونا ہے۔(۲)

[۴] حضرت اس نکتے کے بیان کرنے میں میں متفرد نہیں ذیل میں چند علماء کے حوالے ملاحظہ ہوں امام رازیؒ سورۃ طٰہٰ کی آیت ۲۵ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ کے تحت لکھتے ہیں:

فعند هذه الدرجة فازوا بالخلع الأربعة، الوجود والحياة والقدرة والعقل فالعقل خاتم الكل والخاتم يجب أن يكون أفضل الاترى أن رسولنا ﷺ لما كان خاتم النبيين كان أفضل الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، والإنسان لما كان خاتم المخلوقات الجسمانية كان أفضلها فكذلك العقل لما كان خاتم الخلع الفائضة من حضرة ذى الجلال كان أفضل الخلع وأكملها (تفسیر کبیر ج۲۲ ص۳۴) (۳)

غور کریں کہ جو بات مولانا نانوتویؒ نے کہی وہی بات اختصار کے ساتھ امام رازیؒ کہہ گئے مگر ساتویں صدی ہجری سے اب تک کسی نے امام رازیؒ کو اس وجہ سے کافر یا منکر ختم نبوت نہیں

---

۱) فیروز اللغات میں لفظ ''معنی'' کے تحت لکھا ہے:۔ ا۔ مقصد، مدعی۔ سبب، وجہ۔ ۳۔ ماہیت، حقیقت (فیروز اللغات اُردو جدید ص ۶۴۳) مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۵۶۴ تا ۵۶۶۔

۲) اور دلیل اس کی حضرت کی منقولہ بالا عبارت ہے ''بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے الخ''

۳) ترجمہ: اس وقت انسان چار نعمتیں پالیتے ہیں وجود، حیات، قدرت اور عقل، پھر عقل سب کی خاتم ہے اور خاتم کیلئے واجب ہے کہ افضل ہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہمارے رسول ﷺ جب خاتم النبیین ہیں تو سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں افضل بھی ہیں اور انسان جب جسمانی مخلوقات کا خاتم ہے تو ان سب مخلوقات میں افضل بھی ہے اسی طرح عقل جو اللہ ذوالجلال کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کی خاتم ہے تو سب نعمتوں میں افضل و اکمل بھی ہے''۔

کہا، اور ان کی اس بات پر کسی نے گرفت تک نہ کی۔ بلکہ ان کو سب امام کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ عبدالغفار اور اس کے معتقدین حضرت نانوتویؒ کو کافر کہنے میں مخلص ہیں تو لگائیں فتوی امام رازیؒ پر کہ انہوں نے ایک ہی وقت میں نبی کو اعلیٰ اور آخری کیوں کہہ دیا؟

☆ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

فَصْلٌ: وَأَكْمَلُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ كَمَّلَ مَرَاتِبَ الْجِهَادِ كُلَّهَا وَالْخَلْقُ مُتَفَاوِتُوْنَ فِیْ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَفَاوُتَهُمْ فِیْ مَرَاتِبِ الْجِهَادِ وَلِهٰذَا كَانَ أَكْمَلُ الْخَلْقِ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ خَاتِمَ أَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ فَإِنَّهٗ كَمَّلَ مَرَاتِبَ الْجِهَادِ وَجَاهَدَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَشَرَعَ فِی الْجِهَادِ مِنْ حِيْنَ بُعِثَ إِلٰى أَنْ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (۱) (زاد المعاد ج۳ ص۱۲)

دیکھا آپ نے حافظ ابن قیمؒ نے حضرت نانوتویؒ کی طرح نبی کریم ﷺ کو آخر و اعلیٰ مانا ہے مگر جس جامعیت کے ساتھ حضرت نانوتویؒ نے نبی کریم ﷺ کی اکملیت کو بیان کیا(۶)

---

۱) ترجمہ: فصل اور مخلوق میں اللہ کے ہاں سب سے کامل وہ ہے جس نے جہاد کے سب مراتب کو مکمل کرلیا، اور مخلوق اللہ کے ہاں جہاد کے مراتب میں فرق کے مطابق اپنے درجات میں مختلف ہے۔ اس لئے مخلوق میں سب سے کامل اور اللہ کے ہاں سب سے معزز اس کے سب سے آخری نبی اور رسول ہیں اس لئے کہ انہوں نے جہاد کے مراتب کو مکمل کیا، اور جب سے مبعوث ہوئے جہاد میں لگ گئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وفات دی۔

۶) حضرت نانوتویؒ نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے کہ کامل عبادت صرف خاتم سے ہو سکتی ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے جہاد ہی میں نہیں عبادت وغیرہ تمام اچھے اعمال میں اس سے بہت بہتر انداز میں نبی ﷺ کے اکمل ہونے کو بیان کیا، اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تو آئے گی مگر کوئی نیا نبی نہ آئے گا۔ حضرت کا یہ مضمون بہت طویل ہے (باقی آگے)

اوراس کوآخریت کے ساتھ جوڑا امام ابن قیمؒ ایسانہ کرسکے۔

☆ لغت کے مشہورامام ابوالبقاءایوب بن موسیٰ الحسینی الکفوی لکھتے ہیں:

وختم الشیء بلغ آخره والخاتم بكسر التاء فاعل الختم وهو الإتمام والبلوغ وبفتحها بمعنى الطابع وتسمية نبينا خاتم الأنبياء لأن الخاتم آخر القوم قال الله تعالى (ما كان محمد ابا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين)...... والأحسن أنه من الكتم لأنه ساتر الأنبياء بنور شريعته كالشمس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہاں اختصار کے ساتھ چند جملے نقل کئے جاتے ہیں تفصیل مطلوب ہو وہ اصل کتاب انتصارالاسلام کا مطالعہ کریں۔ حضرتؒ فرماتے ہیں:

بالجملہ ہرصفت خداوندی اس کی مقتضی ہے کہ بوجہ احتیاج اس کے مقابلہ میں ایک قسم کا عجزونیاز ہو ......مگر خدا کی صفات کا کوئی ٹھکانہ نہیں ......سو بالتفصیل تواس لئے ممکن نہیں کہ صفات غیر متناہی کے مقابلہ میں زمانہ بھی غیر متناہی ہی چاہئے ہاں بالاجمال ممکن ہے پر اسی شخص سے جو خاتم المراتب ہو......اب کلام اس میں رہا کہ وہ کون ہے؟ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔......

الحاصل عبادت کاملہ بجز حضرت خاتم النبیین ﷺ اور کسی سے متصور نہیں ......مگر جب عبادت کاملہ ظہور میں آئے تو پھر جیسے کھانے کے پک جانے اور تمام روٹی سالن چاول وغیرہ کے طبخ کامل ہوجانے کے بعد باورچی خانہ ٹھنڈا کردیتے ہیں اور کارخانہ کا بڑھانا شروع کرتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لیجئے اس کارخانہ دنیا کے بڑھادینے کا وقت ہوگا اگر کیا جائے گا تو اس کا انتظار کیا جائے گا کہ ایک بار وہ دین تمام عالم میں پھیل جائے [مرادعیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ ہے۔راقم] اورکوئی فرد بشر ایسانہ بچے کہ وہ دین خاتم النبیین کا پابند نہ ہو۔ ......بعد دورۂ خاتم النبیین بوجہ تکمیل عبادت اس کی ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ نگرانی کیجئے بعد تکمیل معماروں سے کام کون لیتا ہے؟ (انتصارالاسلام ص ۵۵ تا ص ۶۱)

یعنی پھر قیامت آئے گی۔ بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں حضرت نانوتویؒ ختم نبوت کے بہت بڑے مبلغ تھے اب بھی جوان کو منکر ختم نبوت کہے وہ اس بہتان کی سزا کیلئے تیار رہے۔

تستتر بنورها الكواكب كما أنها تستضيء بها والدليل العقلي بكونه خاتم الأنبياء جمعه بين الظاهر والباطن (۱) (کلیات ابی البقاء فصل الخاء از مکتبہ شاملہ)

یہاں نبی ﷺ کی شریعت کو سورج سے اور باقی انبیاء کی شریعت کو چاند سے تشبیہ دی اور یہی کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں۔

[بحث نمبر ۱۳]

﴿تصویر کا دوسرا رخ﴾

یہ تو آپ بار بار دیکھ چکے ہیں کہ حضرت نانوتویؒ عقیدۂ ختم نبوت کے بہت بڑے مبلغ تھے حضرت نانوتویؒ کو ماننے والے تو ختم نبوت کے منکرین کو کافر ہی کہتے ہیں ختم نبوت کے منکر اور اس عقیدے کے کھلے دشمن تو مرزائی ہیں ضرورت تو مرزائیوں کے رد کی ہے۔ جو اس عقیدے میں شبہات پیدا کر کے انسان کو نبی کریم ﷺ سے کاٹ کر مرزا قادیانی سے جوڑتے ہیں چنانچہ مشہور مرزائی مبلغ ملک عبدالرحمٰن خادم کہتا ہے کہ:

امام زرقانی ''خاتم النبیین'' کے معنی لکھتے ہیں:

والخاتم ...... اما بفتحها معناه أحسن الانبياء خلقا وخلقا لانه ﷺ

---

۱) ترجمہ: خَتَمَ الشَّیْءَ کا معنی ہے چیز کے آخر کو پہنچا، اور خاتِم کسر تاء کے ساتھ خَتْم کا فاعل ہے اور وہ پورا کرنا اور پہنچنا ہے اور خاتَم فتح کے ساتھ مہر کے معنی میں ہے اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے ہے کہ خاتم قوم کے آخری فرد کو کہتے ہیں اللہ نے فرمایا: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ کتم سے ہو [جس کا معنی چھپانا ہے۔ اور خاء اور کاف قریب المخرج ہیں۔راقم] کیونکہ وہ اپنی شریعت کے نور سے انبیاء کو چھپانے والے ہیں جیسے سورج کے نور سے ستارے چھپ جاتے ہیں گویا وہ اسی کے ساتھ روشن ہوتے ہیں اور نبی ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل عقلی آپ کا ظاہر و باطن کو جمع کرنا ہے۔

جمال الانبیاء کالخاتم الذی یتجمل به واما بالکسر...... فمعناه آخر الانبیاء
(شرح المواهب اللدنیة ج ۳ ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر) ''کہ ت کے زبر کے ساتھ خاتم النبیین کے معنی ہیں ''احسن الانبیاء'' (یعنی سب نبیوں سے اچھا نبی) بلحاظ صورت اور سیرت کے کیونکہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کا جمال ہیں انگوٹھی کی طرح جس سے خوبصورتی حاصل کی جاتی ہے اور ت کی زیر کے ساتھ ہو تو خاتم کے معنی ہیں آخری نبی''۔ [اس کے بعد کہتا ہے]
یاد رہے کہ قرآن مجید میں ت کی زبر کے ساتھ ہی خاتم ہے نہ کہ ت کی زیر کے ساتھ
(مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص ۲۸۴)

اس کے علاوہ مرزائیوں نے ''خاتم الشعراء'' وغیرہ الفاظ کے حوالے دیتے ہیں جن میں خاتم کا لفظ افضل کے معنی میں آیا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کو خاتم الشعراء کہا گیا ان کے بعد شعراء ختم نہیں ہوگئے مرزائی کہتے ہیں اسی طرح:
خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے درجہ کو کوئی رسول نہ پاسکے گا
(ایضاً ۲۸۲ سطر ۲۸)

<u>الجواب:</u> [۱] الزامی جواب تو یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی خاتم کے معنی آخری اور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتا ہے (۱) اس لئے اختلاف ختم کرنے کے لئے بھی اتفاقی معنی کو لینا بہتر ہے۔
[۲] خاتم کا لفظ جس طرح خاتم رتبی یعنی افضل کے معنی میں آتا ہے اسی طرح خاتم زمانی یعنی آخری کے معنی میں بھی آتا ہے اور دونوں معنی حقیقی ہیں اس لئے ایک معنی کو لے کر دوسرے کو ترک

---

۱) اب مرزا قادیانی کے کچھ حوالے ملاحظہ فرمائیں
☆ مرزا صاحب اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
میں بھی توأم پیدا ہوا پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہ میں اور بایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳) (باقی آگے)

کرنا قطعاً جائز نہیں خاص طور پر جو اس آیت کو خاتمیتِ زمانی کے خلاف سمجھے وہ امتِ مسلمہ کے قطعی متواتر معنی کو رد کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔
[۲] اگر اس سے افضل ہی کا معنی لینا ہے تو بھی نبی کریم ﷺ کو آخری ماننا ہوگا کیونکہ آپ ﷺ افضل ہونے کی وجہ سے آخر میں آئے ہیں [اور حضرت نانوتویؒ نے تحذیر الناس ص ۸ گ ص ۵۱ تا ۵۳ میں اس کو عقلی دلائل سے مدلل کردیا ہے] اس لئے افضل کا معنی لینے کی صورت میں بھی نہ تو نبی ﷺ کے آخری ہونے میں کوئی شبہ اور نہ مرزا قادیانی کے کذاب ہونے میں کوئی شک اور نہ حضرت نانوتویؒ کو منکر ختم نبوت کہنے والے کے جھوٹے ہونے میں کوئی تردد۔
[۳] فرق ہوگا تو یہ ہوگا کہ اگر اس آیت میں خاتم سے مراد عام لیا جائے خواہ زمانی یا رتبی یا خاتم سے صرف زمانی مراد لیا جائے تو اس آیت کی خاتمیتِ زمانی پر دلالت مطابقی ہوگی اور اگر اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) نیز لکھتے ہیں: میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا <u>اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا</u> اور میں ان کے لئے <u>خاتم الاولاد</u> تھا (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)
خط کشیدہ الفاظ دلیل ہے کہ مرزا یہاں خود کو افضل الاولاد نہیں بلکہ آخر الاولاد کہہ رہا ہے۔
☆ کہتا ہے: ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۷، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)
تو جیسے قرآن کے خاتم ہونے کی وجہ سے مرزائی قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں مانتے نبی ﷺ کے خاتم ہونے کی وجہ سے آپ کے بعد کسی مدعی نبوت کو بھی نہ ماننا چاہئے۔
☆ کہتا ہے: وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے (تحفہ گولڑویہ ص ۲۵، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۷)
یہاں خاتم سے اعلیٰ مراد لے نہیں سکتے آخر ہی مراد لینا ہوگا کیونکہ بنی اسرائیل میں اعلیٰ نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں نہ عیسیٰ علیہ السلام۔
☆ کہتا ہے: اور نیز یہ راز بھی کہ <u>اخیر پر</u> بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ (باقی آگے)

آیت میں خاتم سے مراد صرف خاتم رتبی لیا جائے تو خاتمیتِ زمانی پر دلالت التزامی ہوگی۔ بہر حال اس آیت سے خاتمیتِ زمانی کی نفی پر استدلال قطعاً الحاد ہے اور یہی حضرت نانوتویؒ کا موقف ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد یا محمد ہے الخ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ج۲۱ ص۴۱۲) اخیر کا لفظ بتاتا ہے کہ بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا مفہوم یہاں بنی اسرائیل کے آخری نبی ہی ہیں۔

☆ کہتا ہے: خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان میں ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر میں آنے والا ہے (چشمہ معرفت برحاشیہ ص۳۱۸ روحانی خزائن جلد۲۳ ص۳۳۳) یہاں خود مرزے نے خاتم کا معنی آخر میں آنے والا کیا ہے۔

☆ مرزا کہتا ہے:

میں اس کے رسول پر دِلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے (چشمہ معرفت ص۳۲۴ روحانی خزائن جلد۲۳ ص۳۴۰)

یہاں ''خاتم الشرائع'' سے مراد ''آخری شریعت'' ہی ہے کیونکہ مرزائی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم مرزے قادیانی کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں آخری شریعت حضرت محمد ﷺ ہی کی ہے۔ اگرچہ مرزائی اس دعوے میں جھوٹے ہیں اور مرزے کو واجب الاتباع نبی مان کر شریعت پر ایک بہت بڑے حکم کا اضافہ کر رہے ہیں۔

☆ مرزا ہی لکھتا ہے:

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا ﷺ فی قولہ لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا ﷺ لجوزنا انفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقہا وہذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیء نبی بعد رسولنا ﷺ وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، روحانی خزائن جلد۷ ص۲۰۰)

اس عبارت میں مرزے نے خاتم الانبیاء کا معنی آخری کی نہ کہ افضل۔

[بحث نمبر۱۴]

﴿عبدالغفار صاحب کا ''بالذات'' کو نہ سمجھنا﴾

بحث نمبر۱۲ میں گزرا کہ حضرت نے فرمایا تھا: تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں جناب عبدالغفار صاحب نے ''بالذات'' کے لفظ کو اڑا کر یہ بہتان باندھ دیا کہ نانوتوی صاحب کے ہاں نبی ﷺ کے آخری ہونے میں کچھ فضیلت نہیں۔ اب آپ دیکھیں گے کہ جناب عبدالغفار صاحب ''موصوف بالذات'' کے مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت کے کلام کی غلط تشریح کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

> اور خلاصہ کلام عمرو کا [یعنی حضرت نانوتویؒ کے کلام کا۔ راقم] مطلب ثانی میں یہ ہے کہ نبوت آنخضرت ﷺ کی ذاتی بایں معنی ہے کہ نبوت آنخضرت ﷺ کی خود بخود ہے اور نبوت باقی انبیاء کی عرضی ہے جیسا کہ دال ہے اس پر قول اس کا بطور قاعدہ کلیہ کے الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کیلئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے کہ ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۵ سطر۱۳ تا ص۵ سطر۱۸)

اقول: [۱] حضرتؒ فرماتے ہیں: آپ ﷺ وصف نبوت سے موصوف بالذات ہیں یعنی نبی الانبیاء ہیں اور دیگر انبیاء وصف نبوت سے موصوف بالعرض ہیں یعنی نبی ہیں مگر نبی الانبیاء نہیں مگر ہیں تو سب انبیاءؑ اللہ کی مخلوق، وجود بھی اللہ نے دیا ہے، وصف نبوت بھی اللہ نے ہی دیا ہے۔

مثال سے وضاحت:

آگ بھی گرم ہوتی ہے گرم پانی بھی گرم ہوتا ہے مگر آگ کے گرم ہونے میں کسی مخلوق کا واسطہ نہیں یہ حضرت کی اصطلاح میں بالذات گرم ہے، یا یوں کہو کہ گرمی کے وصف سے بالذات موصوف ہے۔ گرم پانی کی گرمی میں آگ واسطہ ہے یہ حضرت کی اصطلاح میں بالعرض گرم ہے یا یوں کہو کہ گرمی کے وصف سے بالعرض موصوف ہے۔ اس لئے تم نے جو یہ بات کہی کہ

حضرت نانوتویؒ نبی کریم ﷺ کی نبوت کو خود بخود مانتے ہیں یا تو حضرت کی اصطلاح سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے یا تم نے جان بوجھ کر بہتان باندھا ہے۔ تم حضرت سے خط کشیدہ الفاظ دکھاؤ تمہاری تشریح قطعاً معتبر نہیں۔

[۴] شاید تمہیں لفظ ''بالذات'' یا ''ذاتی'' سے مغالطہ ہوا ہے تو بتایئے کہ منطق کی کتابوں میں جن مفاہیم کو کلی ذاتی کہا جاتا ہے جیسے ''انسان'' کیلئے ''حیوان'' کلی ذاتی ہے تو کیا اللہ ان کا خالق نہیں ہے یقیناً اللہ ان کا خالق ہے۔ اگر وہاں تمہیں ایسا کفریہ معنیٰ نہیں سوجھتا تو حضرتؒ کے بارے میں ایسا اصرار کیوں؟

﴿اس کے کچھ شواہد کہ حضرتؒ کی اس عبارت میں موصوف بالذات سے خود بخود مراد نہیں﴾

۱۔ حضرت کے مکتوبات ''قاسم العلوم'' میں ہے: ''نبوتِ آنحضرت ﷺ در عالم اسباب مستفاد از نبوت دیگراں نیست'' اور اسے خود عبدالغفار صاحب نے نقل کیا ہے (دیکھئے ابطال ص ۴ سطر ۷، ۸) عالم اسباب کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو نبوت دینے کیلئے کسی مخلوق کو سبب نہیں بنایا، خود براہِ راست نبوت عطا فرمائی ہے یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے نبوت نہیں دی۔

۲۔ حضرت آپ ﷺ کی مثل ممکن مانتے ہیں اور جو خود بخود ہو وہ ازلی ہے اس کی مثل ممکن کیسے؟ (فرائد قاسمیہ ص ۱۳۱ تا ص ۱۳۳)

۳۔ حضرت نانوتویؒ نے اس کی مثال میں سورج کو پیش کیا ہے اور سورج کو حضرت نانوتویؒ فانی مانتے ہیں (مباحثہ ص ۱۹، ۲۰) نبوت کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے بھی انہوں نے نبوت کو اللہ تعالیٰ کی عطا بتایا ہے (ایضاً ۲۸)

اشکال: مولانا نے موصوف بالذات ہونے کی مثال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تو خود بخود ہے۔

<u>جواب:</u> حضرت نے دو مثالیں دی ہیں ایک سورج اور در و دیوار کے نور کے دوسرے ممکنات اور خدا کے وجود کی۔ اللہ تعالیٰ وجود سے موصوف بالذات ہے اس لئے وہ خود بخود ہے۔ سورج

وجود سے موصوف بالذات نہیں اس کو وجود دینے والا بھی اللہ ہے، اس کو بلاواسطہ روشنی دینے والا بھی اللہ ہے، دن کے وقت اس کی روشنی سے در و دیوار کو روشن کرنے والا بھی اللہ ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کو وجود دینے والا بھی اللہ ہے، آپ ﷺ کو نبوت دینے والا بھی اللہ ہے اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے آپ کی نبوت کو واسطہ بنانے والا بھی اللہ ہے۔

پھر جیسے حیوان، جسم نامی کیلئے نوع اور انسان کیلئے جنس ہے ایسے ہی ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز ایک کی نسبت سے موصوف بالعرض دوسرے کی نسبت سے موصوف بالذات ہو جیسے سورج روشنی سے موصوف بالذات ہے۔ آئینہ سورج کی نسبت سے روشنی کے ساتھ موصوف بالعرض ہے اور جب آئینہ سے روشنی کا عکس کسی چیز پر پڑے تو اس چیز کیلئے یہ آئینہ روشنی سے موصوف بالذات ہے اور آئینے کے عکس سے روشن ہونے والی چیز آئینہ کیلئے موصوف بالعرض ہے۔ واللہ اعلم۔

[بحث نمبر ۱۵]

﴿خود ہی بہتان باندھنا اور خود ہی رد کرنا﴾

عاشق ختم نبوت پر بہتان باندھنے کے بعد اب ان پر تفریع بٹھاتے ہوئے لکھتا ہے:

> فاذا عرف ذلك فاعلم أن كل واحد منهما مخالف للشرع فاما المطلب الاول فهو باطل مردود عند الشرع لانه قول علماء الاسلام وقول رسول الله ﷺ وعقيدة أهل الاسلام......
>
> قال الشاه ولی الله الدهلوی فی وصیت نامه این فقیر از روح پر فتوح آنحضرتؐ سوال کرد که حضرت چه فرمایند در باب شیعه که مدعی محبت اہلبیت اند و صحابہؓ را بد میگویند آنحضرت ﷺ بنوعے از کلام روحانی القاء فرمودند که مذہب ایشان باطل است وبطلان مذہب ایشان از لفظ امام معلوم میشود چوں ازاں حالة افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد که امام باصطلاح ایشان مفترض الطاعة منصوب للخلق و وحی باطنی در حق امام تجویز نماید پس در حقیقه ختم نبوة را منکر ند گو بزبان آں حضرت ﷺ را خاتم النبیین

گفتہ باشند۔ انتہی۔

قال الشاہ عبد العزیز الدھلوی فی التحفة الاثنا عشریة فی الباب السادس۔

عقیدۂ دہم آنکہ آنجناب خاتم النبیین است لا نبی بعدہ وجمیع فرق اسلامیہ ہمیں قائل اند وامامیہ ہرچند بظاہر ختم نبوۃ آنجناب اقرار میکنند لیکن در پردہ بہ بنوۃ ائمہ قائل اند بلکہ ائمہ را بہتر از انبیاء شمارند وتفویض امر تحلیل وتحریم کہ خلاصہ نبوت است برائے ائمہ اثبات نمایند پس در معنی منکر ختم نبوت اند بلکہ بالاتر از نبوۃ انتہی۔

وقال الشیخ الاکبر فی الفصوص والجامی فی شرحہ لا نبی بعدہ مشرعا ومشرعا له والاول هو الآتی بالاحکام الشرعية من غير متابعة نبی آخر قبله کموسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیهم السلام والثانی هو المتبع لما شرعه له النبی المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل ....

وقال فی التفسیر الاحمدی ای لم یبعث بعده نبی قط واذا نزل بعده عیسیٰ علیه السلام فقد یعمل بشریعته علیه الصلوة والسلام ویکون له خلیفة ولم یحکم بشریعة نفسه وان کان نبیا قبله ......

وقال فی تفسیر روح البیان وخاتم النبیین قرأ عاصم بفتح التاء وهو آلة الختم بمعنی ما یختم به کالطابع بمعنی ما یطبع به والمعنی وکان آخرهم الذی ختموا به وبالفارسیة مہر پیغامبران یعنی بدو مہر کردہ شد در نبوت وپیغمبران رابدو ختم کردہ اند...... وایاما کان فلو کان له ابن بالغ لکان نبیا ولم یکن هو علیه الصلوة والسلام خاتم النبیین کما روی أنه قال فی ابنه ابراهیم لو عاش لکان نبیا وذلك لأن أولاد الرسل کانوا یرثون النبوة من آبائهم ......الخ (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۶ سطر ۷ تا ص۱۵ سطر۲۲)

اوّل: [۱] اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں تو حضرت نانوتویؒ نے کب اس کا انکار کیا؟ آپ بھی اہل اسلام سے ہیں نبی ﷺ کو آخری نبی ماننے والے ہیں، اور اگر مراد یہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ صرف آخری نبی ہیں اعلیٰ نہیں تو یہ تمہارا بہتان ہے علمائے اسلام سے تم یہ عقیدہ نہیں دکھا سکتے بلکہ آگے جا کر تم نبی ﷺ کے افضل واعلیٰ ہونے کا اقرار کرو گے۔

[۲] تم کہتے ہو کہ شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ نے شیعہ کو انکارِ ختم نبوت کی وجہ سے کافر کہا ارے جن حضرات کو شیعہ ائمہ کہتے ہیں اور جس معنی میں کہتے ہیں حضرت نانوتویؒ نے اس بارے میں شیعہ کی موافقت نہیں کرتے (۱) تو ان عبارات کو لانے سے آپ کا مقصد کیا ہے؟

---

۱) حضرت نانوتویؒ ایک جگہ شیعہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومیگویند کہ ہر کہ امامة امام وقت اعنی امام مہدی علیہ السلام اعتقاد نہ کرد وبدل معتقد نشد او مُردن جاہلیة خواہد مُرد از یں صاحباں کسی پرسد اگر کسے معتقد امامت شاں شد کدام شمع علم پیش نظرش افروخت واگر معتقد نشد کدام غبار جہل پیش دیدہ بصیرۃ او برخاست فقط انتسابی بیش نیست کہ ما در امامة فلاں بزرگ آمدہ ایم اگر ایں است نبوۃ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ چہ کمی دارد کہ باوجود آں ضرورة انتساب دیگر افتاد (قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم ص۱۰۹ تا ۱۱۱)

ترجمہ: اور (شیعہ) کہتے ہیں کہ جس شخص نے امام وقت (یعنی جس کو شیعہ امام مہدی کہتے ہیں اس) کی امامت پر اعتقاد نہ کیا اور دل سے معتقد نہ ہوا وہ جاہلیت کی موت مرے گا ان صاحبان سے کوئی پوچھے کہ اگر کوئی ان کی امامت کا معتقد ہوا تو کون سی علم کی شمع اس کی آنکھ کے سامنے روشن ہوگئی اور اگر معتقد نہ ہوا تو کونسا جہالت کا غبار اس کی چشم بصیرت کے سامنے آگیا بس نسبت سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی امامت میں آگئے ہیں اگر یہ ہے تو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کونسی کمی رکھتی تھی کہ باوجود اس کے کسی دوسرے کا دامن پکڑنے کی ضرورت پیش آگئی (ایضاً)

اگر حضرت کے نزدیک آپؐ کے بعد کسی نبی کا امکان ہوتا تو اس مقام پر مہدی (باقی آگے)

[۳] شیخ اکبرؒ نے جو کہا کہ نبی ﷺ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی آئے گا نہ غیر تشریعی۔ حضرت اس کے منکر تو نہیں کہ آپ حضرت کے خلاف شیخ اکبر کی بات پیش کریں بلکہ حضرت نانوتویؒ نے تمام احتمالات ذکر کر کے عقلی طور پر کسی نئے نبی کے آنے کی جو نفی کی اس سے شیخ اکبرؒ کی بات کو مدلل کیا ہوا ہے۔ (دیکھئے تحذیر الناس د ص ۸ گ ص ۵۱ تا ۵۳)

[۴] عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو نبی ﷺ کی شریعت کو نافذ کریں گے حضرت نانوتویؒ بھی یہی کچھ کہتے ہیں مگر وہ ساتھ وجہ بھی بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نبی الانبیاء ہیں اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آپ کی پیروی کریں گے (دیکھئے تحذیر الناس د ص ۴ گ ۴۴) ان حوالوں کو حضرت کے خلاف پیش کرنا کیا یہ حماقت نہیں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے مقابل اس کا ذکر کرتے اس عبارت میں حضرت نے نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے سے شیعہ پر رد کیا ہے۔

☆ حضرت نانوتویؒ شیعہ پر رد کرتے ہوئے ہی لکھتے ہیں:

نہ بینی کہ وقوع ایں چنیں امامۃ پس از رحلۃ حضرت خاتم النبیین ﷺ منقوض ہمیں وصف خاتمیۃ است چہ امام مصطلح شیعہ اگر غور کردہ شود مرادف نبی است نزد ایشاں وحی براو می آید و نسخ احکام سابقہ می فرماید و نبی زیادہ ازیں چہ می باشد (قاسم العلوم مع انوار النجوم ص ۲۱۹)

ترجمہ: دیکھتے نہیں کہ اس جیسی امامت کا حضرت خاتم النبیین ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہونا اسی وصف ختم نبوت کی وجہ سے ٹوٹ کر رہ گیا ہے کیونکہ شیعوں کا اصطلاحی امام اگر غور کیا جائے تو اُن کے نزدیک وہ نبی کے ہم معنی ہے اُس پر وحی آتی ہے اور پہلے احکام کو وہ منسوخ بھی کر سکتا ہے اور نبی میں اس سے زیادہ کیا ہوتا ہے؟ (ایضاً)

حضرتؒ کی اس عبارت میں واضح طور پر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی بنتا ہے اس عبارت میں حضرت نے نہ صرف یہ کہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا بلکہ اس کے ساتھ شیعہ پر رد بھی کر دیا ہے۔ [یاد رہے کہ راقم نے یہ عبارات خدمات ختم نبوت ص ۵۰، ص ۵۲ میں بھی نقل کی ہیں]

[۵] تفسیر احمدی کے حوالے سے عبدالغفار صاحب (ابطال ص ۹ سطر ۲،۳) کہ آنحضرت ... وَالسَّلَامُ لِابْرَاهِيْمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؓ کی جب وفات ہوئی تو ان کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے"۔ مگر اس میں حضرت نانوتویؒ کا رد کیسے ہے حضرت نانوتویؒ تو نبی ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو ہرگز نہیں مانتے۔

پھر مرزائیوں نے اس کے حوالے سے جو بات کہی کبھی اس کے جواب کا بھی فکر کیا مرزائی کہتے ہیں یہ حدیث امت میں نبوت کے جاری ہونے کی دلیل ہے کیونکہ سورت احزاب کی آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہوئی اور حضرت ابراہیمؓ کی وفات ۹ھ کو ہوئی۔ اگر اس آیت کا مطلب ہوتا کہ آپؐ کے بعد کسی امتی کو نبوت نہ ملے گی تو آپؐ کہتے کہ اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے پھر بھی نبی نہ ہوتے مگر آپؐ کہتے ہیں اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ آیت حضرت ابراہیمؓ کے نبی ہونے میں رکاوٹ نہیں ان کے نبی ہونے میں رکاوٹ ہے تو ان کی وفات ہے۔ اس لئے آیت خاتم النبیین سے اس پر استدلال کرنا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں درست نہیں (دیکھئے مرزائیوں کی کتاب الحق المبین ص ۹۷ تا ۱۰۰)

الجواب: الحمد للہ ہم اس کا مفصل جواب دافع الوسواس کے مقدمہ میں ص ۴۷ تا ۴۹ میں اور حق الیقین ج ۲ ص ۲۴۹ تا ص ۲۵۳ میں دے چکے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اول یہ حدیث درست نہیں امام نوویؒ کہتے ہیں یہ حدیث باطل ہے(۱) اس لئے کہ انبیاء کی اولاد کا نبی ہونا نہ ضروری ہے نہ ہمیشہ ہوتا تھا دوسرے اگر یہ حدیث درست ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر نبوت جاری ہوتی اور ابراہیمؓ زندہ

---

۱) ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: حدیث لو عاش ابراهيم لكان نبيا ـ قال النووی فی تهذيبه هذا الحديث باطل وجسارة على الكلام بالمغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم وقال ابن البر فی تمهيده لا ادری ما هذا فقد ولد نوح عليه السلام غير نبی ولم لم يلد النبی الا نبيا لكان كل احد نبيا لانهم من ولد نوح عليه السلام (موضوعات کبیر ص ۵۸)

رہتے تو نبی ہوتے۔ اس میں نبوت کے جاری ہونے کی شرط ایسے ہی مانی جائے گی جیسے اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ [المائدۃ:۶] میں وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ کو مانا جاتا ہے (دیکھئے قدوری ص ۷، ابین القوسین) کیونکہ جو پہلے سے باوضو ہو اس پر نماز کیلئے وضو ضروری نہیں۔

[۲] تفسیر روح البیان کے حوالے سے ابطال ص ۹ سطر ۲۱ میں جو لکھا:

"یعنی بدو مہر کردہ شدہ در نبوت، و پیغمبراں را بدو ختم کردہ اند"،

اس سے حضرت نانوتویؒ کے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ دیگر انبیاء کی نبوت میں آپ ﷺ کی نبوت کا اثر ہے(۱) تو صاحب تفسیر روح البیان بھی ان علماء میں شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ دیگر انبیاءؑ کی نبوت میں آپ ﷺ کی نبوت کا اثر ہے۔ جیسے علامہ بحر العلومؒ، مولانا لکھنویؒ اور بریلوی مکتب فکر کے مفتی احمد یار خان۔

ختم نبوت کے بارے میں ایک نہایت کمزور عبارت

جناب عبدالغفار صاحب تفسیر روح البیان کے حوالے سے لکھتے ہیں: وَاَیًّامَا کَانَ فَلَوْ کَانَ لَہٗ اِبْنٌ بَالِغٌ لَکَانَ نَبِیًّا وَلَمْ یَکُنْ ھُوَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ (ابطال ص ۹، ۱۰) "اور جو کچھ بھی ہو، اگر آپ کا کوئی لخت جگر زندہ رہتا تو وہ نبی ہوتا، اور آپ خاتم النبیین نہ ہوتے"۔ اور صاحب ابطال رد نہ کر کے اس کی موافقت کر گئے۔

اقول: [۱] آپؐ کی آمد سے قبل آخری نبی کا انتظار ہو رہا تھا (دیکھئے تفسیر الجلالین ص ۱۹ تحت قولہ تعالیٰ: وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ البقرۃ:۸۹) تو جب آپ تشریف لائے تو آخری نبی ہوئے اہل مدینہ آپ کو آخری نبی سمجھ کر ہی ایمان لائے تھے (السیرۃ النبویۃ للندویؒ ص ۱۵۳، ۱۵۵)

---

۱) حضرتؒ فرماتے ہیں: جیسے خاتَم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے (تحذیر ص ۱۰ سطر ۱۳، ۱۴ اگ ص ۵۷ سطر ۴، ۵)

آپؐ کے کسی بھی صاحبزادے کو صحابہؓ نے مستقبل کے نبی کی نظر سے نہیں دیکھا، پھر

[۲] حضرت ابراہیمؓ کی وفات آیت خاتم النبیین کے بعد ہے یہ آیت ختم نبوت کی پکی دلیل ہے لیکن مذکورہ بالا قول سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابراہیمؓ کی ولادت سے ختم نبوت مشکوک ہو گئی جب ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تب شک دور ہوا۔ ارے شک کیسے دور ہوا؟ اس کے بعد بھی تو کسی بیٹے کی ولادت کا امکان تھا اس لئے کہ آپؐ بھی تندرست تھے اور اکثر ازواج مطہراتؓ بھی۔ صاحب روح البیان کے اس قول کے مطابق [جس کی عبدالغفار صاحب نے موافقت کر دی] نبی ﷺ کی وفات کے وقت بھی ختم نبوت کا عقیدہ مشکوک تھا جب تک امت کو یہ یقین نہ ہوا کہ آپ کی کوئی حرم امید سے نہیں یا پھر انتہائی مدت حمل گزر جانے کے بعد شک دور ہوا۔

ختم نبوت کے بارے میں حضرت نانوتویؒ کا موقف:

دوسری طرف حضرت نانوتویؒ جن کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو ان کے ہاں آپ ﷺ کو آخری نبی ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا آپ کو نبی ماننا ضروری کیونکہ جس زبان سے آپؐ نے نبوت کا دعوی کیا، اسی زبان سے آپؐ نے ختم نبوت کا اعلان کیا۔ فرماتے ہیں: جس طرح قطعی تواتر کے ساتھ آپؐ سے دعوائے نبوت ثابت ہے اسی طرح قطعی تواتر کے ساتھ آپؐ سے ختم نبوت کا اعلان ثابت ہے (دیکھئے قاسم العلوم ص ۴۳۰) پھر آپؐ نے غیر مسلموں سے مناظروں کے دوران جیسے دلائل سے نبی ﷺ کی نبوت کو ثابت کیا ویسے ہی دلائل سے آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت کیا (دیکھئے حجۃ الاسلام ص ۴۲، ۴۳، ۴۴ مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۰ تا ۴۴ نیز ص ۹۴ تا ۹۸ قبلہ نما ص ۱۳)

پہلی دعوت میں ختم نبوت کا اظہار:

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپؐ نے ابتدائی دعوت میں اعلان کیا "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں" اس دعوت میں ختم نبوت کا اعلان پایا جاتا ہے کیونکہ ختم نبوت کا یہی مطلب ہے کہ آپؐ سارے عالم کے رسول ہیں۔ اس دعوت کو سن کر حضرت صدیقؓ ایمان لائے [بخاری حدیث نمبر ۴۶۴۰ تحت

تفسیر سورۃ الاعراف] اور حضرت صدیق ؓ بالکل شروع میں ایمان لائے۔ ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا
عقیدہ سب سے پہلی دعوت میں موجود ہے (مزید دیکھئے دروس ختم نبوت ص ۴۳ تا ۴۵)
مذکورہ بالا قول کے مطابق تو آپؐ کی زندگی میں عقیدۂ ختم نبوت کا یقین نہیں ملتا شک ہی
رہتا ہے، شک دور ہوتا ہے آپؐ کے وفات کے بعد انتہائے مدت حمل گزرنے کے بعد۔ [جو امام
زہری کے ہاں سات سال ہے۔ سراجی ص ۵۲] اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹوں
سے جو جہاد ہوئے وہ اس زمانے میں ہوئے جب عقیدۂ ختم نبوت میں ابھی تردد تھا معاذ اللہ تعالیٰ۔

﴿ایک اہم سوال اور اس کا جواب﴾

سوال: صاحب روح البیان پر تو تم نے اعتراض کر دیا صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ کے بارے میں کیا کہو گے وہ حضرت ابراہیمؓ کے بارے میں فرماتے ہیں: مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (بخاری ج ۲ ص ۹۱۴) ''وہ بچپن میں فوت ہو گئے اور اگر یہ بات طے ہوتی کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو ان کے بیٹے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں''۔ اس سے سمجھ آتا ہے کہ آپ کے یہ فرزند زندہ رہتے تو نبی ہوتے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کا آنا ممکن ہے۔

جواب: اس میں یہ کہاں فرمایا کہ وہ نبی ہوتے صرف زندہ رہنے کا ذکر ہے۔

سوال: پھر ان کی بات کا مطلب کیا ہے؟

جواب: مطلب یہ ہے کہ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' میں لٰكِنْ سے قبل ایک کسی مرد کے باپ ہونے کی نفی اور لٰكِنْ کے آپ کی رسالت اور ختم نبوت کا اثبات ہے۔ صحابیؓ نے آیت کریمہ کے اسلوب سے صاحبزادہ صاحبؓ کی وفات پر استدلال فرمایا کہ اگر آپؐ کے صاحبزادے بلوغت کو پہنچ جاتے تو لوگ کہتے کہ آپ کسی مرد کے نسبی باپ ہو گئے اس لئے آپ خاتم النبیین نہیں اور اللہ کا کلام جھوٹ ہو نہیں سکتا۔ (مزید دیکھئے مقدمہ دافع الوسواس ص ۴۶، ۴۷)

[بحث نمبر ۱۶]

﴿نامکمل بات پر فتوی﴾

جناب عبدالغفار صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں:

> زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں الخ بعد کونہ مردودا بما ذکر لا یخلو من الکفر لان ذلك الکلام یستلزم ان اھل ھذا القول من العوام وقد ثبت ان اھل ھذا القول قول علماء الاسلام ورسول علیہ السلام وعقیدۃ اھل الاسلام (۱) (ابطال ص ۱۵ سطر ۲۲ تا ص ۱۶ سطر ۳)

فکان قولہ: سو عوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا

اقول: [ا] عبدالغفار صاحب نے یہاں کلام پورا ذکر نہ کیا کلام اس جگہ پورا ہوتا ہے

''غرض جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ایسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں''

اور یہ مکمل کلام موصوف نے اپنے رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ صفحہ ۲ سطر ۸ تا صفحہ ۳ سطر ۱۸ میں نقل کیا ہے گذشتہ صفحات میں بحث نمبر ۸ کے تحت اس پر گفتگو ہو چکی ہے اور اس عبارت سے ختم نبوت زمانی پر دلالت کرنے والی کئی عبارتیں دی گئی ہیں یہاں یہ یاد رکھیں کہ اس طویل عبارت میں یہ جملہ بھی ہے:

بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔

اور اس جملے کو خود عبدالغفار صاحب نے ابطال ص ۳ سطر ۳ تا ۵ میں ذکر کیا ہے اور ہم نے بحث نمبر ۸ میں اس کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس میں شان نبوی کا

---

۱) عبارت یوں ہونی چاہئے: وقد ثبت ان ھذا القول قول علماء الاسلام وقول الرسول ﷺ وھو عقیدۃ اھل الاسلام۔ آپؐ کا ذکر ادبا الگ حیثیت سے کرنا چاہئے نہ عطف کے ساتھ۔

بھی ذکر ہے اور خاتمیتِ زمانی کا بھی مگر یہ شخص گذشتہ صفحات میں اس عبارت کو نقل کر کے یہاں اس کو ترک کرنے پر مصر ہے تاکہ اپنے زمانے کے عظیم ترین مجاہد ختم نبوت کو بدنام کر کے عیسائیوں اور ہندؤوں کو خوش کرے۔ اگر اس کاروائی سے کوئی اور مقصد ہے تو وہ بتادے۔

[۲] رہے اس میں دیئے ہوئے مفتی حضرات کے فتاوی یا اُن کے دستخط تو اُن کو نقل کرنے والا بھی تو یہی شخص ہے جو چھپی ہوئی کتاب کی عبارات نقل کرنے میں اتنی بددیانتی کرتا ہے عام مفتیوں کی طرف فتاوی یا دستخط کی نسبت کرنے میں اس پر اعتماد کیسے کر لیا جائے؟

[۲] یہ بات ہو چکی ہے کہ حضرت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عوام کے خیال میں ''خاتم النبیین'' کا معنی صرف ''آخری نبی'' ہے اور خواص کے ہاں ''آخری نبی'' بھی ''اعلیٰ نبی'' بھی۔ اب تیرے ذمہ دو باتوں کو ثابت کرنا ضروری ہے ایک اس بات کو کہ سب اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ صرف آخری ہیں اعلیٰ نہیں دوسرے یہ کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ اعلیٰ بھی ہیں آخری بھی وہ کافر ہے۔ اور اسے یہ کبھی ثابت کر ہی نہیں سکتا۔

[۳] اگر کہو کہ ٹھیک ہے نبی ﷺ اعلیٰ بھی ہیں آخری بھی لیکن آیت خاتم النبیین میں آخری نبی ہونے کا ذکر ہے نانوتوی صاحب کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اس سے اعلیٰ ہونا بھی نکال ڈالا تو اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ پھر تم ان کا جرم یہ بتاؤ کہ وہ نبی ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں پھر تمہیں اس کو صغری بنا کر ساتھ کبری یوں جوڑنا ہوگا اور جو نبی ﷺ کی شان بیان کرے وہ معاذ اللہ کافر ہے۔ تم ان کو ختم نبوت زمانی کا منکر کہہ کر بدنام کیوں کرتے ہو؟ منکر ختم نبوت کہہ کر ان کے خلاف کفر کے فتوے کیوں لیتے ہو؟

[۴] پھر تمہیں ایسا فتویٰ امام رازیؒ پر بھی لگانا ہوگا جنہوں نے تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۳۴ میں لکھ دیا کہ خاتم کیلئے واجب ہے کہ افضل ہو۔ اور یہ فتوی مفتی احمد یار خان پر بھی لگانا ہوگا جس نے کتاب شان حبیب الرحمٰن ص ۳۲، ۳۳ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اللہ نے آخر میں اس لئے بھیجا آپ کی نبوت اصل ہے۔

[بحث نمبر ۱۷]

﴿فرضی چیز کو حقیقی سمجھ کر فتوی جڑ دینا﴾

اس کے بعد عبدالغفار کہتا ہے:

وكذلك كان قوله :اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا انتھیٰ۔ بعد كونه مردودا بما ذكر لا يخلو من الكفر لانه انكار معنى خاتم النبيين الثابت عند اللغة وعلماء الاسلام ورسول عليه السلام(۱) (ص۱۶سطر۳ تا ص۱۶سطر۶)

اقول: اس پر بحث نمبر ۹ میں گفتگو ہو چکی ہے کیونکہ یہ عبارت موصوف نے ابطال ص ۳ سطر ۱۹ تا ۲۲ میں بھی ذکر کی ہے۔ مگر وہاں موصوف نے ایک تو عبارت مکمل پیش کی دوسرے خاص اس عبارت پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ مکمل عبارت یوں ہے:

پوری عبارت یوں ہے:

''ہاں اگر خاتمیت بہ معنی اتصافِ ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمداں نے عرض کیا، تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضیلت ثابت نہ ہوگی افرادِ مقدرہ پر آپ کی افضیلت ثابت ہو جائے گی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

---

۱) یہ عبارت درست نہیں عبارت یوں ہونی چاہئے: الثابتِ عند أهل اللغة وعند علماء الاسلام والمرويّ عن الرسول عليه السلام

دیکھا آپ نے کہ موصوف نے یہاں صرف خط کشیدہ الفاظ کو نقل کر کے عبارت کو خود

ناقص کیا، پھر جرات کر کے اس ناقص عبارت کے قائل خود ہی کفر کا فتوی لگا دیا اس لئے دوبارہ

سے اس کا جائزہ لینے کیلئے چند باتوں کا ذکر ضروری ہے۔

پہلی بات:

حضرت اپنی پوری عبارت کے ذمہ دار ہیں نہ کہ ناقص عبارت کے۔ ناقص عبارت کی

وجہ سے فتوی لگے تو عبارت کو ناقص کرنے والے پر لگے۔ کیونکہ اس ناقص عبارت کا قائل تو ناقص

کرنے والا ہے نہ اصل متکلم۔

مثال سے وضاحت:

کوئی پڑھے ''وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اور '' لَاعِبِيْنَ'' کو

چھوڑ دے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین آسمان کا خالق نہیں ہوں (سورۃ الدخان

آیت نمبر ۲۷) تو وہ یقیناً جھوٹا ہے کیونکہ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اور ہم نے آسمانوں کو اور

زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے کھیل کیلئے پیدا نہیں کیا''۔

دیکھا آپ نے ایک لفظ کے حذف کرنے سے دونوں عبارتوں میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا

پوری عبارت صدق اور نامکمل کذب۔

پوری عبارت عین ایمان اور نامکمل عین کفر

ایسے ہی مولانا کی پوری عبارت عین صدق وایمان ہے جبکہ یہ نامکمل عبارت خالص کذب وکفر

ہے۔ جس کا قائل یہ عبدالغفار ہے حضرت نانوتویؒ نہیں۔

مولانا کی عبارت پر غور کریں۔ اس عبارت کے کئی حصے ہیں

۱) ''ہاں اگر خاتمیت بہ معنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمداں نے

عرض کیا۔ [یہ شرط ہے]

۲) تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبی

[یہ جزاء ہے]

صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔

بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی

۳) [یہ جزاء پر معطوف ہے]

افرادِ مقدرہ پر آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت

۴) محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین

[یہ جزاء پر دوسرا معطوف ہے]

میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے

عبدالغفار صاحب کے عقل وفہم اور دیانت داری کی داد دیجئے کہ جناب نے عبارت

سے شرط بھی غائب کر دی اور جزا بھی بلکہ اس کے بعد ایک معطوف کو بھی غائب کر دیا اور صرف

دوسرے معطوف کے خط کشیدہ حصے کو پکڑ کر شور کر دیا کہ مولانا ختم نبوت کے قائل نہیں۔

حالانکہ اور باتیں تو اپنی جگہ قضیہ شرطیہ یا جملہ شرطیہ سے شرط یا جزا کو حذف کر دیں تو

باقی الفاظ قضیہ یا جملہ نہیں رہتے (قطبی ص ۶۸ شرح ابن عقیل ج اص ۱۶، التصریح علی التوضیح

ج اص ۲۶) جس عبارت سے جملہ ہی نہیں بنے اس کو کسی عقیدہ کیسے کہا جائے؟ ایسی عبارت کی

وجہ سے کسی پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

اتصافِ ذاتی کا مفہوم:

اس عبارت میں ''اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت'' سے مراد ''خاتمیتِ رتبی'' یا ''افضلیتِ

مطلقہ'' ہی ہے حضرتؒ نے اس کو ایک تو اس طرح سمجھایا ہے کہ سورج کی روشنی اللہ کی براہِ راست

دی ہوئی ہے جبکہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا عکس ہوتا ہے چاند کی روشنی خواہ کتنی ہی تیز

ہو سورج کی روشنی کے برابر نہیں ہو سکتی۔ دوسرے حضرتؒ نے اس بات کو یوں سمجھایا کہ نبی کریم

ﷺ نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ ہیں اور دیگر انبیاء کو یہ شرف حاصل نہیں۔

بہر حال اس عبارت میں ''خاتمیت'' سے مراد ''افضلیت'' ہے اس کی ایک دلیل یہ ہے

کہ عبارت کے تیسرے جز میں دو مرتبہ افضلیت کا لفظ موجود ہے اور جو الفاظ جناب عبدالغفار

صاحب نے ذکر کئے ان میں خاتمیت سے یہی افضلیت یعنی سب سے اعلیٰ ہونا ہی مراد ہے۔

عبدالغفار سے چند سوالات:

۱۔ حضرت کی اس عبارت میں دو جگہ افضلیت کا لفظ ہے اگر خاتمیت سے افضلیت مراد لی جائے تو تجھے کیا اعتراض ہے؟ کیا نبی ﷺ کی افضلیت کا ذکر تجھے اچھا نہیں لگتا۔

۲۔ کیا مولانا کے ذکر کردہ معنی سے انبیاءؑ کے افرادِ مقدرہ پر افضلیت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ شرط وجزا سے مل کر جو جملہ شرطیہ بنا وہ سچا ہے یا جھوٹا؟ تجھے جملہ شرطیہ پر کیا اعتراض ہے؟

۳۔ کیا انبیاءؑ کے افرادِ مقدرہ سے نبی ﷺ کو افضل واعلیٰ ماننا کفر ہے جو تم اس عبارت کی وجہ سے حضرت کو کافر کہتے ہو، اگر ہے تو کس دلیل ہے؟

۴۔ اگر تم مولانا کے پیش کردہ جملہ شرطیہ کو سچا نہیں مانتے تو اس کی نقیض پیش کرو کہ مولانا کے ذکر کردہ معنی کو لیں تو انبیاء کے افرادِ مقدرہ پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔

۱۱۔ اگر اس جملہ شرطیہ کا معنی درست ہے اور نبی کریم ﷺ کی انبیاء کرامؑ کے افرادِ مقدرہ پر افضلیت ثابت ہوتی ہے تو حضرت کو کافر کہنے کی کیا وجہ؟

اتصافِ ذاتی کے مفہوم کی مثال سے وضاحت:

کوئی شخص نکاح کرنا چاہے وہ ایجاب وقبول کے اختیار سے موصوف بالذات ہے وہ کیلئے کسی کو وکیل بنائے وکیل جو ایجاب وقبول کرے وہ موکل کی طرف سے سمجھا جائے گا لیکن اگر مجلس نکاح میں نکاح کے موقع پر وکیل اور موکل دونوں موجود ہوں تو عقد میں موکل کا کلام معتبر ہوگا اگر موکل انکار کردے تو وکیل کا ایجاب یا قبول بے کار ہوگا اسی طرح حضرت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ہوتے ہوئے آپ ہی کی اطاعت کرنی ہوگی کسی اور کی اطاعت کام نہ دے گی۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ جس کی نبوت بالذات ہے وہ ہر جگہ مطاع ہے وہ قیامت کے دِن شفیعِ مطلق ہوگا دوسرے انبیاء کرامؑ آپ ﷺ کے بعد ہی شفاعت کرسکیں گے (مزید دیکھئے آیاتِ ختم نبوت ص ۵۲۶ تا ۵۳۴، اساس المنطق ج ۲ ص ۲۸۲ تا ۲۸۹)

دوسری بات:

فاضل بریلوی سے سوال ہوا کہ ”کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے“۔ جواب میں فاضل بریلوی کہتے ہیں کہ قول مذکور نبی ﷺ سے ثابت نہیں لیکن اس کا مفہوم صحیح ہے، پھر اس کی کچھ مثالیں ذکر کیں کہ ایک حدیث میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے وارد ہے: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا...... دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کیلئے وارد وَلَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا۔ اگر جیتے تو صدیق وپیغمبر ہوتے...... علماء نے امام ابو محمد جوینی کی نسبت کہا ہے کہ اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے............ (عرفان شریعت ص ۸۴،۸۵)

سوال کا جواب تو اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث نہیں مگر فاضل بریلوی نے اس پر اکتفا نہ کیا، اس کے معنی کو درست کہہ کر اس مفہوم شرطی کو مان لیا ہے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضرت پیران پیر رحمہ اللہ تعالیٰ نبی ہوئے اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مختلف درجات رکھے ہیں ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ (بنی اسرائیل:۵۵) اگر بالفرض حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نبی ہوتے تو کس درجہ کے نبی ہوتے وہ آپ ﷺ سے افضل ہوتے یا افضلیت آنحضرت ﷺ ہی کیلئے ہوتی۔

احتمال تو دونوں کا ہے فاضل بریلوی نے تو کسی احتمال کی تعیین نہ کی نہ یہ بتایا بات کو مجمل چھوڑ دیا۔ مگر امت مسلمہ ”نبی الانبیاء“ صرف آنحضرت ﷺ کو مانتی ہے اس لئے اگر بالفرض وہ ہستیاں جن کا فاضل بریلوی نے عرفان شریعت میں ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کو منصب نبوت مل جاتا وہ نبی ہو بھی جاتا تو بھی نبی الانبیاء تو آنحضرت ﷺ ہی ہوتے وہ آپ ﷺ کے درجہ کو نہ پاسکتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ جملہ کہ ”آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں“ جملہ اسمیہ ہے جو دوام کا معنی دیتا ہے۔ عبدالغفار صاحب بتائیں کہ اس کے جواب میں حضرت نانوتویؒ کے ساتھ ہیں یا مخالف؟

تیسری بات:

امام غزالیؒ نے فقہ شافعی میں جو کتابیں لکھیں ان میں ایک کا نام "الوجیز" ہے اس کے بارے میں مشہور غیر مقلد عالم محمد بن عبدالرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں: وَقَدْ قِيْلَ لَوْ كَانَ الْغَزَالِيُّ نَبِيًّا لَكَانَ مُعْجِزَتُهُ الْوَجِيْزَ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۸۵) "اور یہ کہا گیا ہے کہ اگر غزالی نبی ہوتے تو ان کا معجزہ کتاب الوجیز ہوتی" ظاہر ہے کہ کتاب الوجیز قرآن کا مقابلہ تو نہ کر سکتی تو پھر وہ نبوت میں آنحضرت ﷺ کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے تھے۔ اب بتائیں کہ آپ ﷺ کی خاتمیت مرتبی باقی رہتی یا افضلیتِ مطلقہ ان حضرات کو مل جاتی؟

چوتھی بات:

ایک سوال یہ ہے کہ ایسی عبارات لکھنے پر مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مولانا محمد بن عبدالرحمٰن مبارکپوری کے خلاف تمہارے قلم کیوں نہیں چلتے جنہوں نے یہ بھی نہ لکھا کہ اگر بالفرض یہ نبی ہوتے تو آنحضرت ﷺ کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے تھے۔ تم نے اپنی گرفت کیلئے اسی ہستی ہی کا انتخاب کرنا تھا جس نے بریلی کے قریب ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی ترجمانی کی اور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت کو منوایا اور اس کا اعلان کر کے آئے کہ اب نجات صرف آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی اتباع میں منحصر ہے۔

پانچویں بات:

یہ روایت تو تو نے خود حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں پیش کی ہے، لَوْ عَاشَ لَكَانَ نَبِيًّا (ابطال اغلاط ص ۹ سطر ۳) اور یہ روایت فاضل بریلوی کے حوالے سے دیکھ لی: لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. سوال یہ ہے کہ جب ان کیلئے نبوت کو فرض کیا گیا تو کیا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ اگر اُن کو نبوت ملتی تو اُن پر وحی آتی، اگر ان کو نبوت ملتی تو وہ معصوم ہوتے، اگر اُن کو نبوت ملتی تو اُن پر ایمان فرض ہوتا، اگر ان کو نبوت ملتی تو ان کی نبوت کا منکر کافر ہوتا۔

چونکہ یہ ہستیاں نبی ﷺ کے بعد ہوئی ہیں اس لئے ان کو نبی فرض کرنے کی صورت میں

کیا سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلیٰ ہوتے یا آپ کے تابع ہوتے۔

حضرت نانوتویؒ تیری دی ہوئی اس عبارت میں کہتے ہیں اگر بالفرض ان میں سے کوئی نبی ہوتا تو نبی ﷺ کے مرتبے کو نہ پاسکتا تھا افضلیتِ مطلقہ آپ ہی کیلئے ہے، کیونکہ اس عبارت میں اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت نیز خاتمیت سے مراد خاتمیتِ رتبی ہے اور خاتمیتِ رتبی ہی افضلیتِ مطلقہ ہے۔ تو اگر آپ کے بعد ان میں سے کوئی نبی ہوتا تو وہ آپؐ کے تابع ہوتا کیونکہ وہ نبی ہوتا اور آپ نبی الانبیاء ہیں، اور یہی بات اپنے انداز میں ملا علی قاریؒ نے موضوعاتِ کبیر ص ۵۸، ۵۹ میں لکھی اب بتا تیرا کیا عقیدہ ہے؟

حضرت ابراہیمؑ کے نبی ہونے کو فرض تو تو نے کرلیا ہے اب اگلے سوالات کا جواب تیرے ذمہ ہے کہ اگر حضرت ابراہیمؑ نبی ہوتے تو نبی ﷺ کے تابع ہوتے یا آپؐ کے برابر ہوتے یا آپؐ سے اعلیٰ ہوتے؟ عقلی طور پر کل تین احتمال ہیں تیرے ہاں ان میں سے جو احتمال متعین ہے دلائل قطعیہ سے اس کو مدلل کر اور اس کے منکر کا حکم بیان کر۔ اگر نہیں آتا تو اپنے مفتیوں سے پوچھ کر بتادے۔ اور یہ بھی بتا کہ وہ نبی ﷺ ہی کی شریعت کو عمل میں لاتے یا ان پر الگ شریعت نازل ہوتی جو بھی جواب ہو دلائل سے آراستہ کر کے لکھ دے۔

[بحث نمبر ۱۸]

﴿اقرار کرنے والے کو منکر کہنے پر اصرار﴾

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

> وکذلك کان قوله مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے الخ مَرْدُوْدًا لِمَا أُخْرِجَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ

> وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ ......وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يُحْصٰى ۔ (ص۱۶اسطر۶ تا ص۱۷اسطر۳)

__اقول:__ [۱] ارے جب حضرت خود اس کو مقام مدح کہہ رہے ہیں اور تو خود ان سے یہ نقل کر رہا ہے(۱) تو تو نے کیسے کہہ دیا کہ انہوں نے ختم نبوت زمانی میں نبی ﷺ کی مدح نہیں مانی اس لئے تو نے جو روایات پیش کی ہیں وہ حضرت کی تائید میں ہیں ان کے رد میں تو نہیں۔ کیونکہ ان میں نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ ہونے کا ذکر ہے اعلیٰ ہونے کی نفی تو نہیں۔

حضرت نانوتویؒ تاخر زمانی میں فضیلت مانتے ہیں بالذات نہ سہی بالعرض سہی اس کی دلیل حضرت کا یہ جملہ بھی ہے جسے خود عبدالغفار صاحب نے نقل کیا ہے:

بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے (ابطال ص۳ سطر۳ تا ۵)

[۲] ہاں حضرت یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خاتمیتِ زمانی میں بالذات فضیلت نہیں اس لئے خاتم النبیین کا ترجمہ اگرچہ آخری نبی کرو مگر اس کی شرح میں یوں کہو(۲) خاتم النبیین = آخری نبی + اعلیٰ نبی، یوں نہ کہو خاتم النبیین = بغیر اعلیٰ ہونے کے محض آخری نبی۔

---

۱) بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اکثر مصنفین کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ یہ مقام مدح ہے ورنہ بتاؤ کس کس مفسر نے سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ کے تحت یہ بات لکھی ہے۔

۲) اس کو دھیان سے سمجھ لو تا کہ اشتباہ پیش نہ آئے۔ تشریح کے وقت اگر یوں کہا جائے: خاتم النبیین = آخری نبی + اعلیٰ نبی یہ بشرط شے کا درجہ ہے اس میں آخری کے ساتھ اعلیٰ کا ذکر ہے۔ اور اگر تشریح کے وقت یوں کہیں: خاتم النبیین = صرف آخری نبی بغیر اعلیٰ ہونے کے۔ یہ درجہ ہے بشرط لا شے کا۔ اس میں اعلیٰ کی نفی کی گئی ہے۔ (باقی آگے)

[۳] بحث نمبر ۸ کے تحت یہ بات گزر چکی ہے کہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر ج۲۹ ص۲۰۹ میں تقدم وتاخر کی متعدد قسمیں بتائیں ان میں بالذات فضیلت صرف تقدم بالشرف کو ہے جس کو تقدم بالتقویٰ بھی کہہ سکتے ہیں اور یہی کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

تاخر زمانی اور تقدم زمانی اور ہے اور تقدم بالشرف اور۔ تقدم وتاخر کے لئے یہ دونوں نوعیں جدی جدی ہیں ایک کو دوسرے سے کچھ علاقہ نہیں البتہ خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی کو تقدم بالشرف ضروری ہے ورنہ آپ ہی بتائیں کہ تاخر زمانی میں بالذات کیا فضیلت ہے؟ (مناظرہ عجیبہ ص۳۲)

اگر اب بھی نہیں مانتا تو یہ ثابت کرنا تیرے ذمہ ہے کہ تاخر زمانی میں بالذات فضیلت ہے۔ تجھے حوالے دینے خوب آتے ہیں دیکھتے ہیں تیرے پاس قرآن کریم کونسی آیت ہے، بخاری یا مسلم کی یا صحاح ستہ کی کونسی حدیث ہے؟ کون کونسے علمائے تفسیر تیرے ساتھ ہیں۔

اگر تو بات دلیل سے کرنی ہے تو اس بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور اگر ان ہندوؤں اور عیسائیوں کو خوش کرنا ہے جن کو حضرت نے شاہجہانپور میں ذلیل کیا تھا تو شاید وہ تجھ سے راضی ہو گئے ہوں۔

[بحث نمبر۱۹]

﴿آیت کے دو حصوں میں تناسب کیا؟﴾

اس کے بعد موصوف علمی جوش دکھاتے ہوئے کہتے ہیں:

> وکذلک کان قولہ :پر جملہ ما کان محمد أبا أحد من رجالکم اور جملہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کیا جائے۔ اس کے ساتھ اعلیٰ وافضل ہونے کا نہ ذکر ہو نہ نفی ہو یہ درجہ ہے لابشرط شے کا۔ ان میں سے پہلی اور تیسری بات درست ہے درمیان والی نہیں کیونکہ اس میں آپ ﷺ کے افضل واعلیٰ ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

جملہ ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین'' میں کیا تناسب تھا الخ مردودا لانہ علی وفق قواعد العرب، فانہ تعالیٰ لما قال :''ما کان محمد ابا احد من رجالکم'' یفھم من ذلك الکلام نفی الابوۃ مطلقا فعطف علیہ بلفظ ''لکن'' الموضوع لدفع التوھم الناشیٔ من الکلام السابق لاثبات الابوۃ من طریق آخر وھو کون رسولِ اللّٰہ ﷺ رسولَ اللّٰہ ثم عطف علیہ قولہ :''وخاتم النبیین'' لافادۃ انہ لم یکن لہ ابن بالغ ولافادۃ الزیادۃ ایضا فکان المعنی ھکذا:

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ'' وکل من کان رسول اللّٰہ فھو ابو امتہ کما فی کتب التفسیر ۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ انما انا لکم مثل الوالد لولدہ اعلمکم رواہ ابن ماجہ والدارمی وأبو داود ۔وخاتمَ النبیین و کل من کان خاتم النبیین فھو أزید شفقۃ وأکثر نصیحۃ واکمل دینا ولا یکون بعدہ نبی فلا یکون لہ ﷺ ابن بالغ یکون بعدہ نبیا ۔

قال محی السنۃ فی تفسیر معالم التنزیل :''وخاتم النبیین'' ختم بہ النبوۃ وقرأ ابن عامر وعاصم بفتح التاء علی الاسم ای آخرھم وقرا الآخرون بکسر التاء علی الفاعل لانہ ختم بہ النبیین فھو خاتمھم قال ابن عباس یرید لو لم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا انتھی

وقال فی تفسیر روح البیان فلو کان لہ ابن بالغ لکان نبیا ولم یکن ھو علیہ السلام خاتم النبیین کما یروی أنہ قال فی ابنہ ابراھیم : لو عاش لکان نبیا وذلك لان أولاد الرسل کانوا یرثون النبوۃ قبلہ من آبائھم وکان ذلك من امتنان اللّٰہ علیھم فکان علماءُ امتِہ ورثتَہ علیہ السلام

من جھۃ الولایۃ والقطع ارث النبوۃ بختمیتہ الی قولہ خاتم النبیین یفید زیادۃ الشفقۃ من جانبہ والتعظیم من جھتھم لان الذی بعدہ نبی یجوز أن یترك شیئا من النصیحۃ والبیان لانھا مستدرکۃ من بعدہ، وأما من لا نبی بعدہ یکون أشفق علی أمتہ وأھدی لھم من کل الوجوہ انتھی ۔

(ابطال اغلاطِ قاسمیہ ص ۷ اسطر ۳ تا ص ۷ اسطر ۲۲)

<u>اقول:</u> [۱] حضرت نے ایک سوال ذکر کر کے جواب دیا ہے تو ''مردود'' کس کو کہتا ہے کیا سوال کو مردود کہتا ہے یا جواب کو؟ اگر تیرے ہاں حضرت کا ذکر کردہ سوال مردود تھا تو'' لانہ علی وفق قواعد العرب الخ '' کے ساتھ تو نے اس کا جواب کیوں دیا؟ اگر تیرے ہاں حضرت کا جواب مردود تھا تو اس کو نقل تو کرتا تا کہ پتہ چلے کہ اس میں مردود ہونے کی وجہ کیا ہے؟ تجھے کیا حق ہے کہ نقل کیے بغیر مردود ہونے کا حکم لگائے؟

[۲] تو نے شاید سمجھا کہ حضرتؒ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ارے حضرت نے اس کا جواب دیا ہے مگر یا تو نے پڑھا نہیں یا تجھے سمجھ نہیں آیا۔ یا سمجھ آیا ہے مگر اللہ والوں کے بغض کی وجہ سے شان رسالت کے ذکر پر مشتمل جواب تجھے پسند ہی نہ آیا۔

[۳] تو نے جو جواب نقل کیے ان میں نبی ﷺ کے آخری ہونے کا ذکر ہے۔ افضل واعلیٰ ہونے کا نہ ذکر ہے نہ اس کی نفی ہے یعنی آخری ہونا لابشرط شے کے درجہ میں مذکور ہے۔ اور حضرت نے جو جواب دیا(۱) اس کے مطابق اس آیت میں نبی ﷺ کے آخری ہونے کا بھی ذکر ہے اور افضل واعلیٰ ہونے کا بھی یعنی بشرط شے کے درجہ میں۔

---

۱) حضرت اس آیت کے معنی پر بحث کر کے فرماتے ہیں:
اب دیکھئے کہ عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ (باقی آگے)

[۴] خط کشیدہ عبارت میں عبدالغفار صاحب نے خاتم النبیین کو مفہوم کلی بنا دیا، ارے جب خاتم النبیین ہے ہی ایک تو تونے وَكُلُّ مَنْ كَانَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ کے الفاظ کیوں استعمال کیے؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں جیسے قراءت خاتم بکسر التاء چسپاں ہے ایسے ہی قراءت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجہ کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے (تحذیر الناس د ص ۱۰ س ۱۰ تا ۱۴ اگ ص ۵۷ سطر ۱ تا ۵)

یعنی حضرت کی توجیہ سے آیت کریمہ سے متعلقہ درج ذیل مسائل بہت اچھے حل ہوتے ہیں

۔۱۔عطف: وہ اس طرح کہ آیت کریمہ میں واؤ عاطفہ ہے اور عطف جملے کا جملے پر ہے کیونکہ بعض نحوی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ [الاحزاب: ۴۰] کی اصل یوں نکالتے ہیں: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (مغنی اللبیب ج ۱ ص ۲۹۳)

اور جملے کا جملے پر عطف کرنے کیلئے معطوف معطوف علیہ کے درمیان کچھ مناسبت ضروری ہے (دیکھئے مختصر المعانی بحث الفصل والوصل، عقود الجمان للسیوطی مع الشرح ج ۱ ص ۲۱۳) اور یہاں وہ مناسبت اس طرح پائی گئی کہ ایک طرف ابوت معروفہ کی نفی ہے دوسری طرف ابوت معنویہ کا اثبات ہے۔ دونوں جگہ ابوت کا ذکر ہے۔

اس نکتے کا ذکر عبدالغفار صاحب نے نہ کیا

۔۲۔استدراک: یعنی لٰكِنْ جو استدراک کے لئے ہوتا ہے اس کا معنی پایا گیا۔ وہ اس طرح کہ جب ابوت معروفہ کی نفی سے ابوت معنویہ کی نفی کا وہم ہوا لٰکن کے ساتھ اس وہم کا ازالہ کیا۔

اس کا ذکر عبدالغفار صاحب نے بھی اپنے جواب میں کیا ہے، مگر حضرت کی توجیہ بہتر ہے۔

۔۳۔استثناء۔ وہ اس طرح کہ جس قیاس میں لٰكِنْ آئے منطقی اس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں نیز لٰكِنْ کا معنی پورے طور پر پایا گیا تو گویا لٰكِنْ کے بعد مستثنیٰ منقطع ہے علامہ ابن جوزیؒ (باقی آگے)

ہاں اگر دوسری زمینوں کے خواتم کو ماننا تو الگ بات ہے مگر وہ دوسری زمینوں کے خواتم کا ذکر ہی نہیں کرتا علاوہ ازیں بات تو یہاں اسی زمین کے انبیاء کی بات ہو رہی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ [سورۃ الشعراء: ۷۷] کے تحت لکھتے ہیں: وفی قوله: (اِلَّا ربَّ العالَمِين) قولان: أحدهما: أنه استثناء من الجنس، لأنه عَلِم أنهم كانوا يعبُدون الله مع آلهتهم، قاله ابن زيد۔ والثانی: أنه من غير الجنس؛ والمعنى: لكن ربّ العالمين (ليس كذلك) قاله أكثر النحويين (زاد المسیر ج ۶ ص ۱۲۸) دیکھئے اس عبارت میں علامہ ابن جوزیؒ نے استثناء منقطع کو سمجھانے کیلئے لٰکن کا استعمال کیا۔

عبدالغفار صاحب نے اس نکتے کا ذکر بھی نہیں کیا،

۔۴۔خاتمیت بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے۔ ۵۔خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

کیونکہ اس توجیہ کے مطابق آیت کریمہ سے نبی ﷺ کیلئے بیک وقت خاتمیت رتبی یعنی افضلیت مطلقہ بھی ثابت ہوتی ہے خاتمیت زمانی بھی۔ اور افضلیت مطلقہ کا مطلب نبی الانبیاء ہونا ہے جبکہ عبدالغفار صاحب کی دی ہوئی تفاسیر کے مطابق اس سے صرف خاتمیت زمانی ثابت ہوتی ہے۔

<u>مفسرین اور عبدالغفار کے نظریہ میں اصولی فرق:</u>

علماء تفسیر کی عبارات کے نقل کرنے میں بھی عبدالغفار صاحب نے دھوکہ دیا ہے ان میں کوئی عبارت بھی عبدالغفار کے موافق نہیں جوہری فرق یہ ہے کہ ان کتب تفسیر میں خاتمیت زمانی لابشرط شے کے درجہ میں مذکور ہے یعنی ان حضرات نے اگر خاتمیت رتبی کا ذکر نہیں کیا تو اس کی نفی بھی نہیں کی اور عبدالغفار صاحب مجاہد ختم نبوت نانوتویؒ کی ضد میں خاتمیت زمانی بشرط لا شے کے درجہ میں لیتے ہیں یعنی یہ نبی ﷺ کی افضلیت کی مطلقہ کی نفی پر مصر ہیں۔

۔۶۔قراءت خَاتِم (بکسر التاء) کا چسپاں ہونا۔

اس کا تعلق خاتمیت زمانی کے ساتھ ہے یعنی جب نبی ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت ہو گیا تو آپ ﷺ کا خَاتِم (بکسر التاء ہونا) ہونا پایا گیا کیونکہ خَاتِم (بکسر التاء) اسم فاعل (باقی آگے)

[۵] حضرت ابن عباسؓ نے تو یہ فرمایا کہ اگر میں نے ان کو خاتم النبیین نہ بنایا ہوتا تو ان کو ایسا بیٹا دیتا جو ان کے بعد نبی ہوتا یعنی چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کا بیٹا بلوغت کو نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: ختم کرنے والا۔

عبدالغفار اگرچہ نبی ﷺ کو آخری نبی مانتا ہے مگر اس نے اس انداز میں اس نکتے کا ذکر نہ کیا

۷۔ قراءت خاتَم (بفتح التاء) کا موزوں ہونا۔

خاتَم (بفتح التاء) اسم آلہ کا صیغہ ہے خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کیلئے آپ کو ذریعہ بنایا تو ان کی نبوت میں آپ کا نبوت اثر ہوا، جیسے آلہ مہر کا اثر اس چیز پر ہوتا ہے جس پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور حضرت سے دیگر انبیاء کا فیض حاصل کرنا مفتی احمد یار خان بھی مانتا ہے (دیکھئے اسرار الاحکام ص۱۰۹)

یہی معنی حضرت کے ہاں وصفِ نبوت سے موصوف بالذات ہونے کا، یا نبی الانبیاء ہونے کا ہے۔ اور حضرت کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے آخر میں بھیجا گیا، اس طرح حضرت نے یہاں بھی ختم نبوت زمانی کو ثابت کیا ہے۔

عبدالغفار نے ان نکات کا بھی ذکر نہیں کیا۔

حضرت کی ایک اور اہم عبارت

اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں:

حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوتِ معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوتِ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے (تحذیر الناس ص۱۰ سطر۱۴ تا ۱۶ گ ص۵۷ سطر۶ تا ۸)

اس عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں تین دعوے ہیں پہلا دعویٰ "ابوتِ معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں" یہ مفہوم ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" (باقی آگے)

پہنچا، اس میں ختم نبوت کو پہلے مانا گیا اور بیٹوں کے عدم بلوغت کو بعد میں مگر تفسیر روح المعانی کی عبارت کیسے قبول کر لی کہ اگر آپ کا بیٹا بالغ ہوتا تو نبی ہوتا، اس پر جو ملاحظات ہیں وہ بحث نمبر ۱ کے تحت ذکر کر چکا ہوں جن کی بنیاد اس پر ہے کہ اس عبارت میں ختم نبوت کو بیٹے کے بالغ نہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) دوسرا دعویٰ "ابوتِ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے" یہ مفہوم ہے "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ" کا۔ تیسرا دعویٰ "ابوتِ معنوی انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے" یعنی آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور یہ مفہوم ہے "وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کا، اور یہ بات بارہا ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے آخر میں بھیجا گیا۔ اس لئے اس کو تاخرِ زمانی لازم ہے۔ اس طرح اس عبارت میں ختم نبوت زمانی ذکر بھی آگیا۔

ویسے بھی حضرت اس عبارت سے پہلے خاتمیتِ زمانی کے منکر کو کافر کہہ چکے ہیں (تحذیر د ص۱۰ سطر۹ گ ص۵۶ سطر۲۲) اور یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ میرے نزدیک آیتِ کریمہ سے بیک وقت خاتمیت کی تینوں انواع زمانی مکانی اور رتبی ثابت ہوتی ہیں (د ص۸، ۹ گ ص۵۳ سطر۱۰) اور یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے (د ص۸ س۱۵، ۱۶ گ ص۵۳ سطر۲، ۳) اور یہ بات تو مولانا احمد رضا خان اور مفتی احمد یار خان بھی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نبی الانبیاء ہیں سب انبیاء آپ کی امت ہیں (تجلی الیقین ص۵۴، شان حبیب الرحمٰن ص۳۳) اور یہ تو تو نے بھی لکھا ہے کہ نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے (ابطال ص۱۷ سطر۹) تو اب تجھے حضرت کی یہ بات ماننی پڑے گی کہ نبی ﷺ جیسے امت کے معنوی باپ ہیں انبیاء علیہم السلام کے بھی معنوی باپ ہیں۔ اب بتا کہ تو تجھے حضرت سے اختلاف کس نکتہ پر ہے اور تو حضرت کا مواخذہ کس بات پر کرنا چاہتا ہے؟

خلاصہ:

ساری بحث کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ عبدالغفار صاحب کو حضرتؒ سے یہ اختلاف نہیں کہ انہوں نے خاتمیتِ زمانی کا ذکر نہیں کیا بلکہ اختلاف یہ ہے کہ حضرت خاتمیتِ زمانی کے ساتھ ساتھ شانِ رسالت کیوں بیان کرتے ہیں؟ تو اس کو شانِ رسالت کے بیان سے تکلیف ہے۔ (باقی آگے)

ہونے کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے☆ علاوہ ازیں اس سے مرزائیوں نے اجرائے نبوت پر جو استدلال کیا اس کو جواب سمیت بحث نمبر ۱۵ میں لکھ چکا ہوں۔

ایک نہایت قیمتی بات:

آیت خاتم النبیین [الاحزاب:۴۰] کے تحت علماء لکھتے ہیں کہ اگر آپ کا کوئی بیٹا زندہ رہتا تو نبی ہوتا مگر راقم کے ہاں اس کا تعلق سورۃ الکوثر کے شان نزول کے ساتھ ہے کہ جب مکہ میں آپ کے فرزند حضرت قاسمؓ کا وصال ہوا تو کافروں نے خوشی کا اظہار کیا کہ اب اس کا نام نہ رہے گا، کیونکہ نام چلتا ہے بیٹے سے بیٹا نہ رہا تو نہ نام رہے نہ مشن چلے۔ تو اللہ نے ان کے رد میں سورۃ الکوثر نازل فرمائی (جلالین ص ۸۲۴۔ لباب النقول مع الجلالین ص ۸۲۹، خزائن العرفان ص ۸۷۷، احسن البیان ص ۷۹۵، عثمانی ص ۸۰۴)

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کسی مرد کے حقیقی باپ نہیں کہ آپ کا نام اُن سے باقی رہے بلکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور چونکہ آپ افضل و اعلیٰ ہونے کی وجہ سے آخری نبی ہیں اس لئے جب تک دنیا میں ہدایت باقی ہے آپ کا مشن باقی رہے گا۔ قیامت تک آنے والے اہل ایمان آپ کے روحانی فرزند ہیں۔ اگر بالفرض آپ کسی مرد کے حقیقی باپ ہوتے تو مشرک کہہ سکتے تھے کہ آپ کا مشن صلبی اولاد کی وجہ سے چلا۔ اور جو وجہ اللہ نے سورۃ الکوثر میں بتائی وہ غلط ہو جاتی، سورۃ الکوثر کا مضمون درست نہ رہتا۔ واللہ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اشکال: آپ کیسے کہتے ہیں صاحب ابطال خاتمیت زمانی کے ساتھ نبی ﷺ کو افضل و اعلیٰ نہیں کہتے۔ انہوں نے درج ذیل جملے میں نبی ﷺ کی افضلیت ہی کا تو ذکر کیا ہے:

وأما من لا نبی بعده یکون أشفق علی أمته وأهدی لهم من کل الوجوه

جواب: زیادہ مہربان ہونا افضلیت کی دلیل نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے اساتذہ شروع دن میں پڑھا کر چلے جاتے ہیں بعد میں چھوٹے اساتذہ رہتے ہیں جو طلبہ کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور بڑے اساتذہ کی نسبت ان کو وقت بھی زیادہ دیتے ہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ عبدالغفار نے یہاں افضلیت کا ذکر نہ کیا

[بحث نمبر ۲۰]

نبوت کلی متواطی ہے یا مشکک

اس سے فارغ ہو کر موصوف رقمطراز ہیں:

المطلب الثانی: فهو باطل عند الشرع بالوجوه......الوجه الاول أن الانبیاء کلهم متساوون فی نفس النبوة......(ایضاً ص ۱۷ سطر ۲۳ تا ص ۲۰ سطر ۹)

فکان القول بکونه ﷺ فی وصف النبوة واسطة فی العروض مردودا عند السلف والخلف......(ایضاً ص ۲۲ سطر ۲۳)

اقول: حضرت نانوتویؒ نے جو یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی نبوت بالذات دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض ہے اس کا مقصد اس پر تنقید ہے کہ جب سب انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں پھر یہ بالذات بالعرض کی تقسیم کیسی؟ بحث نمبر ۱۰ میں اس پر گفتگو ہو چکی ہے مگر چونکہ اس نے یہاں اس پر کئی صفحات لکھے ہیں اس لئے اس کو بالکل چھوڑنا بھی مناسب نہیں اس کیلئے چند نکات ملاحظہ ہوں:

[۱] نبی ہونے میں سب انبیاء علیہم السلام برابر ہیں ہم اللہ کی سب کتابوں کو مانتے ہیں، سب انبیاء پر ایمان لاتے ہیں کسی ایک نبی کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں ارشادِ باری ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء:۱۵۰،۱۵۱) ”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے“۔

یہودیوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرة:۸۵) ”کیا پھر تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو“۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمارا اس پر اایمان ہے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو زیادہ مرتبہ دیا ہے
کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ (بنی اسرائیل:۵۵)" اور
ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی ہے" نیز فرمایا: تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ [البقرة:۲۵۳] "یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔
الغرض ہم سب انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں سب پر ایمان
رکھتے ہیں کسی بھی نبی کی نبوت کے منکر کو کافر کہتے ہیں مگر مراتب کا فرق مانتے ہیں اور یہ ساری
امت مانتی ہے تو بھی مانتا ہے۔ اور یہی کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں (۱)

[۴] انبیاء میں نفس نبوت کے ہوتے ہوئے تفاضل یعنی درجات میں کمی بیشی کے دو سبب

۱) چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

اہل اسلام تو سبھی انبیاء علیہم السلام کے درم ناخریدہ غلام ہیں خاصکر ان میں ان اولوالعزموں
کے جن کی تاثیر اور اولوالعزمی اور علو ہمت سے دین خداوندی نے بہت شیوع پایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام اور حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کیونکہ انبیاء کا اعتقاد اور محبت اہل اسلام کے
نزدیک جزء ایمان ہے۔

مگر ان میں سے اور باقی تمام انبیاء سے بڑھ کر حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کو سمجھتے ہیں اور ان کو سب میں افضل اور سب کا سردار جانتے ہیں (حجۃ الاسلام ص ۳۷)

نبوت کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بادشاہانِ دنیا جیسے اپنے ما فی الضمیر کی اطلاع اپنے مقربانِ خاص کے ذریعہ سے
کرادیتے ہیں ایسے ہی بلکہ بدرجہ اولیٰ خداوند عالم بھی اپنا ما فی الضمیر بذریعہ مقربان خاص اوروں کو
سناتا ہے انہیں مقربان کو ہم لوگ انبیاء اور رسول کہتے ہیں۔

اس لئے انبیاء علیہم السلام کے اتباع اور اقتداء ہی میں نجات منحصر ہوگی کیونکہ اس صورت میں
ان کی اطاعت خاص خدا کی اطاعت ہوگی اور ان کی نافرمانی خاص خدا کی نافرمانی ہوگی۔ (باقی آگے)

ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ نبوت کلی مشکک ہو دوسرے یہ کہ نبوت کلی متواطی ہو، اور انبیاء علیہم السلام
کے افراد میں کسی اور وجہ سے کمی بیشی ہو۔ بہر حال اختلاف ہے تو یہ ہے کہ تمہارے ہاں نبوت کلی
متواطی ہے حضرت کے ہاں نبوت کلی مشکک۔ اور تم کہتے ہو کہ تمہاری بات ہی قطعی ہے اور جو
نبوت کا کلی متواطی نہ مانے وہ تیرے ہاں کافر ہے۔ مگر اس بارے میں تمہارے پاس کوئی قطعی
دلیل نہیں۔ کیونکہ کسی آیت یا متواتر حدیث میں یہ نہیں کہ نبوت کلی متواطی ہے کلی مشکک نہیں بلکہ
قرآن وحدیث میں کلی متواطی یا کلی مشکک کے الفاظ ہی نہیں۔

[۳] اس کے باوجود اگر تجھے اپنی بات کے منکر کو کافر کہنے پر اصرار ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ
عبد الغفار! تو خدا نہیں کہ ہم تیرے بندے ہوں، تو خدا کا رسول نہیں کہ ہم تیرے امتی ہوں۔ تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۔ مگر جیسے ہر ہر زمانے میں ایک جدا حاکم ہوتا ہے پہلے زمانے میں اگر لارڈ نارتھ
بروک گورنر تھے تو آج لارڈ لٹن ہیں پہلے اور کلکٹر تھا اب اور کلکٹر ہے ایسے ہی ہر زمانے میں مناسب وقت
ایک جدا ہی نبی ہوگا جیسے آج کل لارڈ لٹن کے احکام کی تعمیل ضرور ہے۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۶)

اس کے بعد فرماتے ہیں:

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بزرگی اور نبوت مسلم ان کا منکر ہمارے نزدیک
ایسا ہی کافر ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا ہمارے نزدیک کافر ہے علیٰ ھذا القیاس سری رامچند ر اور
سری کرشن کو بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے پر آج کل نجات کا سامان بجز اتباع نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ
اور کچھ نہیں (ایضاً)

جن پیشواؤں کا نبی ہونا یقینی حضرت نے ان کی نبوت کا اقرار کیا اور اس کی شہادت دی اور
جن کا پتہ نہیں ان کے بارے میں سکوت کیا اور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا اعلان کیا اس سے
زیادہ ٹھوس اور محتاط انداز اور کیا ہوگا؟

یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے تجھے بھی اختلاف نہیں بتا کیا نفس نبوت سے سب انبیاء کو موصوف
مانا یا نہیں؟ یقیناً مانا ہے۔ درجات میں فرق بھی مانا ہے۔ کیا تجھے ہندوؤں عیسائیوں کے سامنے ان
مضامین کا بیان اچھا نہیں لگا۔

ہمیں اپنے نظریہ کے ماننے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔

[۴] ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت کی بات ہی قطعی ہے اور حضرت کی بات کا منکر کافر ہے مگر اتنی بات کہتے ہیں کہ حضرت کی بات بلا دلیل نہیں ہے اور اختلافی مسائل میں اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔ رہی بات یہ کہ حضرت کی دلیل کیا ہے اس کا جواب حضرت سے سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

نبوت میں تفاضل اور تفاوتِ مراتب باتفاقِ علماءِ حقانی ثابت ہیں گو بعض علماءِ ظاہر کو شک ہو علاوہ بریں آیت فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ [بنی اسرائیل:۵۵] اور آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ [البقرة:۲۵۳] اس پر شاہد ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں بحیثیتِ نبوۃ تفاضل ہے اگر کوئی یوں کہے کہ فلاں عالم بڑا ہے تو ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ علم میں بڑا ہے سو ایسا ہی یہاں بھی سمجھئے۔ القصہ نبوت میں تشکیک ہے (تنویر النبراس ص۱۰۰،۱۰۱) (یعنی وصفِ نبوت کلی مشکک ہے)

حضرت کی دلیل کی وضاحت:

حضرت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان آیات میں انبیاء ورسل کو ان کے وصفِ عنوانی کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے ''فلاں عالم بڑا ہے'' میں ذات عالم کو اس کے وصف عنوانی کے ساتھ ذکر کیا ہے تو جیسے ''فلان عالم بڑا ہے'' میں وصف عنوانی کے ذکر کی وجہ سے علم میں فوقیت مراد ہوئی، جب یہ کہا جائے یہ بڑا ڈاکٹر ہے یہ چھوٹا ڈاکٹر ہے تو فن میں چھوٹائی بڑائی مراد ہوتی ہے قد وغیرہ میں نہیں اسی طرح مذکورہ بالا آیات میں انبیاء ورسل میں وصفِ رسالت ونبوت میں فوقیت مراد ہوئی۔ ہاں اگر وصفِ عنوانی سے ذکر نہ ہوتا تو اور بات تھی۔

[۵] ہماری طرح آپ اس کو بھی مانتے ہوں گے کہ دیگر انبیاءؑ انبیاء تھے مگر آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں دیگر انبیاء اپنی امتوں کے امام تھے معراج کی رات آپ کے مقتدی ہوئے اور آپ امت کے بھی امام سب انبیاء کے بھی امام۔ اگر آپ اس بات کو مانتے ہیں تو اگلی بات سنئے:

حضرت نانوتویؒ نے آپ ﷺ کی نبوت کو جو بالذات کہا اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ

نبی الانبیاء ہیں اب جس جس نے بھی آپ کو اصلی نبی کہا یا آپؐ کو نبی الانبیاء مانا ہے وہ سب حضرت کے موافق ہیں ان میں امام سبکیؒ علامہ سیوطیؒ اور شاہ ولی اللہؒ بھی ہیں، ان میں مولانا احمد رضا خان اور مفتی احمد یار خان بھی ہیں، ان میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ بھی ہیں جن کی مہر تو ان صفحات میں دکھا رہا ہے۔ اور خود تو بھی ان میں داخل ہے اور تیرے یہ سب مفتی بھی ان میں داخل ہیں کیونکہ تو نے اپنے رسالے کے ص۳ سطر ۱۸ میں حضرت نانوتویؒ سے آپ ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا نقل کیا پھر تو نے اس کا رد نہیں کی، اور اپنے ان مفتیوں سے بھی تو نے اس پر کوئی تنقید نقل نہ کی اب بتاؤ کہ تم سب وصفِ نبوت میں نبی ﷺ کی فوقیت مان چکے یا نہیں؟

[۶] اگر تم کہو ہم سے بھول ہوگئی ہمیں نانوتوی صاحبؒ کی اس بات سے اتفاق نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ نبی الانبیاء ہیں، تو ٹھیک ہے تمہارے ہاں نبی ﷺ نبی الانبیاء نہ ہوں گے مگر رجوع کیلئے صرف یہ کہنا کافی نہیں۔ رجوع کیلئے یہ بھی ماننا ہوگا کہ تم لوگ اتنا عرصہ کافر رہے ہو کیونکہ تمہاری طرف سے حضرت نانوتویؒ کو کافر کہنے کی وجہ نکلتی ہے تو یہی نکلتی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو نبی الانبیاء کہہ دیا ہے اور کوئی وجہ ہے تو بتاؤ؟

علاوہ ازیں اگر تم نے اس سے توبہ کر ہی لو تو امام سبکیؒ امام سیوطیؒ مولانا عبدالحی لکھنویؒ مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مفتی احمد یار خان گجراتی کے بارے میں کیا کہو گے کیا یہ سب نانوتویؒ کی طرح کافر ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ جب تک تم مولانا لکھنویؒ سے یہ نہ دکھاؤ گے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے کا انکار کیا، اور اسے کفر کہا ہمارے ہاں تمہارے نقل کردہ ان دستخطوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تجھ جیسے بددیانت خائن بدفہم اور شانِ رسالت سے بغض رکھنے والا، نبی ﷺ کو بشرط لاشے کے درجہ میں [یعنی بغیر افضلیت کے] آخری نبی ماننے والے کے کہنے سے مولانا لکھنویؒ کے بارے میں مان لیں کہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی الانبیاء کہنے سے توبہ کر لی اور آپ ﷺ کو مطاع الانبیاء کہنے کو کفر قرار دیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

[بحث نمبر ۲۱]

سب انبیاء کی نبوت حقیقی ہے

موصوف اس کے بعد کہتے ہیں:

> والوجه الثانی انه قال وبعث الله النبیین مبشرین ومنذرین...... لهذه النصوص نصوص فی ان کل احد من الانبیاء مبعوث من الله حقیقة ویوحی الیه من الله علیحدة علیحدة حقیقة...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۲۲ سطر۲۳ تا ص۲۳ سطر۱۱)

اقول: [۱] یہ بات سناؤ امام سبکیؒ اور علامہ سیوطیؒ کو، بحر العلوم مولانا عبد العلیؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ کو، شیخ محی الدین ابن عربیؒ کو۔ اس کی وجہ سے مواخذہ کرنا ہے تو مواخذہ کرو مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مفتی احمد یار خان کا۔ کیونکہ یہ سب حضرات نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء لکھتے ہیں، [حوالہ جات ان کے بار بار گزر چکے ہیں] اور حضرت نانوتویؒ کی مراد بھی نبی کریم ﷺ کے وصف نبوت سے موصوف بالذات ہونے سے یہی ہے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام میں آپ ﷺ ہی نبی الانبیاء ہیں۔

مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ فرماتے ہیں:

بالعرض ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اور انبیاء علیہم السلام حقیقۃً نبی نہیں یہ تو صریح کفر ہے وہ انبیاء علیہم السلام بھی حقیقۃً نبی اور فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی حقیقۃً نبی مگر فرق اس قدر ہے کہ اوروں میں یہ وصف آپ کے واسطہ سے آیا ہے جیسے آفتاب بھی حقیقۃً روشن اور آئینہ بھی حقیقۃً روشن مگر آفتاب میں روشنی کسی آئینہ سے نہیں آئی ہاں دنیا کے تمام آئینے آفتاب ہی کے فیض یافتہ ہیں اور اس کے فیض کے دست نگر ہیں یہی مثال آفتاب نبوت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی سمجھنی چاہئے (السحاب المدرار ص۱۲)

دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت وقتی نہیں:

پھر بالعرض ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ دوسرے انبیاءؑ کی نبوت عارضی یعنی وقتی ہے معاذ اللہ تعالیٰ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو اللہ نے آپ کی وساطت سے دی ہے مگر دی تو مستقل ہے کسی نبی سے منصب نبوت سلب تو نہیں ہوتا۔

بالعرض کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان کی طرف وحی نہیں آتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو آپؐ کی وساطت سے نبوت کی قابلیت عطا فرمائی ہے ان کی ہر ہر وحی کا علم ہونا آپ کو ضروری نہیں۔

بہر حال حضرت نانوتویؒ دیگر انبیاءؑ میں سے کسی کی نبوت کے نہ منکر ہیں، نہ اسے مجازی یا قابل سلب مانتے ہیں دلیل یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی نبوت کے انکار کرنے کو آپ کفر کہتے ہیں اور یہ بات بحث نمبر ۲۰ میں کتاب حجۃ الاسلام ص ۳۷، اور مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۶ کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

اگر حضرت نانوتویؒ کے نزدیک دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے حقیقۃً موصوف نہ ہوتے یا ان سے نبوت کے سلب ہونے کا امکان ہوتا تو اس کی تصریح کرتے اور ان کی نبوت کے منکر پر اتنا بڑا فتوی نہ لگاتے۔

اشکال: اللہ تعالیٰ نے جیسے آنحضرت ﷺ کو نبی کہا اسی طرح دیگر انبیاء کو بھی نبی کہا، اور یہ دلیل ہے ان کے بالذات نبی ہونے کی۔

جواب: اس کی کوئی دلیل نہیں کہ جہاں جملے میں مبتدا خبر ہوں تو خبر مبتدا کیلئے بالذات ہی ثابت ہو، بلکہ خبر کا ثبوت مبتدا کیلئے بالذات بھی ہو سکتا ہے بالعرض بھی۔

مثال سے وضاحت:

مثال درکار ہو تو لیجئے ''سورج روشن ہے''، ''چاند روشن ہے''۔

یہ دو جملے ہیں ان میں سورج اور چاند دونوں کو روشن کہا گیا، اور حقیقۃً روشن کہا گیا، ایسا تو نہیں کہ چاند بالکل تاریک ہو پھر اسے روشن کہہ دیا جائے۔ مگر سب کہتے ہیں کہ سورج بلاواسطہ روشن ہے چاند کی روشنی سورج کے واسطہ سے ہے حضرت کی اصطلاح میں سورج بالذات روشن ہے چاند بالعرض روشن ہے(۱)

ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ دونوں جملے ایک جیسے ہیں پہلے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حقیقۃً نبی کہا گیا ہے دوسرے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حقیقۃً نبی کہا گیا ہے مجاز نہ پہلے میں ہے نہ دوسرے میں ہے حضرت فرماتے ہیں مگر دوسرے دلائل کی رو سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں، نبی الانبیاء نہیں۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے اگر بالذات کا لفظ استعمال کیا ہے تو مولانا احمد رضا خان اور مفتی احمد یار خان نے انبیاء میں اصل کے الفاظ استعمال کر لئے ہیں (تجلی الیقین ص ۹، شان حبیب الرحمٰن ص ۳۲) کافر کہنا تو ان دونوں کو بھی کہو۔

---

۱) اور یہ بات لغت کے ذمہ دار علماء سے ثابت ہے چنانچہ المعجم الوسیط میں ہے

(الضوء) : النور ـ وهما مترادفان، أو الضوء أقوى وأسطع من النور، أو الضوء لما بالذات كضوء الشمس والنار، والنور لما بالعرض والاكتساب من جسم آخر كنور القمر وفي التنزيل العزيز ﴿وهو الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا﴾ (المعجم الوسیط ج ۱ ص ۵۷۶) لغت کے مشہور امام سید مرتضیٰ زبیدیؒ لکھتے ہیں:

وقيل الضوء لما بالذات كالشمس والنار والنور لما بالعرض والاكتساب من الغير (تاج العروس من جواہر القاموس ج ۱ ص ۳۱۹)

حضرت نانوتویؒ کے کلام سے دلیل

حضرت اس قسم کے اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:

خلاصہ اعتراض اول تو یہ ہے کہ انبیاء باقی سے سلب نبوت ذاتی بمعنی بالذات لازم آئے گا اس کا جواب تو فقط اتنا ہے کہ یہ اعتراض تو انبیاء کے نبی بالذات ہونے پر موقوف ہے اگر اعتراض کرنا تھا تو پہلے اس مقدمہ کو ثابت کرنا تھا سو یہ مقدمہ آپ سے ثابت ہوا نہ ہوا ان شاء اللہ۔ بڑی سے بڑی دلیل آپ بیان فرماتے تو یہ بیان فرماتے کہ اوروں کا نبی ہونا منصوص ہے یا بتواتر ان کا ادعاءِ نبوت اور اظہار اعجاز منقول ہے لیکن اس سے جب کام چل سکتا ہے کہ کلمہ مشتق مبدا اشتقاق کے وصف ذاتی بمعنی بالذات ہونے پر دلالت کرے سو یہ آپ سے ثابت ہوا نہ ہو۔ ان شاء اللہ ورنہ اطلاق حار آبِ گرم پر ممنوع ہو۔ یا اس اطلاق سے اس کا حار بالذات ہونا ثابت نہ ہو...... الغرض بوسیلہ نصوص قطعیہ کہیئے یا بذریعہ اخبارِ متواتر دائر ثابت ہوگا تو اطلاق کلمہ نبی ہی ثابت ہوگا اس سے زیادہ کیا ثابت ہوگا جو آپ اعتراض کو لے کر بیٹھے ہیں (مناظرہ عجیبہ ص ۲۰)

حضرت نے کتنی اچھی مثال سے اسے حل کیا فرماتے ہیں آگ کو بھی حار کہتے ہیں اور گرم پانی کو بھی حار کہتے ہیں مگر آگ خود گرم ہے عالم اسباب میں اسے کسی اور ذریعے سے گرمی حاصل نہیں ہوئی لیکن گرم پانی کو آگ سے گرمی ملی ہے۔

تو جیسے یہاں بالذات اور بالعرض کے فرق کے باوجود دونوں کو حار کہا جاتا ہے اور حقیقۃً کہا جاتا ہے تو اگر سب انبیاء کو نبی کہنے کے باوجود دیگر دلائل کی رو سے بعض کیلئے نبوت کا ثبوت بالذات اور بعض کیلئے بالعرض مانا جائے تو کیا خرابی ہے؟

مزید وضاحت ان شاء اللہ عنقریب اگلی ابحاث کے تحت آئے گی۔

[بحث نمبر ۲۲]

﴿آپ ﷺ کا عالم ارواح میں نبی ہونا﴾

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

الوجه الثالث أنه قال الله تعالىٰ :وما أرسلناقبلك الا رجالا نوحى اليهم ...... فهذه النصوص نصوص فى ان الوحى الى رسول الله ﷺ وبعثته فى العالم الجسدانى الجسمانى مؤخر من الوحى الى الانبياء وبعثتهم كما هو مدلول قوله قبلك وقوله:" وخاتم النبيين" فكان زمانُ نبوة رسول الله ﷺ وزمان نبوة الانبياء عليهم السلام متعددًا لا واحدا فكان القول بكونه ﷺ واسطة فى العروض مردودًا بتلك النصوص القطعية (ابطال ص ۲۳ سطر ۱۲ تا سطر ۲۲)

اقول: [۱] آپ ﷺ کا انبیاءؑ کیلئے واسطہ فی العروض بنانا یہ عالم ارواح کی بات ہے عالم دنیا میں یقیناً آپؐ کی بعثت بعد میں ہوئی ہے۔ اور عالم ارواح میں آپ ﷺ کے نبی ہونے کو بہت سے علماء نے لکھا ہے مثلاً جن حضرات نے لکھا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے انسانوں کیلئے ہے جیسے امام سبکیؒ علامہ سیوطیؒ مولانا عبدالحی لکھنویؒ (۱)

---

۱) مولانا عبدالحی لکھنویؒ اپنے فتوی ملحقہ بہ تحذیر الناس میں لکھتے ہیں: تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ "الاعلام بحكم عيسىٰ عليه السلام" میں نقل کرتے ہیں: ویکون نبوته ورسالته عامة لجميع الخلق من زمن آدم الى يوم القيامة ويكون الانبياء واممهم كلهم من امته...... فالنبى ﷺ نبى الانبياء الخ۔ چونکہ مولانا نے اسے تائیداً نقل کیا اس سے ثابت ہوا کہ امام سبکیؒ علامہ سیوطی کی طرح مولانا بھی اس کے قائل تھے۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی (۱) مفتی احمد یار خان گجراتی (۲) یا جن حضرات نے لکھا کہ دیگر

---

۱) معراج کی رات نبی ﷺ نے اپنے فضائل ذکر فرمائے فاضل بریلوی نے اس حدیث کو نقل کیا اس کے تحت لکھا ہے۔ وَجَعَلَنِيْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا الی ان قال اور مجھے فاتح باب رسالت و خاتم دور نبوت کیا (تجلی الیقین ص ۶۷،۶۸) فاضل بریلوی نے آپ ﷺ کو فاتح باب و رسالت کا بتایا۔ اور حضرت نانوتویؒ بھی اس کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کو عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت عطا ہوئی اور آپ اس عالم میں سب سے آخر میں بھیجے گئے اور قیامت کے دن سے پہلے شفاعت بھی آپ ہی فرمائیں گے (دیکھئے مناظرہ عجیبہ ص ۹،۱۰ نیز ص ۱۵۰)

۲) جناب مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں:
جسمًا تو حضرت آدم حضور علیہ السلام کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ السلام والد آدم ہیں...... سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی خود فرماتے ہیں كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ ہم اس وقت نبی تھے جبکہ حضرت آدم اپنی آب وگل میں جلوہ گر تھے۔ یثاق کے دن اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے بَلٰی فرمانے والے حضور ہی ہیں......اس قدر اولیت کے باوجود پھر سرکار ﷺ آخر بھی ہیں سب سے آخر حضور کا ظہور ہوا خاتم النبیین آپ ہی کا لقب ہوا سب سے آخر حضور ہی کو کتاب ملی سب سے آخر حضور ہی کا دین آیا سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور ہی کا دین باقی رکھا گیا (شان حبیب الرحمٰن ص ۱۰،۱۱) "شفاعت کا دروازہ حضور ہی کے دست اقدس پر کھلے گا" کیونکہ نبوت پہلے آپ ﷺ کو ملی آپ ﷺ کی نبوت اصل ہے۔ (مزید دیکھئے آیات ختم نبوت ص ۵۲۶ تا ص ۵۵۸)
مفتی صاحب موصوف ہی لکھتے ہیں: فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی دسویں باب میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پہلے خلیفہ اور نائب ہیں (شان حبیب الرحمٰن ص ۶۱)
اور یہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا موقف ہے چنانچہ آپ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں:
مولانا! حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم (باقی آگے)

انبیائے کرام علی نبینا وعلیھم السلام نے آنحضرت ﷺ سے روحانی استفادہ کیا ہے جیسے بحرالعلوم حضرت مولانا عبدالعلیؒ، مولانا عبدالحی لکھنویؒ (۱) مولانا احمد رضا خان بریلوی (۲) مفتی احمد یار خان گجراتی (۳) ظاہر ہے کہ انہوں نے اس عالم جسمانی میں آمد سے قبل عالم ارواح میں بھی نبی کریم ﷺ کو نبی مانا ہے۔ اب جو فتوی حضرت نانوتویؒ پر لگاتا ہے ان سب پر لگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں علی الاطلاق کہیے یا بالاضافۃ......الیٰ ان قال......اب سنئے کہ روح پرفتوح محمدی ﷺ جو اصل موصوف نبوت ہے ارواح انبیاءِ باقیہ علیہم السلام کیلئے موقوف علیہ ہے اور اس وجہ سے آپ کو تقدم بالخلق لازم ہوا مگر مخلوقیتِ روحانی کو تولدِ جسمانی لازم نہیں اور آپ کے نزدیک لازم ہو تو ثابت کیجئے......پھر فرماتے ہیں......وجودِ روحانی میں تو حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف علیہ اور ارواح جملہ انبیاء باقیہ علیہم السلام موقوف اور وجود جسمانی میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل علیہم السلام آباءِ کرام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف علیہ اور جسم اطہر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقوف (مناظرہ عجیبہ ص۹ تا ۱۱)

نیز فرماتے ہیں کہ اولیت شفاعت، اولیت مخلوقیت اور خاتمیت زمانی میرے ہاں آنحضرت ﷺ کی خاتمیت مرتبی کی وجہ سے ہے (دیکھئے مناظرہ عجیبہ ص۱۵۰)

۱) چنانچہ مولانا لکھنویؒ تحذیر الناس کے ساتھ ملحق فتوی میں بحرالعلوم مولانا عبدالعلیؒ سے نقل کرتے ہیں: "ہمہ رسل در اخذ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند" مولانا لکھنویؒ نے اس سے اختلاف نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کا نظریہ بھی یہی ہے۔

۲) گذشتہ صفحات میں فاضل بریلوی کا یہ قول گزرا کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے مجھے فاتح بابِ رسالت وخاتم دورِ نبوت کیا۔ ظاہر کہ دروازے کے کھلنے سے سب انبیاء مستفید ہوئے اور یہ کام عالم ارواح میں ہی ہوا

۳) مفتی صاحب اپنی ایک اور کتاب اسرارالاحکام میں لکھتے ہیں: (باقی آگے)

اشکال: حضرتؒ نے "بالذات" کا لفظ استعمال کیوں کیا؟

جواب: "بالذات" کلمۂ کفر نہیں جو اس لفظ کی وجہ سے ان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔ یہ ان کی اصطلاح ہے ان کی عبارت سے اس کا مفہوم سمجھ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصفِ نبوت سے موصوف بالذات ہونے کا مطلب آنحضرت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا ہے۔ اگر تجھے بالذات کے لفظ سے اختلاف ہے تو ان کی مراد کو سامنے رکھ۔ ان کی مراد کو تو تو بھی مانتا ہے۔

آگے جا کر تو خود بھی مانتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعثت میں آخری ہیں مگر نبوت آپ کو عالم [۲] ارواح میں مل چکی تھی چنانچہ عبدالغفار صاحب لکھتے ہیں:

چند خواص آنحضرت سیدالمرسلین کے یہاں بیان کئے جاتے ہیں: [۱] کونہ خاتم النبیین ای آخرھم ...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۲۸ سطر۶ تا ۲۰) اس کے سات صفحات بعد آٹھواں خاصہ یوں لکھتے ہیں [۸] کونہ ﷺ نبیا حال کون آدم بین الروح والجسد قال ابو ھریرۃ قالوا یا رسول اللہ! متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم بین الروح والجسد رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح ...... (ایضاً ص۳۵ سطر۱۳ تا ص۳۶ سطر۱) مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کے حوالے سے خود عبدالغفار یہ مطلب لکھتا ہے: مراد اظہار نبوت اوست ﷺ پیش از وجودِ عنصری وے در ملائکہ وارواح (ایضاً ص۳۵،۳۶) کہ مراد آپ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے پہلے فرشتوں میں اور ارواح میں آپ کی نبوت کا اظہار ہے اب اگر نانوتویؒ کافر ہے تو عبدالغفار بھی مسلمان نہیں اور اگر عبدالغفار مسلمان ہے تو حضرت نانوتویؒ کو کافر کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ وللہ الحمد علیٰ ذلک۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) روح پاک مصطفیٰ ﷺ عالم ارواح میں سارے عالم کی فی الواقع نبی تھی اس وقت حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی تربیت فرماتی رہی۔ سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں، نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفیٰ ﷺ سے فیض آتا رہا جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے (اسرارالاحکام ص۱۰۹)

بحث نمبر۲۳

آپ ﷺ کے وصفِ نبوت سے موصوف بالذات ہونے کے دلائل

اس کے بعد عبد الغفار صاحب نبی ﷺ کے وصفِ نبوت سے موصف بالذات ہونے، اور دیگر انبیاء علیہم السلام کیلئے واسطہ فی العروض ہونے کی نفی کرتے ہوتے لکھتے ہیں:

> الوجه الرابع انه قال الله تعالىٰ قل آمنا بالله وما أنزل علينا وما أنزل على ابراهيم...... وقال الله تعالىٰ اولئك الذين هداهم الله فبهداهم اقتدهْ (۱) وقال الله تعالىٰ واتبع ملة ابراهيم حنيفًا ...... استدل الفخر الرازى فى المعالم بأنه تعالى وصف الانبياء بالاوصاف الحميدة ثم قال لمحمد ﷺ اولئك الذين هداهم فبهداهم اقتده فامره أن يقتدى بالرهم فيكون اتيانه واجبا، وإلّا فيكون تاركا للامر واذا أتى بجميع ما أتوا به من الخصال الحميدة فقد اجتمع فيه ما كان متفرقا فيهم فيكون افضل منهم .... فكان ما أنزل عليهم وهديهم وملته مقدما على الانزال على رسول الله ﷺ ومأموريته بالايمان والاقتداء والاتباع فاذا كان الامر كذلك كان القول بكونه ﷺ واسطة فى العروض فى وصف نبوة الانبياء عليهم السلام مردودًا ...... لا يخلو من الكفر لان حاصل ذلك القول أن موسىٰ وغيره من الانبياء عليهم السلام ليسوا بأنبياء حقيقة كما ان الجالس فى السفينة ليس بمتحرك حقيقة (ابطال اغلاط قاسميہ ص۲۳ سطر۲۲ تا ص۲۵ سطر۱۴)

۱) یاد رہے کہ ''اقتدہ'' میں ہاء ضمیر مفعول نہیں ہاء برائے سکتہ ہے (دیکھئے تفسیر جلالین)

اس کی بات کا خلاصہ درج ذیل تین باتیں ہیں

اقول:

[۱] نبی ﷺ کو دیگر انبیاء ؑ کی اتباع کا حکم ملا جس اس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر انبیاء کو تعلیمات آپؐ سے پہلے ملیں پھر جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ کو ان کی اتباع کا حکم دیا گیا، آپ نے ان پر عمل کیا یوں آپ سب انبیاء کے کمالات کے جامع ہوکر ان سے افضل ہوگئے۔

[۲] چونکہ دیگر انبیاء کو تعلیمات آپ کی آمد سے پہلے مل چکیں آپ بعد میں تشریف لائے اس لئے آپ واسطہ فی العروض نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ واسطہ ذی واسطہ سے پہلے ہوتا ہے۔

[۳] واسطہ فی العروض میں ذی واسطہ صفت سے موصوف نہیں ہوتا، جیسا کہ جالس سفینہ حقیقت میں متحرک نہیں ہوتا متحرک حقیقت میں سفینہ ہوتا ہے اس لئے نبی کریم ﷺ کو واسطہ فی العروض ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء حقیقت میں نبی نہ ہوں اور یہ کفر ہے۔

اب بالترتیب ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں

پہلی بات کا جواب:

اِقْتَدِہ صیغہ امر کام شروع کرنے کیلئے نہیں کام پر دوام کیلئے ہے، جیسے سورۃ الاحزاب کی پہلی آیت: یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ کے تحت جلالین میں ہے: دُمْ عَلٰی تَقْوَاہُ۔ کہ اللہ سے مسلسل ڈرتے رہیں، تو سورۃ الانعام کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ پہلے ہی سب انبیاء کے کمالات کو اپنائے ہوئے ہیں اس پر دوام کیجئے۔

کیونکہ اگر یہاں دوام کا معنی نہ لیا جائے تو بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً

☆ ایک خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے آپؐ انبیاء علیہم السلام کے کمالات کو جامع نہ تھے بلکہ آپ میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات پائے

ہی نہ جاتے تھے اس آیت سے آپ پر انبیاء علیہم السلام کی اتباع کو لازم کیا گیا، آپؐ نے انبیاء کے کمالات کو اپنایا تب آپ ﷺ ان کے کمالات کے جامع ہوئے اور یہ بات یقیناً درست نہیں اس لئے کہ جو ہستی اس وقت نبی ہو جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اسے انبیاء کے کمالات سے محرومی کیسے ہو سکتی ہے؟

☆ اقتداء کے حکم سے پہلے یہ آیت بھی ہے: وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ (الانعام:۸۵) تمہارے کہنے کے مطابق معنی یہ بنتا ہے کہ اس آیت پر عمل کرنے سے پہلے نبی ﷺ ہدایت پر ہی نہ تھے۔ اس آیت کی رو سے انبیاء کرام علیہم السلام کی اقتداء کی تب کو ہدایت نصیب ہوئی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

☆ اقتداء کے حکم سے پہلے حضرت داود، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے ذکر کے بعد فرمایا: وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (الانعام:۸۵) تمہارے کہنے کے مطابق مطلب یہ بنتا ہے کہ اس حکم پر عمل کرنے سے قبل نبی کریم ﷺ محسنین سے بھی نہ تھے اس آیت پر عمل کرنے کے بعد آپؐ کا شمار محسنین سے ہوا۔

☆ حضرت زکریا حضرت، یحییٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ فرمایا: كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ (الانعام:۸۶) تمہارے کہنے کے مطابق مطلب یہ بنتا ہے کہ اس آیت پر عمل کرنے سے قبل آپ ﷺ صالحین سے بھی نہ تھے اس آیت پر عمل کرنے کے بعد آپؐ صالحین سے ہوئے۔

☆ حضرت اسماعیل، حضرت الیسع، حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کے ذکر کے بعد فرمایا: وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (الانعام:۸۷) تمہارے کہنے کے مطابق مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے قبل نبی ﷺ کو کسی پر فضیلت نہ تھی۔ جوں جوں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کرتے گئے فضیلت پاتے گئے۔

☆ مندرجہ بالا آیات کے بعد فرمایا: وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الانعام:۸۷) تمہارے کہنے کے مطابق مطلب یہ بنتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے آپ معاذ اللہ صراط مستقیم پر نہ تھے۔

☆ ایک یہ خرابی لازم آتی ہے کہ اگر کسی کمال کو آپؐ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی پیروی سے حاصل کیا ہو تو اس کمال میں وہ نبیٔ سابق آپؐ سے بڑھا ہوا گا جبکہ تمام کمالات میں آپ ﷺ ہی سب سے آگے ہیں۔

<u>سوال:</u> انبیاء کی افضلیت تو ماننی ہی پڑے گی اس لئے کہ سورۃ الانعام کی مذکورہ آیت میں آپ کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کا حکم ہوا، اور ایک جگہ خاص ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم ہوا، فرمایا: وَاتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا [النساء:۱۲۵]

<u>جواب:</u> آپ ﷺ کا فرمان ہے: لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي (مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸) ''اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے اندر زندہ ہوتے تو ان کو میری ہی اتباع کرنی ہوتی''۔ اس حدیث میں اتباع کی اضافت آپ کی طرف ہے کہ آپ کو متبوع قرار دیا گیا ہے مگر مذکورہ بالا آیات میں ایسے نہیں یعنی سورۂ انعام میں دیگر انبیاء کی اتباع کا حکم نہیں ان کی دی گئی ہدایت کی اقتداء کا حکم ہے اور ہدایت تو اللہ کے دین اور اس کے احکامات کا نام ہے ان کی ہدایت کو اپنانے سے اللہ کی اتباع ہوگی، اسی طرح یہ نہ فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرو بلکہ فرمایا ان کی ملت کی پیروی کرو، اور ملت ابراہیم اللہ کا دین ہے۔

<u>دوسری بات کا جواب:</u>

اس کا جواب بحث نمبر ۲۲ کے تحت ہو چکا ہے کہ عالم ارواح میں آپؐ کو نبوت دیگر انبیاء سے قبل عطا ہوئی تو آپؐ کا دیگر انبیاء کیلئے واسطہ فی العروض بننا درست ہو گیا اگرچہ دیگر انبیاء کو تعلیمات آپ کی اس دنیا میں بعثت سے قبل مل گئیں کیونکہ آپؐ ان کی ارواح کیلئے نبوت کی صلاحیت میں واسطہ ہیں نہ کہ ہر ہر تعلیم کیلئے، ہر ہر وحی میں۔

تیسری بات کا جواب:

جالس سفینہ کا حقیقۃً ساکن اور مجازاً متحرک ہونا نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ مشاہدہ کے مطابق ہے، بلکہ قرآن سے جالس سفینہ کے متحرک ہونے کا ثبوت ملتا ہے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ (یونس:۲۲) ترجمہ: وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہو اور وہ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور وہ اس پر خوش ہوئے ان پر آندھی کا جھونکا آیا الخ (کنز الایمان ص ۳۰۴،۳۰۵)

اللہ نے اپنی طرف تسییر کی نسبت فرمائی تو بندوں کی طرف سیر کی نسبت ثابت ہوئی اور بحر کی یہ سیر کشتیوں کے واسطہ سے ہے پھر کشتیوں کیلئے جریان کا ذکر آیا۔ اس سے صاف پتہ چلا ہے کہ کشتی حرکت کرتی ہے تو رکاب بھی حرکت کرتے ہیں۔ مفتی نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اور تمہیں قطع مسافت کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو (خزائن العرفان ص ۳۰۵)

تو جیسے پیادہ حرکت کر کے منزل پر پہنچتا ہے سوار بھی حرکت کر کے ہی جاتا ہے وہ پاؤں سے حرکت نہیں کرتا بیٹھے بیٹھے ہی ہل ہل کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے مگر ساکن نہیں ہے متحرک۔

واسطہ فی العروض کو واسطہ فی الثبوت سے ملا دینا:

تم نے جالس سفینہ یوں سمجھا جیسے ڈاکٹر مریض کو ٹیکہ لگائے تو سوئی مریض کے اندر جاتی ہے ڈاکٹر کے جسم میں نہیں جاتی اسی طرح سفینہ کے حرکت کرنے سے جالس حرکت نہیں کرتا حالانکہ جالس سفینہ ایسے نہیں۔ فرق یہ ہے کہ ڈاکٹر اس مثال میں مریض کیلئے واسطہ فی الثبوت ہے جبکہ سفینہ اپنے جالس کیلئے واسطہ فی العروض ہے۔

کتنی مرتبہ کشتی میں طوفان آجاتا ہے پھر کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ راکب ڈوب جاتے ہیں کشتی بچ جاتی ہے تم کیا کہو گے کہ راکب حقیقت میں ساکن ہے ساحل پر ہے اس کا ڈوبنا اور مرنا سب مجازی ہے وہ حقیقت میں زندہ ہے۔ ہرگز نہیں۔

تو جیسے کشتی کی حرکت سے راکب حقیقت میں متحرک ہے اور کشتی راکب کیلئے واسطہ فی العروض ہے ایسے ہی نبی ﷺ کے واسطہ فی العروض یعنی نبی الانبیاء ہونے سے دیگر انبیاء یقیناً نبی ہیں اور حقیقی نبی ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے بحث نمبر ۱ کا مطالعہ کریں۔

دلیل دوسروں کے پاس بھی ہے:

عبدالغفار صاحب! اول تو تمہارے پاس حضرت کے رد کیلئے دلیل نام کی کوئی چیز نہیں اور اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ دوسرا بالکل بغیر دلیل کے ہے۔

جَاءَ شَقِيْقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ   إِنَّ بَنِي عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحٌ

جن حضرات نے آپؐ کی نبوت کو اصل کہا ان کی دلیل آپؐ کا نبی الانبیاء ہونا، آیت میثاق اور حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث ہے قالوا یا رسول اللہ! متی وجبت لك النبوة قال وآدم بین الروح والجسد رواہ الترمذی ...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۳۵ سطر ۱۳ تا ص ۳۶ سطر ۱) اور ان کو تم بھی مانتے ہو۔ اس لئے دوسروں پہ فتوے نہ لگاؤ نصوص میں تطبیق کی کوشش کرو۔

﴿بالذات اور بالعرض کی ایک اور انداز سے وضاحت﴾

کتاب ''آب حیات'' ص ۱۳۵ میں حضرت فرماتے ہیں:

''ارواح امت اُس امت کے نبی کی روح کے آثار ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اِس امت کو خود خداوند کریم نے خَيْرَ أُمَّةٍ فرمایا اور کیوں نہ فرمائے اس امت کے نبی افضل المرسلین خاتم النبیین سید الاولین والآخرین علیہ وعلی آلہ افضل صلوات المصلین واکمل تسلیمات المسلمین۔ پھر یہ امت افضل الامم کیوں نہ ہوگی؟''۔

حضرت کا مطلب یہ ہے کہ کی ارواح کے کمالات کی اصل اس امت کے نبی علیہ السلام کی روح کے کمالات ہوتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا عکس امت پر پڑتا ہے، انبیاء علیہم السلام ان کمالات سے موصوف بالذات ہیں امتیں موصوف بالعرض ہیں۔ رہی امتی کی غلطی وہ کمال نہیں وہ انبیاء کی طرف منسوب نہ ہوگی۔

امت کیلئے انبیاء کرامؑ کے واسطہ فی العروض ہونے کے دلائل

[۱] معراج کی رات آپ نے دودھ کے پیالے کو قبول کیا تو آپ سے کہا گیا اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت بہک جاتی [ابن کثیر ج ۳ ص ۱۱، ص ۱۲] حالانکہ وہ شراب آپؐ کیلئے حلال تھی مگر اس کا اثر امت پر پڑ جاتا۔

[۲] ایک موقع پر جب ایک شخص نے آپ کو غیر عادل کہا آپ نے فرمایا اگر میں انصاف نہ کروں تو انصاف کون کرے گا؟ ثابت ہوا کہ نبی کی روح کے اثرات امت کی ارواح پر پڑتے ہیں یعنی بنی امت کی بہ نسبت موصوف بالذات ہوتا ہے اور امت اپنے نبی سے فیض لے کر موصوف بالعرض ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

مندرجہ ذیل صحیح روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔☆عن جابر بن عبداللہ قال بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْسِمُ غَنِیْمَۃً بِالْجِعْرَانَۃِ اِذْ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِیْتَ اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ (بخاری ج ۱ ص ۴۴۳) قاضی عیاضؒ اور امام نوویؒ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شقیت بفتح التاء ہو (انظر حاشیہ بخاری) تو ترجمہ یوں ہوگا: آنحضرت ﷺ جعرانہ میں غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آپؐ سے کہنے لگا کہ انصاف کر۔ آپؐ نے فرمایا تو بدبخت ہو گیا اگر میں انصاف نہ کروں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایسے معترض کے جواب میں آپؐ نے فرمایا تھا: مَنْ یُّطِعُ اللّٰہَ اِذَا عَصَیْتُ (بخاری ج ۱ ص ۴۷۲) ترجمہ: اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو خدا کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَیْلَکَ وَمَنْ یَّعْدِلُ اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ

(بخاری ج ۱ ص ۵۰۹) تیری ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا؟

[۳] عن انس قال کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۵) ترجمہ: آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے سب سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ [۴] عن عائشہ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ اِنَّ اَتْقَاکُمْ وَاَعْلَمَکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا (بخاری ج ۱ ص ۷) ترجمہ: تم میں سب سے زیادہ متقی اور اللہ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والا میں ہوں۔ [۵] عن ابی سعید الخدریؓ قال کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا (بخاری ج ۱ ص ۵۰۳) ترجمہ: کنواری لڑکی جو اپنے پردے میں ہو آپ اس سے بھی زیادہ باحیا تھے۔

دیکھا آپ نے جتنے بھی اچھے اوصاف ہیں آنحضرت ﷺ میں سب سے بڑھ کر تھے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے نیز امت کا عقیدہ ہے کہ ایک نبی تمام اولیاء سے افضل ہے (عقیدہ طحاوی ص ۲۶) اور یہ کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے (شرح عقائد نسفیہ ص ۱۴۷) اور کیونکہ اس نبی پر ایمان لانے کی برکت سے وہ کرامت حاصل ہوتی ہے۔

انبیاء کیلئے واسطہ فی العروض ہونے کی دلیل:

جو حضرات بھی آپؐ کو نبی الانبیاء مانتے ہیں [اور ان میں مولانا احمد رضا خان بریلوی، مفتی نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی احمد یار خان، مولانا عبدالحی لکھنویؒ ہیں اور خود عبدالغفار بھی ہے] ان کے نزدیک سب انبیاءؑ آپ ﷺ کی امت ہوئے تو مندرجہ بالا احادیث کے پیش نظر آپؐ سے فیض یاب ہوئے باقی جیسے معراج کے واقعہ سے پتہ چلا کہ اس واسطہ بننے میں آپؐ کا علم یا ارادہ نہیں اگر بالفرض آپؐ شراب پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی یقیناً آپ کا یہ ارادہ نہ تھا نہ آپؐ کے علم میں یہ بات تھی ورنہ جبریل کیوں بتاتے؟ تو جیسے عالم جسمانی میں آنے کے بعد امت پر اثرات پڑے اگر عالم ارواح میں دیگر انبیاء پر امت ہونے کی وجہ سے آپ کے اثرات پڑے ہوں تو کیا بعید ہے؟

[بحث نمبر۲۴]

عبدالغفار کا واسطہ فی العروض اور واسطہ فی الثبوت میں فرق نہ کرنا

جناب عبدالغفار صاحب لکھتے ہیں:

> وکون الانبیاء علیھم السلام مستفیدین من سید المرسلین علیھم السلام لا یستلزم کونہ ﷺ واسطة فی العروض فی وصف نبوة الانبیاء علیھم السلام کما دل علیہ حدیث المعراج ...... فارجع الی ربک فاسألہ التخفیف لامتک...... (ایضاً ص۲۵ سطر۱۵ تا ص۲۷ سطر۱۳)

اقول: موصوف کا مقصد یہ ہے کہ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ نے استفادہ کیا کہ وہ نمازوں کی تعداد میں تخفیف کا ذریعہ بنے اس کے باوجود نانوتوی صاحبؒ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کیلئے واسطہ فی العروض نہیں بناتے۔ تو اگر نبی کریم ﷺ سے انبیاء سابقین نے استفادہ کیا ہو تو بھی آپ کو واسطہ فی العروض کہنا درست نہیں۔

اب اس کے جوابات ملاحظہ فرمائیں

[۱] حضرت نے یہ تو نہیں کہا کہ جہاں بھی استفادہ ہوگا وہاں واسطہ فی العروض ہی ہوگا، بلکہ کہیں واسطہ فی العروض ہوگا کہیں واسطہ فی الثبوت ہوگا معراج کی رات نبی ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے نمازوں میں تخفیف کروائی، یہ نبوت میں استفادہ نہیں نبوت تو آپ ﷺ کو پہلے سے مل چکی تھی۔

موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے نمازوں میں تخفیف آپؐ کو اور آپ کی امت کو ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو نہ ہوئی کیونکہ وہ اس دنیا سے جا چکے تھے۔ اس لئے یہ واسطہ فی العروض نہیں واسطہ فی الثبوت تھا۔ جیسے ڈاکٹر مریض کو ٹیکہ لگاتا ہے سوئی اور دوائی مریض کے جسم میں جاتی ہے ڈاکٹر کے جسم میں نہیں

[۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے اس لئے ان کو دیگر انبیاء کیلئے واسطہ فی العروض نہیں بنا سکتے وجہ فرق یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں اللہ نے عہد لیا تھا کہ آئیں تو ان کی اتباع کرنی ہوگی [آل عمران:۸۱] آپ نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے بغیر ان کا گزارا نہ ہوتا (از مسند احمد ج۳ ص۳۳۸) عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو آپ ﷺ کی اتباع کریں گے۔

چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے اتباع کا عہد نہیں لیا گیا، اس لئے معراج کی رات آپؐ نے ان کا مشورہ ضرور قبول کیا، مگر آپ نے ان کی شریعت کی اتباع نہ کی کیونکہ جب وہ اس دنیا میں تھے تو ان کی شریعت کا حکم یہ تو نہ تھا کہ اگر اللہ کی طرف سے پچاس نمازیں فرض ہوں تو ان میں تخفیف ضرور کرانا۔

ہاں موسیٰ علیہ السلام نے باقی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ معراج کی رات آپ ﷺ کی اتباع میں نماز ادا کی چونکہ وہ آپ کے مقتدی بنے اس لئے انہوں نے نماز آپ ہی کی شریعت کے مطابق ادا فرمائی۔

الزامی جواب:

باقی انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ سے استفادہ کرنا صرف حضرت نانوتویؒ ہی نہیں لکھتے اور حضرات بھی لکھتے ہیں ان کو بھی یہ باتیں سناؤ جیسے گذشتہ صفحات میں گزرا کہ مولانا احمد رضا خان نے تجلی الیقین میں آپ ﷺ کو فاتح باب الرسالت کہا۔ اور مفتی احمد یار خان نے لکھا کہ

سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفیٰ ﷺ سے فیض آتا رہا جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے (اسرار الاحکام ص۱۰۹)

[بحث نمبر ۲۵]

عبدالغفار کا عکس کو اصل کے برابر سمجھنا

اس کے بعد جناب عبدالغفار صاحب حضرت نانوتویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ثم قال عمرو : غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل و عکس محمدیؐ ہے کوئی کمال ذاتی نہیں۔ پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب پر ہے جو جمال کمال محمدیؐ میں تھا اور کسی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہیں رہا سو جہاں کہیں نبی کنبیکم فرمایا ہے اس میں بقاء تناسب کی طرف اشارہ ہے۔

بہر حال بعد لحاظ معنی خاتم النبیین اور تشبیہ مندرج نبی کنبیکم یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اور زمینوں میں عکوس محمدی ﷺ اسی تناسب کے ساتھ ہیں ...... یعنی کمالاتِ اصل میں جو تشبیہ تھی وہی نسبت کمالاتِ عکوس میں بھی محفوظ رہی اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بہر حال ادھر رہے گی۔(۱) انتھی کلام عمرو

[پھر اپنے الفاظ میں اس کا خلاصہ یوں نکالتے ہیں]

قال زید: خلاصہ کلام مذکور کا یہ ہے کہ جمیع کمالات آنحضرتؐ کے اصل اور ذاتی ہیں اور جمیع کمالات باقی انبیاء کے ظل اور عکس کمالات آنحضرتؐ کے ہیں نہ ذاتی پھر یہ کمالات آنحضرتؐ کے کسی نبی میں سب موجود نہیں اور کسی نبی میں سب کے سب موجود ہیں بحکم حدیث نبی کنبیکم کے پس جبکہ کمالات آنحضرتؐ کے اصل اور ذاتی ہوئے اور کمالات باقی انبیاء کے ظل اور عکس ہوئے نہ ذاتی تو اب اگر جمیع کمالات آنحضرتؐ کے کسی نبی میں موجود ہوں اور وہ نبی مساوی بھی آپ کا ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ فضیلت آنحضرتؐ کی اس نبی پر بوجہ اصلیت بھی باقی رہے گی۔

---

۱) دیکھئے تحذیر الناس د ص ۳۳ سطر ۷ تا ۱۳، گ ص ۹۰ سطر ۱۸ تا ص ۹۱ سطر ۴

[اس کے بعد اس کا رد کرنے کیلئے کہتے ہیں]

سو یہ قول اور اعتقاد مخالف نصوص کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے ہے کیونکہ نصوص کلام اور احادیث رسول اللہ دال ہیں فضائل آنحضرتؐ پر اور عمدہ تر فضائل آنحضرتؐ کا خواص آنحضرتؐ کے ہیں اور خاصہ شے کا وہ ہے جو مختص ہو ساتھ اس کے نہ موجود ہو غیر میں (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۲۷ سطر ۱۴ تا ص ۲۸ سطر ۶)

<u>اقول:</u> [۱] جس استفتاء کے جواب میں تحذیر الناس لکھی گئی اس میں اثر ابن عباسؓ کے الفاظ یوں ہیں ''اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سَبْعَ اَرَضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ آدَمُ کَآدَمِکُمْ وَنُوْحٌ کَنُوْحِکُمْ، وَاِبْرَاھِیْمُ کَاِبْرَاھِیْمِکُمْ وَعِیْسٰی کَعِیْسَاکُمْ'' ...... ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہاں ان ناموں کا ایک ایک آدمی موجود ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جیسی صفات اس زمین میں ان ناموں کے انبیاء کی ہیں ویسی صفات کے حامل انبیاء دوسری زمینوں میں بھی ہیں اور ہو سکتا ہے ان کے نام بھی یہی ہوں۔ اسی اثر ابن عباسؓ یہ بھی ہے کہ ان زمینوں میں ''نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ'' بھی ہے۔

حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں دیگر زمینوں میں جو وہاں کے نوح علیہ السلام ہیں ان کی صفات ہمارے نوح علیہ السلام کی صفات کی طرح ہیں اسی طرح وہاں کے محمد ﷺ کی صفات و کمالات ہمارے نبی ﷺ کی صفات و کمالات کی طرح ہیں۔

کیونکہ اس اثر میں ہے: ''نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ'' مگر خاتم زمانی مطلق بھی آپ ﷺ ہی ہیں اور خاتم رتبی یعنی سب سے افضل و اعلیٰ بھی آپؐ ہی ہیں۔ دیگر زمینوں کے خواتم زمانے میں آپؐ سے پہلے ہیں اور وہ مرتبے میں آپؐ کے تابع ہیں۔ اب بتا اس میں کونسی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور کس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کو نبی ﷺ کے ساتھ برابر کیا گیا ہے؟

[۲] جب تو خود مانتا ہے کہ حضرت کے ہاں دوسری زمینوں کے خواتم کے کمالات آپؐ کے کمالات کا فیض ہیں تو ان کی آپ ﷺ سے برابری کیسی؟ یہ اعتراض مولوی امیر حسین سہوانی پر ہے جس کا قول تم نے یہ نقل کیا ہے کہ چند مثل جناب خاتم النبیین ﷺ کے دیگر زمینوں میں موجود ہیں (ابطال ص ۱ سطر ۷، ۸) حضرتؒ پر نہیں ہے۔

مثال سے وضاحت:

ملک کے صدر کی غیر موجودگی میں قائم مقام صدر کو وہی اختیار ہوتے ہیں جو صدر کے ہیں مگر وہ صدر تو نہیں ہو جاتا اس لئے جب صدر آ جائے تو اس کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح دیگر زمینوں کے خواتم کتنے ہی صاحب کمال ہوں مگر آپؐ کے تابع ہیں اصل تو آپؐ ہی ہیں ہاں اگر حضرت دیگر زمینوں کے خواتم کو درجہ میں نبی ﷺ کے برابر کہتے جیسے ملک کے صوبوں کے گورنر ایک درجہ کے ہوتے ہیں تب اعتراض ہوتا۔

حضرت کے کلام سے دلیل:

حضرت نانوتویؒ آنحضرت ﷺ کو آفتاب سے، اور دیگر زمینوں کے خواتم کو آئینے سے تشبیہ دے کر اس فرق کو سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں:

مگر ظاہر ہے اس صورت میں فردِ اکمل وہ واسطہ فی العروض ہوگا جو اپنے معروضات کے حق میں موصوف بالذات ہوتا ہے اگر چہ کسی اور کی نسبت سے وہ بھی معروض ہو جیسے آئینہ وقت نور افشانی درو دیوار اگر درو دیوار کی نسبت واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہے تو آفتاب کی نسبت خود معروض ہے (تحذیر الناس د ص ۱۷ سطر ۲۰ تا ۱۸ س ۲، گ ص ۶۹ سطر ۱۸ تا ۲۲)

تحذیر الناس د ص ۳۵ سطر ۱۵ تا سطر ۲۱ گ ص ۹۳ سطر ۱۲ تا ۱۹ میں فرماتے ہیں:

بعد اس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و فذلکہ دلائل یہ عرض ہے کہ ہر زمین میں اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول عالم ﷺ ان سب کے خاتم۔ آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت ہے جو بادشاہِ ہفت اقلیم کو بادشاہانِ اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے جیسے ہر اقلیم کی حکومت اس اقلیم کے بادشاہ پر اختتام پاتی ہے چنانچہ اسی وجہ سے اس کو بادشاہ کہا آخر بادشاہ تو وہی ہوتا ہے جو سب کا حاکم ہوتا ہے ایسے ہی ہر زمین کی حکومتِ نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہِ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگر چہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی سے تائید:

اس کے باوجود اگر تمہیں حضرت نانوتویؒ کو کافر کہنا ہی ہے تو مولانا احمد رضا خان بریلوی کو بھی کافر کہو کیونکہ اگر حضرت نانوتویؒ نے نبی ﷺ کو مذکورہ بالا عبارت میں "بادشاہ ہفت اقلیم" کہا ہے تو فاضل بریلوی نے آنحضرت ﷺ کیلئے "سلطان ہفت کشور" اور "سلطان ہفت اقلیم" کے الفاظ استعمال کئے ہیں (دیکھئے تجلی الیقین ص ۱۲، ۱۳) اور ظاہر ہے کہ ان کا مفہوم یکساں ہے۔

[بحث نمبر ۲۶]

﴿آپ ﷺ کے بعد کسی کیلئے منصب نبوت نہیں﴾

اس کے بعد موصوف لکھتے ہیں:

> سوان میں سے یہ چند خواص آنحضرت سید المرسلین کے یہاں بیان کئے جاتے ہیں: [۱] کونہ خاتم النبیین ای آخرھم ...... (ص ۲۸ سطر ۶ تا ۲۰)

اقول: تیری مثال تو ایسے ہے جیسے بے گناہ پر چوری کا الزام لگا کر اس کا ہاتھ کاٹ کر اعلان کیا جائے کہ ہم نے حد نافذ کرنے کا ثواب حاصل کر لیا۔ بار بار یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت نانوتویؒ ختم نبوت کے منکر نہیں بحث نمبر ۲۵ کے تحت گزرا کہ حضرت کہتے ہیں:

"ہر زمین میں اُس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول عالم ﷺ ان سب کے خاتم"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں

ہماری سنئے! ہمارا ایمان ہے کہ عالمِ شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہو، نہ اس زمین پر نہ کسی اور زمین پر، اور نہ آپ ﷺ سے افضل ہوا، نہ ہو، نہ یہاں نہ کہیں اور۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے مثل خاتمیت زمانی، خاتمیتِ مرتبی کے بھی اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت کے باعث قائل ہیں (تنویر النبراس ص ۹۸)

☆☆☆☆☆

حضرت کا قصور کیا ہے؟

یہاں ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ جب حضرت نانوتویؒ ختم نبوت زمانی کو مانتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت ملنے کے قائل نہیں اور جو اس میں شک کرے اسے کافر کہتے ہیں تو پھر عبدالغفار جیسوں کی نظر میں حضرت کا قصور کیا ہے؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ نبی ﷺ کیلئے خاتمیت زمانی کے ساتھ ساتھ خاتمیت رتبی بھی مانتے ہیں اور یہ لوگ خاتمیت زمانی مانتے ہیں خاتمیت رتبی کے منکر ہیں اپنے انکار پر پردہ ڈالنے کیلئے انہوں نے حضرت پر بہتان باندھا کہ آپ خاتمیت زمانی کے منکر ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ عام لوگ نبی ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں لابشرط شے کے درجہ میں عبدالغفار جیسے آپؐ کو آخری نبی مانتے ہیں بشرط لاشے کے درجہ میں یعنی آخری مانتے ہیں اعلیٰ نہیں مانتے ان کا اصرار ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ہے صرف آخری نبی۔ جبکہ عام لوگوں کو اگر سمجھایا جائے کہ آپ ﷺ آخری بھی ہیں اعلیٰ بھی تو فوراً مان جاتے ہیں مگر عبدالغفار اینڈ کمپنی اسے نہیں مانتی۔ اور حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں بشرط شے کے درجہ میں یعنی آپ ﷺ کو آخری نبی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ و افضل نبی بھی مانتے ہیں۔ تو عبدالغفار اینڈ کمپنی کی نظر میں حضرت کا جرم یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کو افضل و اعلیٰ بھی مانتے ہیں۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ ہندوؤں اور عیسائیوں سے مباحثہ کرنے دیوبند سے شاہجہانپور گئے وہاں توحید و رسالت اور ختم نبوت پر عجیب و غریب بیانات کئے اور اس بات کو منوا کر آئے کہ اب نجات صرف آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع کرنے میں ہے۔ اور شاہجہانپور کا علاقہ بریلی اور بدایوں کے قریب اور دیوبند سے بہت دور رہے مگر بریلی اور بدایوں سے حضرت کے مخالفین سے کوئی ایک بھی اسلام کی ترجمانی کیلئے وہاں نہ گیا (دیکھئے ایوب قادری صاحب ایم اے کی کتاب مولانا محمد احسن نانوتویؒ ص ۲۲) گویا عبدالغفار اینڈ کمپنی یہ کہتی ہے کہ جب ہم وہاں نہیں گئے تو قاسم نانوتویؒ وہاں کیوں گیا۔ لہٰذا یہ کافر ہے۔ ان دو کے علاوہ حضرت کا کوئی اور جرم ہے تو بتایا جائے۔

[بحث نمبر ۲۷]

آپ ﷺ سب کیلئے اللہ کے رسول ہیں

اس کے بعد عبدالغفار صاحب اپنے خیال میں حضرت نانوتویؒ کا رد کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی ایک فضیلت بیان کرتا ہے:

> [۲] کونه ﷺ رسول جميع الناس كافة بشريعة مستقلة قال الله تعالىٰ: قل: يا أيها الناس انى رسول الله اليكم جميعا، وقال الله تعالىٰ: وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا، وقال الله تعالى: تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا وقال رسول الله ﷺ لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعى رواه أحمد والبيهقى والدارمى......
>
> (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۲۸ سطر ۲۰ تا ص ۲۹ سطر ۴)

اقول: [۱] جی ہاں ان نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ ساری کائنات کے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور بخاری کتاب التفسیر کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی پہلی دعوت میں یہ اعلان کیا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا [بخاری حدیث ۴۶۴۰ مزید دیکھئے دروس ختم نبوت ص ۴۳ تا ۴۵]

معلوم ہوا کہ آپ شروع دن سے سب انسانوں کے رسول ہیں جب تک دنیا میں انسان موجود ہیں رسالت آپ ہی کی چلے گی اس میں یہ تفصیل نہیں کہ اگر آپ کا کوئی بیٹا بلوغت کو پہنچے گا تو آپ آخری نبی نہ ہوں گے اگر کوئی بیٹا بلوغت کو نہ پہنچے گا تو آپ آخری نبی ہوں گے۔ جیسا کہ آپ نے اپنے رسالے کے ص ۹، ۱۰ میں یہ گند انظریہ پیش کیا ہے۔ اس لئے لــو عاش ابراهيم لكان نبيا کی اول تو سند درست نہیں دوسرے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر نبوت جاری ہوتی اور وہ بلوغت کو پہنچتے تو نبی ہوتے۔ بحث نمبر ۱۵ کے تحت اس پر بات ہو چکی ہے۔

بہر حال اوپر جو نصوص آپ نے پیش کی ہیں یہ روایات تمہارے اس نظریے کے خلاف

ہیں جو ہم نے ص ۹،۱۰ میں پیش کیا، حضرت نانوتویؒ کے خلاف نہیں حضرتؒ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں نجات صرف آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی اتباع میں ہے اگر بالفرض موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لائیں تو ان کو بھی آپ ہی کی پیروی کرنی ہوگی (دیکھئے مباحثہ شاہجہانپور ص ۴۲ تا ۴۴) حضرت نانوتویؒ نے یہ مضامین ہندوؤں اور عیسائیوں کے نامی گرامی مناظرین کی موجودگی میں بیان کئے اور ان کو جواب تک نہ آیا یعنی حضرت ان سے یہ باتیں منوا کر آئے ہیں اور تو چند مسلمانوں میں بیٹھ کر یہ باتیں کر رہا ہے اور کافر کہہ رہا ہے اس عظیم الشان بے مثال مناظر اسلام کو۔ کاش تو نے ان کی خدمات کی کچھ تو حیاء کی ہوتی۔

[بحث نمبر ۲۸]

آپ ﷺ صاحب مقام محمود ہیں

اس کے بعد موصوف نبی ﷺ کا ایک خاصہ یہ لکھتے ہیں:

[۳] کونه ﷺ صاحب المقام المحمود قال الله تعالىٰ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا ......وقال القاضي عياض في شفاء(۱) في فصل الشفاعة قال قتادة كان أهل العلم يرون المقام المحمود شفاعته يوم القيامة وعلى أن المقام المحمود مقامه عليه الصلوة والسلام للشفاعة الخ...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۲۹ سطر ۴ تا ص ۳۰ سطر ۱۸)

اقول: [۱] مگر حضرت نانوتویؒ اس کے منکر کب ہیں ہاں ان کے یہ مرتبہ آپ کو خاتمیت رتبی یعنی نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے ہی ملا ہے، تو حضرت نانوتویؒ دو فضیلتوں کو مانتے ہیں ایک آپؐ کا نبی الانبیاء ہونا دوسرے آپؐ کو مقام محمود کو ملنا، اور تم لوگ ایک فضیلت کو مانتے ہو، دوسری فضیلت کے بارے میں خاموش ہو۔ تو نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ سطر ۱۸ میں حضرت نانوتویؒ سے

۱) یہ "فی الشفاء" ہونا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ کا "نبی الانبیاء" ہونا ذکر کیا پھر اس کی تصدیق یا تردید کیوں نہ کی؟

کس قدر حیرانگی کی بات ہے کہ نبی ﷺ کیلئے ایک فضیلت کو ماننے والا اس کو منکر فضائل کہہ رہا ہے جو نبی ﷺ کیلئے دو فضیلتیں مانتا ہے۔

[۲] دیگر زمینوں میں اگر سلسلہ نبوت ہو تو وہاں کے خاتم جیسے وصف نبوت میں آپ کے تابع ہوئے اسی طرح قیامت کے دن ان کو اپنی اپنی زمینوں کے سکان کے لئے شفاعت کا جو مقام ملے وہ آپ ﷺ کے بعد ملے گا۔ جیسے اس زمین کے دیگر انبیاء، شہداء کو شفاعت کی اجازت آپؐ کے بعد ملے گی تو مقام محمود علی الاطلاق آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ برابری کیسے لازم آئی جو تیرا الزام ہے؟

[بحث نمبر ۲۹]

آپ کے لئے خاتمیت رتبی کا اقرار

اس کے بعد موصوف آپ ﷺ کا یہ خاصہ لکھتے ہیں:

[۴] کونه ﷺ سید المرسلین و أفضل المخلوقين ......محمد ﷺ أفضل الأنبياء والرسل نصًا و اجماعًا (ایضاً ص ۳۰ سطر ۱۸ تا ص ۳۲ سطر ۲۱)

اقول: [۱] اگر تو حضرت پر بہتان باندھے بغیر یہ مضامین لکھتا تو بڑا ثواب کا کام تھا مگر اب تو جیسی نیت ویسی مراد۔ ارے حضرت اس فضیلت کے منکر تو نہیں دیگر زمینوں کے خواتم کو انہوں نے سید المرسلین اور افضل الخلوقین تو نہیں کہا سید المرسلین اور افضل الخلوقین تو وہ نبی ﷺ ہی کو مانتے ہیں اور اسی کو آپؐ خاتمیت مرتبی یا خاتمیت رتبی کہتے ہیں

[۲] بلکہ آپ کہتے ہیں دیگر زمینوں کے خاتم اپنی اپنی زمینوں کے سردار ہیں مگر ہمارے نبی ﷺ سب کے سردار ہیں وہ بادشاہ اقلیم کی طرح ہیں اور آپ ﷺ بادشاہ ہفت اقلیم کی طرح ہیں۔

حضرت نانوتویؒ کی ایسی عبارات اور مولانا احمد رضا بریلوی سے اس کی تائیدات گذشتہ صفحات میں بحث نمبر ۲۵ بحث نمبر ۲۶ کے تحت گزر چکی ہیں۔ اور تم لوگ اثر ابن عباسؓ کے انکار کی وجہ سے

آنحضرت ﷺ کو صرف اس زمین کے انبیاء کے سردار مانتے ہو۔

[۳] پھر یہ بات بارہا گزری ہے حضرت نانوتویؒ آپ ﷺ کے افضل واعلیٰ ہونے کو آپ کے آخر میں مبعوث ہونے کی علت مانتے ہیں۔

ان حقائق کے باوجود تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو نبی کریم ﷺ کی افضلیت مطلقہ کے منکر کہنے پر مصر ہو۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

[بحث نمبر ۳۰]

شفاعت کا دروازہ آپؐ ہی کھولیں گے

اس کے بعد موصوف نبی ﷺ کی ایک اور فضیلت یوں بیان کرتے ہیں:

> [۵] کونہ ﷺ صاحب اختباء الدعوة لاجل الشفاعة یوم القیامة ......قال رسول اللّٰه ﷺ لكل نبی دعوة مستجابة فتعجل كل نبی دعوته وانی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیامة فهی نائلة ان شاء اللّٰه تعالیٰ من لا یشرك باللّٰه شیئا رواه مسلم (ایضاً ص ۳۲ سطر ۲۱ تا ص ۳۳ سطر ۲۰)

اقول: [۱] بیشک شفاعت کی ابتداء آپ سے ہوگی، حضرت نے آنحضرت ﷺ کی اس فضیلت کا انکار کب کیا؟ ان سے اس کی صراحت دکھاؤ۔ خود ہی الزام لگاتے ہو اور خود ہی رد کرتے ہو۔

[۲] ہاں اثر ابن عباسؓ کے مطابق دیگر زمینوں میں سلسلۂ نبوت ہو تو قیامت کے دن آپؐ کی شفاعتِ کبریٰ سے جیسے اس زمین کے انبیاء کرام علیہم السلام مستفید ہوں گے دیگر زمینوں کے خواتم اور دیگر انبیاءؑ بھی مستفید ہوں گے۔ کیونکہ وہ سب بھی آپؐ کی امت سے ہیں۔

[۳] اگر دیگر زمینوں کے خواتم کو ایسا مقام ملے تو وہ اپنی اپنی زمین کی نسبت سے ملے گا کہ اپنی زمین میں وہ سب سے پہلے شفاعت کریں گے مگر باب شفاعت علی الاطلاق تو آپ ﷺ ہی کھولیں گے۔ انبیاء، شہداء، اولیاء جن کو بھی اللہ شفاعت کی سعادت ملے گی وہ آپ ﷺ کے بعد ہی ملے گی۔

[بحث نمبر ۳۱]

عالم ارواح میں آپؐ کے نبی الانبیاء ہونے کا اعلان

اس کے بعد موصوف ایک اور فضیلت یوں بیان فرماتے ہیں:

> [٦] كونه ﷺ صاحب الميثاق من جميع الانبياء عليهم السلام قال اللّٰه تعالیٰ: واذ أخذ اللّٰه ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاء كم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال القاضى فى الشفاء والقارى فى شرح الشفاء قال المفسرون أخذ اللّٰه الميثاق بالوحى الى انبيائه فلم يبعث نبيا الا ذكر له محمدا ونعته و أخذ ميثاقه ان ادركه حيا ليؤمنَنَّ به بفتح النُّونَينِ واليه أشار ﷺ بقوله حين رأى عمرَ انه ينظر فى صحيفة من التوراة لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعى اى لاجل الميثاق بذلك ...... (ص ۳۳ سطر ۲۱ تا ص ۳۴ سطر ۲۲)

اقول: [۱] حضرتؒ اس کے قائل ہیں اور تم سے بڑھ کر قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے دیگر انبیاءؑ سے آپؐ کی اطاعت کا عہد لیا اس لئے آپؐ نبی الانبیاء ہیں یعنی اسی میثاق کی وجہ سے آپؐ نبی الانبیاء ہیں، اسی وجہ سے اللہ نے آپ کو سب سے بعد بھیجا تا کہ قیامت تک آپ ہی کی شریعت چلے اور یہ باتیں تحذیر الناس میں بھی ہیں (دیکھئے تحذیر د ص ۴ نیز ص ۷، گ ص ۴۴ نیز ص ۵۰) اور آب حیات میں بھی (دیکھئے ص ۱۵۱ سطر ۱۷) بہرحال حضرت نانوتویؒ کے یہ خلاف نہیں ہے۔

[۲] پھر تو تو صرف مسلمانوں میں یہ بات کرتا ہے اور حضرتؒ نے عیسائیوں ہندؤوں سے مناظروں میں اس بات کو منوایا کہ اگر بالفرض پہلے انبیاء ہوں تو ان کو بھی آپ ہی کی پیروی کرنا ہوگی (مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۶ تا ۹۸) [۳] اثر ابن عباسؓ کے مطابق دیگر زمینوں میں انبیاء ہوں تو ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ'' میں اَلنَّبِيّٖنَ کے عموم کا تقاضا ہے کہ یہ عہد ان سے بھی لیا گیا۔ حیرت ہے کہ عبدالغفار اینڈ کمپنی نے حضرت نانوتویؒ کو اس فضیلت کا منکر کیسے سمجھ لیا؟

[بحث نمبر ۳۲]

قرآن دائمی معجزہ ہے

اس کے بعد موصوف نبی ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> [۷] کونه ﷺ صاحب القرآن والمعجزة المستمرة...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۳۴ سطر ۲۲ تا ص ۳۵ سطر ۱۳)

اقول: [۱] حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اس کے منکر تو نہیں، انہوں نے کہاں لکھا ہے کہ قرآن کریم آپ ﷺ کا معجزہ نہیں ہے۔ وہ تجھ سے بہت بڑھ کر قرآن کی عظمت کے قائل ہیں وہ تو قرآن کریم کو ختم نبوت کی دلیل بناتے ہیں وہ کہتے ہیں جب تک اللہ نے دنیا میں ہدایت کو رکھنا ہے قرآن رہے گا، قرآن کو اٹھایا جائے گا تو جلد ہی یہ نظام ختم کر دیا جائے گا قیامت آجائے گی اس لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں (دیکھئے قاسم العلوم مع انوار النجوم ص ۵۵، ۵۶)

[۲] دیگر زمینوں کے خواتم کے بارے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ نبی ﷺ کے زمانے سے پہلے ہوئے پھر تو ان کو قرآن نہ ملا، اور اگر ان کو نبوت تو پہلے عطا ہوئی پھر ان کی زندگی میں نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو اب ان پر آپ کی اتباع لازم ہوگی جیسا کہ مولانا لکھنویؒ نے اپنے فتوی میں لکھا ہے اس صورت میں اگر ان کو قرآن ملا ہو تو نبی ﷺ کی وساطت سے ملا ہوگا جیسے امت مسلمہ کو قرآن کریم نبی ﷺ کے ذریعے ملا ہے۔

ایک حافظ قرآن خواہ کتنا ہی اچھا پڑھتا ہو کتنی ہی اس کی پختہ منزل ہو مگر نبی ﷺ کے برابر تو ہرگز نہیں ہو سکتا، قراء حضرات کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنی قراءت نبی ﷺ کی قراءت کے مشابہ کر لیں آپ سے نہ کوئی حافظ بڑھ سکتا ہے نہ کوئی قاری نہ کوئی عالم نہ کوئی مفسر نہ کوئی محدث۔

[۳] تم نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ قرآن آپ کا دائمی معجزہ ہے، مگر حضرت نانوتویؒ نے شاہجہانپور کے مباحثوں میں اور ہندوؤں عیسائیوں کے لئے لکھی گئی تحریروں میں قرآن کے معجزہ

ہونے کو ثابت کیا ہے اور ایسا ثابت کیا کہ وہاں ان پڑھ قسم کے لوگوں کو بلکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے نامی گرامی مناظرین کو بھی قائل کر لیا، کسی کو اعتراض کی جرات نہ ہوئی (دیکھئے مباحثہ شاہجہانپور طبع دار الاشاعت کراچی ص ۳۰، ۳۱، حجۃ الاسلام طبع کتب خانہ امدادیہ دیوبند ص ۴۰، ۴۱ قبلہ نما ص ۱۳۔ طبع کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

پھر حضرت نے ان مباحثوں میں اور اپنی ان کتابوں میں نبی ﷺ کے علمی مقام کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ جب امت کے علماء کا علم میں یہ مقام ہے تو ان کے سب سے بڑے استاد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہوگا؟ اور تم سے تو یہ کام نہ ہو سکا۔

[۴] ارے تم سے غیر مسلموں کے مقابلہ میں ایسا کام نہ ہو سکا تو جس نے کام کیا اس کی ناقدری تو نہ کرو، اس کی قدر تو کر لو مگر تم بجائے قدر کرنے کے اس کو کافر کہہ کر ہندوؤں عیسائیوں کو خوش کر رہے ہو، ہندو اور عیسائی کہیں گے کہ کسی مسلمان کو تو ہمارا جواب آیا نہیں اور جس نے دیا وہ تو ایک ڈرامہ تھا وہ مسلمان تو تھا ہی نہیں۔ بتاؤ تمہارے ایسے رسالوں کا یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں؟

[بحث نمبر ۳۳]

آپ ﷺ کا اول و آخر ہونا

اس کے بعد موصوف آپ کی ایک فضیلت یوں بیان فرماتے ہیں:

> [۸] کونه ﷺ نبیا حال کون آدم بین الروح والجسد قال ابو هريرة قالوا یا رسول الله متى وجبت لك النبوة قال وآدم بين الروح والجسد رواه الترمذی ...... (ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۳۵ سطر ۱۳ تا ص ۳۶ سطر ۱)

اقول: [۱] حضرت اس کے منکر نہیں، اس کو مانتے ہیں فرق یہ ہے کہ تم اسے بغیر فضیلت کے مانتے ہو مگر حضرت کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نبی الانبیاء ہیں اس لئے اللہ نے باقی ارواح سے پہلے آپ کی روح مبارک کو پیدا کیا پھر اس کو دیگر انبیاء کی نبوت کا ذریعہ بنایا، اعلیٰ و افضل ہونے کی وجہ سے آپ کو آخری بنایا تا کہ کوئی آپ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے مزید تفصیل کیلئے دیکھئے بحث نمبر ۲۲

[بحث نمبر ۳۴]

﴾اللہ کے بعد آپؐ سے محبت سب سے بڑھ کر ضروری﴿

اس کے بعد موصوف آنحضرت ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بیان فرماتے ہیں:

> [۹] كونه ﷺ أحب من الوالد والولد والناس أجمعين قال رسول الله ﷺ لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب اليه من والده وولده والناس أجمعين متفق عليه. (ابطال اغلاط قاسمیہ ص۳۶ سطر ۱،۲)

اقول: [۱] آپ ﷺ کے محبوب ترین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر ایمان لایا جائے اور آپ کی کامل اطاعت کی جائے بے شک اللہ کے بعد سب سے بڑھ کر محبت آپ ﷺ سے ہونی چاہئے مگر حضرت نانوتویؒ نے اس کا انکار کب کیا ہے۔

[۲] حضرت کے مباحثوں کی روئیداد دیکھیں حجۃ الاسلام، انتصار الاسلام، قبلہ نما اور اسرار الطہارہ وغیرہ کتب ورسائل پڑھیں ان کی کوشش یہی رہی کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی عقیدت ومحبت کو راسخ کریں۔

شاہجہانپور کے دوسرے مباحثہ میں جب یہ سوال پیش ہوا کہ نجات کیا ہے اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟ تو حضرت نے وہاں نبوت کی ضرورت کو ثابت کرنے کے بعد نبی ﷺ کو خاتم النبیین بتایا اور یہ اعلان کیا کہ اب نجات صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اتباع میں ہے۔

[۳] تم نے تو فقط ایک روایت لکھ دی مگر حضرتؒ نے اسلام کے اتنے بڑے دشمنوں کے سامنے ان چیزوں کا اعلان کیا اور ایسے دلائل کے ساتھ منوایا کہ اتنے بڑے مخالفین کو بھی اعتراض تو کیا انکار کی بھی جرات نہ ہوئی۔ (دیکھئے مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۴ تا ص ۱۰۳)

[۴] شاہجہانپور میں نہ تم تھے نہ وہ جن کے اس رسالہ پر دستخط ظاہر کرکے تم سادہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے چکر میں ہو۔ تمہیں خیال نہیں آتا مسلمانوں کے اتنے بڑے محسن کو منکر ختم نبوت کہتے ہوئے۔ خیر کرلو جو کرنا ہے اللہ تو دیکھتا ہے۔

[بحث نمبر ۳۵]

﴾آپ ﷺ کی امت کا سب سے زیادہ ہونا﴿

اس کے بعد موصوف نبی ﷺ کی دسویں خصوصیت یوں بیان فرماتے ہیں:

> [۱۰] كونه ﷺ أكثر الانبياء أمة يوم القيامة قال رسول الله ﷺ أنا أكثر الانبياء تبعا يوم القيامة رواه مسلم وقال رسول الله ﷺ ان أهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من هذه الامة وأربعون من سائر الامم رواه الترمذي والدارمي والبيهقي (ص ۳۶ سطر ۳ تا ۶)

اقول: حضرتؒ نے اس کا انکار کب کیا ہے حضرت کو زندگی بھر دو باتوں کی فکر رہی ایک یہ کہ امت مسلمہ بڑھ جائے دوسرے یہ کہ امت کا کوئی فرد ٹوٹے نہیں۔ انہیں مقاصد کیلئے آپ نے عیسائیوں ہندوؤں سے مباحثے کئے نہایت بیماری کی حالت میں دیانند سرسوتی سے گفتگو کرنے رڑکی اور میرٹھ گئے، بیانات میں ان کے اشکالات کے جوابات دیئے۔ حجۃ الاسلام، قبلہ نما، اور انتصار الاسلام وغیرہ کتابیں لکھیں۔

اور تم نے کیا تو کیا کیا کہ اتنے بڑے محسن کو کافر کہہ کر مسلمانوں کی اس کی تصنیفات سے محروم کردیا۔ ارے ان کی ان کتابوں میں جو مضامین ہیں تمہارے پاس ان کا متبادل کیا ہے؟

[بحث نمبر ۳۶]

﴾آپ ﷺ کے کچھ اور خصائص﴿

اس کے بعد موصوف نبی کریم ﷺ کے کچھ اور فضائل یوں بیان فرماتے ہیں:

> [۱۱] كونه ﷺ صاحب اللواء يوم القيامة قال رسول الله ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائي رواه الترمذي [۱۲] كونه ﷺ امام النبيين وصاحب شفاعتهم يوم القيامة قال رسول الله ﷺ: انا قائد المرسلين ولا فخر

أنا خاتم النبيين ولا فخر وأنا أول شافع وأول مشفع ولا فخر رواه الدارمي
وقال رسول الله ﷺ اذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم
وصاحب شفاعتهم غير فخر رواه الترمذي

[۱۳] كونه ﷺ أول من يكسى بعد ابراهيم عليه السلام يوم القيامة قال رسول الله ﷺ :ان أول الخلائق يكسٰى يوم القيامة ابراهيم رواه البخاري في صحيحه في الجزء السابع والعشرين وقال ابن مسعودؓ قيل للنبي ﷺ ما المقام المحمود قال ذلك يوم ينزل الله على كرسيه ويجاء بكم حفاة عراة غرلا فيكون أول من يكسى ابراهيم يقول الله تعالىٰ اكسو خليلي فيؤتى بريطتين بيضاوين من رياط الجنة ثم أكسى على اثره ثم أقوم على يمين الله مقام يغبطني الاولون والآخرون رواه الدارمي ذكر في مشكوة

[۱۴] كونه ﷺ أول من ينشق عنه القبر قال رسول الله ﷺ أنا سيد ولد آدم يوم القيامة وأول من ينشق عنه القبر وأول شافع وأول مشفع رواه مسلم

[۱۵] كونه ﷺ أول شافع قال رسول الله ﷺ أنا أول شافع وأول مشفع يوم القيامة رواه الترمذي

[۱۶] كونه ﷺ أول مشفع قال رسول الله ﷺ أنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا خاتم النبيين ولا فخر وأنا أول شافع ومشفع ولا فخر رواه الدارمي

[۱۷] كونه ﷺ اول شفيع في الجنة قال رسول الله ﷺ انا اول شفيع في الجنة رواه مسلم

[۱۸] كونه ﷺ أول من يقرع باب الجنة ويفتح له قال رسول الله ﷺ أنا أول من يقرع باب الجنة رواه مسلم وقال رسول الله ﷺ آتي باب الجنة يوم القيامة فاستفتح فيقول الخازن من أنت فأقول محمد (ﷺ) فيقول بك أمرت أن لا أفتح لاحد قبلك رواه مسلم

[۱۹] كونه ﷺ وامته أول من يجيز الصراط قال رسول الله ﷺ ويضرب الصراط بين ظهري جهنم فأكون أنا وأمتي أول من يجيزها متفق عليه

[۲۰] كونه ﷺ أول الانبياء كآخرهم قال رسول الله ﷺ كنت أول الانبياء في الخلق وآخرهم في البعث رواه البغوي وأبو نعيم وابن أبي حاتم وغيرهم قال جابر بن عبد الله قلت يا رسول الله بأبي انت وأمي اخبرني عن أول شيء خلقه الله تعالىٰ قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالىٰ خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره ذكره في المواهب اللدنية

(ابطال اغلاط قاسمیہ ص۳۶ سطر۶ تا ص۳۷ سطر۱۱)

اقول: [۱] چونکہ ان میں علی الاطلاق اولیت کا ذکر ہے اس لئے یہ آپ ﷺ ہی کی خصوصیات ہیں دیگر انبیاء اور دیگر زمینوں کے خواتم بھی اس میں شریک نہیں اس لئے کہ دیگر زمینوں کو جو اولیت ہوگی وہ اضافی ہوگی یعنی ان کی زمینوں کے اعتبار سے ہوگی نہ کہ اولیت علی الاطلاق جیسے مولانا لکھنویؒ نے اپنے فتوی میں دیگر زمینوں کے آخری نبی کیلئے خاتمیت اضافی کو مانا ہے۔

[۲] حضرت نانوتویؒ اس کے منکر نہیں اس بارے میں آپ ان سے تصریح دکھائیں بلا دلیل تمہارا یہ دعوی نرا بہتان ہے جس کا تمہیں حساب دینا ہوگا۔

[۳] حضرت نانوتویؒ نبی ﷺ کے تمام خصائص کو مانتے ہیں مگر وہ مناظرہ عجیبہ کے آخر میں کہتے ہیں یہ خصائص آپ ﷺ کے نبی بالذات یعنی نبی الانبیاء ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اور آپ

کا نبی الانبیاء ہونا عبدالغفار صاحب آپ بھی مان چکے ہو۔

[۴] حضرت جابرؓ کی جو روایت مواہب لدنیہ کے حوالے سے پیش کی اس کی سند معلوم نہیں
پھر اس کا ظاہری معنی تو درست نہیں مگر چونکہ ایک مشہور کتاب میں یہ روایت آ گئی اس لئے اس
میں مناسب تاویل کرنی ہوگی جیسے ملا علی قاریؒ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ کا معنی کرتے ہیں أَوَّلُ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ (مرقات ج ۱ ص ۱۶۷)

[۵] ہم نبی ﷺ کو نورِ ہدایت مانتے ہیں مگر ایسی بے سند روایات کی بنا پر قرآن و حدیث
سے ثابت شدہ آپ ﷺ کی بشریت کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں

[بحث نمبر ۳۷]

﴿آپ ﷺ کی امت کے کچھ فضائل﴾

اس کے بعد موصوف امتِ مسلمہ فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> [۲۱] کونه ﷺ امته (۱) خير الامم قال الله تعالىٰ كنتم خير أمة أخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله وقال الله تعالىٰ وكذلك جعلناكم أمة وسطًا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدًا، وقال بهز بن حكيم عن أبيه عن جده انه سمع رسول الله ﷺ يقول في قوله تعالىٰ كنتم خير أمة أخرجت للناس قال فانتم تتمون سبعين أمة أنتم خيرها واكرمها على الله تعالىٰ رواه الترمذي وابن ماجه والدارمي
>
> [۲۲] كونه ﷺ امته (۲) اول من يقضى لهم قال رسول الله ﷺ نحن الآخرون من أهل الدنيا والاولون يوم القيامة المقضى لهم

۱، ۲) عبارت یوں بنتی ہے: کون امته ﷺ خير الامم

> قبل الخلائق رواه مسلم وغيره [۲۳] كونه ﷺ امته (۱) اول من يدخل الجنة قال رسول الله ﷺ نحن الآخرون الاولون يوم القيامة ونحن اول من يدخل الجنة رواه مسلم قال الامام النووي في شرح مسلم في كتاب الجمعة معناه الآخرون في الزمان والوجود السابقون بالفضل ودخول الجنة انتهى (ابطال ص ۳۷ سطر ۱۱ تا ص ۳۷ سطر ۲۱)

اقول: [۱] حضرت نے ان فضائل کا انکار کب کیا؟ تمہیں اصرار کہ وہ منکر ہیں تو حوالہ دکھاؤ۔

[۲] ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ یہ فضائل امتِ مسلمہ کے یہ فضائل آپ ﷺ کی وجہ سے ہیں (۲) تمہیں انکار ہے تو دلیل کے ساتھ حضرت کے اس دعوے کی نقیض پیش کرو۔

[بحث نمبر ۳۸]

﴿عبدالغفار صاحب کا اپنی غلط فہمی پر اصرار﴾

اس کے بعد موصوف فرماتے ہیں:

> ○ فهذه الخواص خواص رسول الله ﷺ ...... فقد ثبت بما ذكر من النصوص المذكورة من آيات الله واحاديث رسول الله ﷺ ان قوله:
> اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ

۱) عبارت یوں بنتی ہے: کون امته ﷺ خير الامم

۳) چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

ارواحِ امت اس امت کے نبی کی روح کے آثار ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس امت کو خود خداوند کریم نے خَيْرَ اُمَّةٍ فرمایا اور کیوں نہ فرمائے اس امت کے نبی افضل المرسلین خاتم النبیین سید الاولین والآخرین عليه وعلى آله افضل صلوات المصلين واكمل تسليمات المسلمين پھر یہ امت افضل الامم کیوں نہ ہوگی (آب حیات ص ۱۳۵ سطر ۱۰)

اصلیت پھر بھی اِدھر رہے گی انتھی باطل مردود بتلك النصوص المذکورة من آیات اللّٰه واحادیث رسول اللّٰه ﷺ

وکذلك قوله سوجہاں کہیں نبی کنبیکم فرمایا ہے الخ مردود بتلك النصوص المذکورة من آیات اللّٰه واحادیث رسول اللّٰه ﷺ وبقوله تعالیٰ انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده، وقال اللّٰه تعالیٰ انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدًا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولًا وقال رسول اللّٰه ﷺ لا تفضلونی علی اخوانی المرسلین فانهم بعثوا کما بعثت ذکره القاری فی شرح الشفاء فاذا عرف ذلك فقد عرف ان ذلك القول الحاد واضلال لانه انکار خواص رسول اللّٰه ﷺ الثابتة بالنصوص المذکورة من آیات کلام اللّٰه واحادیث رسول اللّٰه ﷺ انتهی کلام زید۔

پس علماء دین کے نزدیک دونوں قولوں میں سے کونسا قول حق وصحیح ہے اور کونسا باطل وقبیح ؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا۔ (ص ۳۷ سطر ۲۱ تا ص ۳۸ سطر ۱۶)

اقول: یہاں اس نے آخر میں پھر مغالطے دینے کی کوشش کی ہے اس لئے ہم بھی خلاصے کے طور پر چند باتیں ذکر کرتے ہیں۔

﴿پہلی بات﴾

[ا] حضرت نانوتویؒ کے ہاں خاتم کا معنی وہی ہے جو عام مسلمان کرتے ہیں (۱) حضرت

☆ حضرت کے الفاظ یوں ہیں:

مگر جب انصاف ہی ٹھہرا تو سچی بات ہی کیوں نہ کہیے قضیہ ''مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ'' میں میرے نزدیک بھی خاتم کا مفہوم تو وہی ہے جو اوروں کے نزدیک ہے پر بناءِ خاتمیت (باقی آگے)

فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے ساتھ آپ ﷺ کے آخر میں آنے کی علت بتائی ہے اور وہ آپ ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا ہے۔ اس کے بہت سے شواہد آپ کو کتاب ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت'' میں مل جائیں گے۔ (۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) موصوفیۃ بالذات پر ہے جس کا مصداق ذات محمدی ﷺ (مناظرہ عجیبہ ص ۱۳۳)

اس عبارت میں بناء سے مراد علت ہے اور موصوفیت بالذات سے مراد ہے آنحضرت ﷺ کا وصف نبوت سے موصوف بالذات ہونا یعنی نبی الانبیاء ہونا ہے۔

(۱) یہاں کتاب ''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت سے کچھ عبارات نقل کی جاتی ہیں۔

☆ ایک موقعہ پر حضرت نے فرمایا:

کسی اور نبی نے دعویٰ خاتمیت نہ کیا۔ کیا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا چنانچہ قرآن وحدیث میں یہ مضمون بتصریح موجود ہے سوا آپ کے اگر آپ سے پہلے دعویٰ خاتمیت کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے مگر دعویٰ خاتمیت تو درکنار انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے بعد جہان کا سردار آنے والا ہے (مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۵) [خدمات ختم نبوت ص ۹۳ حاشیہ]

یہاں دعویٰ خاتمیت سے مراد آخری نبی ہونے کا دعوی ہے کیونکہ حضرت کا مقصد ہندوؤں عیسائیوں کو یہ منوانا ہے کہ اب نجات فقط آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے اور آپؐ کی اتباع میں ہے۔

☆ ایک جگہ فرماتے ہیں:

بعد لحاظ کمالات علمی جو آپ کی ذات میں ہر عام وخاص کو ایسے نظر آتے ہیں جیسے آفتاب میں نور یہ بات واجب التسلیم ہے کہ آپ تمام انبیاء کے قافلہ سالار اور سب رسولوں کے سردار اور سب میں افضل اور سب کے خاتم ہیں۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۲) [خدمات ختم نبوت ص ۱۸۴]

یہاں خاتم سے مراد خاتم زمانی ہے کیونکہ افضلیت کا ذکر آپ نے دوسرے الفاظ میں کردیا ہے

☆ ایک جگہ فرماتے ہیں:

وہ نبی جو صفت العلم سے مستفید ہو اور بارگاہ علمی تک باریاب ہو تمام انبیاء سے (باقی آگے)

دوسری بات

عام لوگ خاتم النبیین کا معنی لیتے ہیں آخری نبی لابشرطِ شے [یعنی نہ وہ اس کے ساتھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مراتب میں زیادہ اور رتبہ میں اول اور سب کا سردار اور سب کا مخدوم مکرم ہوگا۔
اور سب اس کے تابع اور محتاج ہوں گے اس پر مراتب کمالات ختم ہوجائیں گے اس لئے وہ نبی خاتم
الانبیاء بھی ضرور ہی ہوگا۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۴) [خدمات ختم نبوت ص ۱۸۶، ۱۸۷]

اس عبارت میں حضرت نے پہلے آپ ﷺ کا اعلیٰ ہونا ذکر کیا کہ آپ پر مراتب کمالات ختم
ہوجاتے ہیں اس کے بعد خاتم الانبیاء کہہ کر آپ ﷺ کی خاتمیت زمانی کا اعلان کیا۔

☆ ایک جگہ فرماتے ہیں:

القصہ اس وقت اتباع حضرت عیسیٰ وغیرہم ہرگز باعث نجات نہیں ہوسکتا ہاں حضرت عیسیٰ
وغیرہم اگر خاتم الانبیاء ہوتے تو پھر بے شک نجات انہیں کے اتباع میں منحصر ہوجاتی لیکن ایسا ہوتا تو
بالضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سد باب ضلالت کیلئے دعویٰ خاتمیت کرتے تاکہ آئندہ کو لوگ اوروں کے
اتباع سے گمراہ نہ ہوجائیں انبیاء کا یہ کام نہیں کہ ایسے موقع پر چپکے بیٹھے رہیں اور آدمیوں کو گمراہ ہونے
دیں۔ مگر سب جانتے ہیں کہ سوائے حضرت رسول عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی نے
دعویٰ خاتمیت نہیں کیا۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۷) [خدمات ختم نبوت ص ۲۰۳]

یہاں بھی خاتمیت سے مراد خاتمیت زمانی ہے کیونکہ مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں
نجات اب فقط آپ ہی کی پیروی میں ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

الغرض اتباع محمدی اب تمام عالم کے ذمہ لازم ہے انہوں نے دعویٰ نبوت کے ساتھ دعویٰ
خاتمیت بھی کیا اور وہ معجزے دکھلائے کہ اوروں کے معجزے ان کے سامنے کچھ نسبت نہیں۔

(مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۸) [خدمات ختم نبوت ص ۲۰۴]

یہاں دعویٰ خاتمیت سے مراد آخری نبی ہونے کا دعوی ہے کیونکہ معجزات والی (باقی آگے)

افضل نبی کا معنی لیتے اور نہ نفی کرتے ہیں اور جب انہیں کہا جائے کہ آپ ﷺ کے آخری ہونے
سے آپ کا افضل واعلیٰ ہونا بھی سمجھ آتا ہے تو وہ مان جاتے ہیں] خواص خاتم النبیین کا معنی لیتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عبارت میں خاتمیت رتبی کا ذکر پایا جاتا ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

ہم اسی کو عبد کامل اور سید الکونین اور خاتم النبیین کہتے ہیں اور وجہ اس کہنے کی خود اسی
تقریر سے ظاہر ہے اب کلام اس میں رہا کہ وہ کون ہے؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں
(انتصار الاسلام ص ۵۷ سطر ۱۰ تا ۱۳) [خدمات ختم نبوت ص ۲۱۸]

چونکہ عبد کامل اور سید الکونین میں خاتمیت رتبی کا ذکر ہے اس لئے خاتم النبیین سے مراد
آخری نبی ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

دین خاتم النبیین کو دیکھا تو تمام عالم کے لئے دیکھا وجہ اس کی یہ ہے کہ بنی آدم میں حضرت
خاتم اس صورت میں بمنزلہ بادشاہ اعظم ہوئے جیسا اس کا حکم تمام اقلیم میں جاری ہوتا ہے ایسا ہی حکم خاتم
یعنی دین خاتم تمام عالم میں جاری ہونا چاہئے ورنہ اس دین کو لے کر آنا بیکار ہے۔ (انتصار الاسلام
ص ۵۸ سطر ۶ تا ۹) [خدمات ختم نبوت ص ۲۱۹]

یہاں بھی خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہیں کیونکہ اگر خاتم النبیین کے بعد کوئی اور آجائے تو
تمام عالم میں ان کا حکم کیسے جاری ہوگا۔ حضرت نانوتویؒ پر ختم نبوت زمانی کے انکار کا الزام لگانے والے
بتائیں کہ خاتم النبیین اگر اس کو نہیں کہتے جس کا حکم (یعنی لائی ہوئی شریعت) تمام عالم میں چلتا ہو تو پھر خاتم
النبیین کس کو کہتے ہیں اور اگر خاتم النبیین وہی ہے جس کا حکم یعنی لائی ہوئی شریعت سارے عالم میں جاری
ہو تو بتائیں پھر حضرت نانوتویؒ اور ان کے ماننے والوں کا کیا قصور ہے جس کی ان کو یہ سزا دی جا رہی ہے؟

☆ فرماتے ہیں:

الغرض حضرت خاتم ﷺ جیسے بمقابلہ معبود عبد کامل ہیں ایسے ہی بمقابلہ دیگر (باقی آگے)

آخری نبی بشرط شے [یعنی وہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے سے آپ کا افضل واعلیٰ نبی ہونا بھی سمجھتے ہیں، جیسے سورۃ النصر کے نزول سے بعض صحابہؓ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کا قریب ہونا سمجھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بنی آدم حاکم کامل ہیں اور کیوں نہ ہوں سب سے افضل ہوں گے اور اس سے یہ ضرور ہے کہ ان کا حکم سب حکموں کے بعد صادر ہو کیونکہ ترتیب مرافعات سے ظاہر ہے کہ حکم حاکم اعلیٰ سب کے بعد ہوتا ہے مگر جب حاکم اعلیٰ ہوئے تو یہ بھی ضرور ہے کہ ان کا حکم طَوْعًا وَّكَرْهًا ایک بار سب تسلیم کر لیں (انتصار الاسلام ص ۵۸ سطر ۱۰ تا سطر ۱۴) [خدمات ختم نبوت ص ۲۱۹]

چونکہ خاتمیت رتبی کا ذکر کامل اور افضل کے الفاظ میں پایا جاتا ہے اس لئے خاتم سے مراد یہاں آخری نبی ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

بعد دورۂ خاتم النبیین بوجہ تکمیل کار عبادت اس کی ضرورت نہ رہی کہ خواہ مخواہ نگرانی کیجئے اور کام لیجئے بعد تکمیل کار تعمیر معماروں سے کون کام لیتا ہے؟

(انتصار الاسلام ص ۶۱ سطر ۶ تا ۸) [خدمات ختم نبوت ص ۲۲۰]

مطلب یہ ہے کہ آخری نبی کی تشریف آوری کے بعد اگر حالات میں زیادہ بگاڑ پیدا ہو تو قیامت آئے گی کوئی نیا نبی نہ آئے گا۔ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انبیاء سابقین سے ہیں ان کا نزول ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ بہرحال اس عبارت میں خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

ایسے ہی قبلہ اول کے استقبال [یعنی ادھر رخ کرنے] کے لئے بھی اول ہی درجہ کا نبی اور اول ہی درجہ کی امت چاہئے مگر ایسا نبی سوائے خاتم النبیین اور ایسی امت سوائے امت خاتم النبیین ﷺ اور کوئی نہیں (قبلہ نما ص ۳۷ سطر ۱۳، ۱۴) [خدمات ختم نبوت ص ۲۵۲]

کتاب قبلہ نما ہندوؤں کے رد میں ہے حضرت کا مقصد ان کو یہ بات سمجھانا ہے (باقی آگے)

تھا (دیکھئے بخاری ج ۲ ص ۷۴۳) وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ نے آخر میں اس لئے بھیجا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اب آپ کی اتباع ہی میں نجات ہے اس لئے یہاں خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے علاوہ ازیں خاتمیت رتبی کا ذکر حضرت نے ''اول درجہ کا نبی'' میں کر دیا ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

اس وجہ سے وہ سب میں افضل بھی ہو اور سب کا سردار بھی ہو اور سب کا خاتم بھی ہو

(قبلہ نما ص ۴۷ سطر ۵، ۶) [خدمات ختم نبوت ص ۲۵۳]

افضل اور سردار سے چونکہ خاتمیت رتبی کا ذکر ہے اس لئے خاتم سے مراد خاتم زمانی ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

لاجرم دین خاتم الانبیاء ناسخ ادیان باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرور انبیاء اور افضل الانبیاء ہوگا

(قبلہ نما ص ۴۷ سطر ۱۳، ۱۴) [خدمات ختم نبوت ص ۲۵۴]

یہاں خاتم الانبیاء سے مراد آخری نبی ہے کیونکہ خاتمیت رتبی کا ذکر ساتھ ہی سردار انبیاء اور افضل الانبیاء سے کر دیا ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ یکتا نکلے تو پھر آپ خاتم نہ ہوں گے تو اور کون ہوگا۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ نہ کسی اور کے لئے یہ خطاب آیا اور نہ کسی اور نے یہ دعویٰ کیا (قبلہ نما ص ۸۰ سطر ۷ تا ۹) [خدمات ختم نبوت ص ۲۶۶]

یہاں خاتم سے مراد خاتم زمانی یعنی آخری نبی ہے کیونکہ خاتمیت رتبی کا ذکر اس سے قبل یکتا کے لفظ سے کر دیا ہے۔

☆ فرماتے ہیں:

حسب روایت قرآنی حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ اور یوسف علیہ السلام (باقی آگے)

آپ ﷺ نبی الانبیاء تھے اس بارے میں امام فخر الدین رازیؒ، امام سبکیؒ، علامہ سیوطیؒ، مولانا عبدالحی لکھنویؒ، اور مفتی احمد یار خان کے حوالے بار بار گزر چکے ہیں۔ اور یہ بات بھی گزری ہے کہ ... بریلوی نے تجلی الیقین میں بارہا نبی کریم ﷺ کو نبی الانبیاء کہا ہے۔

اور یہی کچھ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کہتے ہیں اور اسے خود عبدالغفار صاحب نے اپنے اس رسالہ کے صفحہ ۳ سطر ۱۸ میں نقل کیا ہے۔

اور عبدالغفار اینڈ کمپنی ضد کی وجہ سے خاتم النبیین کا معنی کرتے ہیں آخری نبی بشرط شے (ا) یعنی وہ اس کے ساتھ نبی ﷺ کا افضل واعلیٰ ہونا نہیں مانتے۔ اور اگر انہیں سمجھایا جائے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنے بھائیوں اور ماں باپ کے مسجود مگر موافق اعتقاد اہل اسلام اور بمقتضائے دعویٰ خاتمیت حضرت محمد ﷺ ان دونوں سے افضل۔

(قبلہ نما ص ۸۱ سطر ۲۳ تا ۲۵) [خدمات ختم نبوت ص ۲۶۸]

یہاں خاتمیت سے مراد خاتمیتِ زمانی ہے کیونکہ خاتمیت رتبی کا ذکر اس کے بعد افضل کے لفظ سے کر دیا ہے۔

ا) ''بشرط شے، لابشرط شے اور بشرط لا شے کی وضاحت آسان لفظوں میں''

نحوی کہتے ہیں فعل کی تین قسمیں ہیں ماضی جیسے ضَرَبَ مضارع جیسے یَضْرِبُ امر جیسے اِضْرِبْ۔ پھر جب جملہ انشائیہ کی قسمیں بتاتے ہیں تو کہتے ہیں امر جیسے اِضْرِبْ نہی جیسے لَا تَضْرِبْ

اس پر سوال یہ ہے کہ اس طرح تم نے اِضْرِبْ کو مفرد بھی بنا دیا مرکب بھی [حالانکہ جو مفرد ہے وہ مرکب نہیں ہوتا اور جو مرکب ہے وہ مفرد نہیں ہوتا] مفرد اس طرح کہ فعل امر، فعل کی قسم ہے اور فعل کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ مفرد ہوتا ہے اور مرکب اس طرح جملہ انشائیہ مرکب کی ایک قسم ہے۔ پھر مفرد و مرکب کا مقسم لفظِ موضوع اس کی مثال بھی اِضْرِبْ سے دی جا سکتی ہے کیونکہ اِضْرِبْ بامعنی لفظ ہے بے معنی تو نہیں اب سوال یہ ہے کہ اِضْرِبْ ہے مفرد ہے یا مرکب ہے یا لفظ موضوع ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اِضْرِبْ میں اَنْتَ ضمیر خطاب کو مستتر مانیں تو یہ مرکب ہے کیونکہ پھر اِضْرِبْ (باقی آگے)

بجائے سمجھنے کے نبی ﷺ کو افضل واعلیٰ کہنے والوں کو کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کے ساتھ افضل واعلیٰ ہونا بھی مان لیں تو اُن کا ہم سے اختلاف ختم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا ترجمہ ہے ''تو مار''، اور اِضْرِبْ = اِضْرِبْ + اَنْتَ۔ اور اگر اس میں اَنْتَ کو نہ مانیں یعنی بغیر اَنْتَ کے لیں تو یہ مفرد ہے اس وقت اِضْرِبْ = اِضْرِبْ ہے، اس کا ترجمہ ہے ''مار'' اور اگر اس میں دونوں کا لحاظ نہ ہو، یعنی یوں کہا جائے کہ اس میں اَنْتَ ہو یا نہ ہو اس وقت یہ لفظ موضوع ہے۔

منطقی انداز میں یوں کہہ سکتے ہیں اِضْرِبْ بشرط شیء مرکب ہے شے سے مراد اَنْتَ ہے یعنی مرکب تب ہوگا جب اس میں اَنْتَ کا معنی مانا جائے اس وقت یہ جملہ انشائیہ ہے۔ اور اِضْرِبْ بشرط لا شیء مفرد ہے شے سے مراد اَنْتَ ہے یعنی جب اس میں اَنْتَ کی نفی مانی جائے اس وقت یہ جملہ نہیں۔ اور اِضْرِبْ لا شرط شیء لفظ موضوع ہے یہاں شے کا لفظ اَنْتَ اور لا اَنْتَ دونوں کو شامل ہے۔

مرکب اضافی ''خاتم النبیین'' میں ان اصطلاحات کا اجراء

اسی طرح خاتم النبیین کے معنی میں تین اعتبار ہیں:

[ا] خاتم النبیین = آخری نبی + افضل واعلیٰ نبی ...... اس میں آخری نبی بشرط شے ہے شے سے مراد افضل واعلیٰ نبی ہونا ہے یعنی خاتم النبیین سے مراد تو آخری نبی ہے مگر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے سے آپ کا افضل واعلیٰ ہونا بھی سمجھ آتا ہے جیسے سورۃ النصر کے نزول سے بعض صحابہ نے نبی کریم ﷺ کی وفات کا قریب ہونا سمجھ لیا تھا (دیکھئے بخاری ج ۲ ص ۷۴۳)

[۲] خاتم النبیین = فقط آخری نبی، اعلیٰ وافضل نبی نہیں ...... اس میں آخری نبی بشرط لا شے ہے۔ شے سے مراد افضل واعلیٰ نبی ہونا ہے جس کی اس میں نفی کی گئی ہے۔

[۳] خاتم النبیین = آخری نبی، اعلیٰ وافضل ہونے کا نہ اثبات نہ نفی ...... اس میں آخری نبی لابشرط شے کے درجہ میں ہے۔ یہاں شے سے مراد افضل واعلیٰ ہونا اور نہ ہونا دونوں ہیں۔ پہلا معنی خواص کا ہے چنانچہ بحث نمبر ۱۲ کے تحت گزرا کہ امام رازیؒ نے فرمایا کہ خاتم کیلئے افضل ہونا واجب ہے۔ (باقی آگے)

تیسری بات

حاصل یہ کہ عبد الغفار اینڈ کمپنی کو یہ تکلیف نہیں کہ محمد قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کا انکار کر دیا، اس لئے کہ محمد قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا، بلکہ وہ تو ختم نبوت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دوسرا معنی حضرت نانوتویؒ کو برا کہنے والوں کا ہے تیسرا معنی عام مسلمانوں کا ہے۔
عام مسلمانوں میں اور حضرت نانوتویؒ سے اختلاف کرنے والوں میں فرق یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو اگر آخری نبی ہونے کے ساتھ افضل و اعلیٰ ہونا بتایا جائے تو وہ خوش ہو کر اسے قبول کر لیتے ہیں لیکن حضرت نانوتویؒ کو برا کہنے والے کہتے ہیں کہ خاتم النبیین صرف آخری ہونے پر دلالت کرتا ہے اس سے افضل و اعلیٰ ہونا سمجھ نہیں آتا۔

خاتمیت رتبی کے بارے میں امام رازیؒ کی کچھ عبارات کا ذکر

بحث نمبر ۱۲ کے تحت امام رازیؒ کی یہ عبارت گزری: والخاتم يجب ان يكون افضل الا ترى أن رسولنا ﷺ لما كان خاتم النبيين كان افضل الانبياء عليهم الصلوة والسلام (تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۳۴) یہاں امام رازیؒ کی کچھ اور عبارات ملاحظہ فرمائیں:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرة: ۲۵۳) کے تحت لکھتے ہیں:

اجمعت الأمة على ان بعض الأنبياء افضل من بعض ، وعلى ان محمداً صلى الله عليه وسلم افضل من الكل (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۰۸) ’’امت کا اس پر اجماع ہے کہ بعض انبیاء بعض سے افضل ہیں اور اس پر کہ حضرت محمد ﷺ سب سے افضل ہیں‘‘۔

پھر اس کی ایک دلیل یوں دیتے ہیں:

○ انه عليه السلام خاتم الرسل ، فوجب ان يكون افضل ، لأن نسخ الفاضل بالمفضول قبيح فى المعقول (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۱) ’’آپ علیہ السلام خاتم الرسل ہیں تو واجب ہے کہ افضل ہوں کیونکہ کم تر کے ساتھ اعلیٰ کا نسخ عقلاً قبیح ہے‘‘۔

عبارت کا مطلب واضح ہے کہ خاتم الرسل ہونے کی وجہ سے آپؐ افضل الرسل ہیں۔

نیز لکھتے ہیں:

(باقی آگے)

زمانی کے منکر کو برملا کافر کہتے رہے۔ عبد الغفار اینڈ کمپنی کو ایک تو اس بات سے تکلیف ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کے ساتھ افضلیت مطلقہ کو کیوں جوڑ دیا، چنانچہ سید

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ○ ان دين محمد عليه السلام افضل الأديان ، فيلزم ان يكون محمد صلى الله عليه وسلم افضل الأنبياء ، بيان الأول انه تعالى جعل الإسلام ناسخاً لسائر الأديان والناسخ يجب ان يكون افضل ...... فيلزم ان يكون محمد عليه السلام افضل من سائر الأنبياء ...... (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۰) ’’محمد علیہ السلام کا دین سب دینوں سے افضل ہے تو لازم ہے کہ محمد ﷺ سب انبیاء سے افضل ہوں پہلے کا بیان یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو سب دینوں کا ناسخ بنایا ہے اور ناسخ واجب ہے کہ افضل ہو...... تو لازم ہے کہ محمد ﷺ باقی انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں۔

اور دین اسلام کے ناسخ الادیان ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

○ قال محمد بن عيسى الحكيم الترمذى فى تقرير هذا المعنى: إن كل أمير فإنه تكون مؤنته على قدر رعيته ، فالأمير الذى تكون أمارته على قرية تكون مؤنته بقدر تلك القرية ، ومن ملك الشرق والغرب احتاج إلى أموال وذخائر أكثر من أموال أمير تلك القرية فكذلك كل رسول بعث إلى قومه فاعطى من كنوز التوحيد وجواهر المعرفة على قدر ما حمل من الرسالة ، فالمرسل إلى قومه فى طرف مخصوص من الأرض إنما يعطى من هذه الكنوز الروحانية بقدر ذلك الموضع ، والمرسل إلى كل أهل الشرق والغرب إنسهم وجنهم لا بد وأن يعطى من المعرفة بقدر ما يمكنه ان يقوم بسعيه بامور اهل الشرق والغرب ۔

وإذا كان كذلك كانت نسبة نبوة محمد صلى الله عليه وسلم إلى نبوة سائر الأنبياء كنسبة كل المشارق والمغارب إلى ملك بعض البلاد المخصوصة ، ولما كان كذلك لا جرم أعطى من كنوز الحكمة والعلم ما لم يعط احد قبله ، فلا جرم بلغ فى العلم إلى الحد الذى لم يبلغه أحد من البشر قال تعالى فى حقه: فاوحى إلى عَبْدِهٖ مَا اوحى [سورة النجم: ۱۰] وفى الفصاحة إلى ان قال: ”اوتيت جوامع الكلم“، وصار كتابه مهيمناً (باقی آگے)

بادشاہ تبسم بخاری لکھتا ہے: خاتمیت مرتبی مراد لینا قطعی طور پر غلط اور باطل ہے (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۳۱۸ سطر ۱۲)

اور دوسرے اس بات سے تکلیف ہے کہ بریلی بدایوں اور رامپور کے قریب واقع شاہجہانپور میں محمد قاسم نانوتویؒ نے دور سے جا کر ہندوؤں اور عیسائیوں میں ختم نبوت کا اعلان کیوں کیا؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) علی الکتب وصارت امته خیر الامم۔ (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۲) "محمد بن عیسیٰ حکیم ترمذی نے اس معنی کی تقریر میں فرمایا کہ ہر امیر اس کی مشقت اس کی رعایا کے بقدر ہوتی ہے اس لئے وہ امیر جس کی امارت ایک بستی پر ہو اس کی مشقت اس بستی کے بقدر ہوگی اور جو مشرق و مغرب کا بادشاہ ہو اس کو ضرورت ہوتی ہے اس کی نسبت زیادہ اموال و ذخائر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کی حکومت ایک بستی پر ہو۔ اسی طرح ہر وہ رسول جسے اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا تو اسے توحید کے خزانوں اور معرفت کے موتیوں سے اتنی مقدار ملا جتنی اس پر رسالت کی ذمہ داری تھی تو جسے زمین کے خاص حصہ میں اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اسے ان روحانی خزائن سے اس علاقے کے بقدر دیا گیا، اور جسے مشرق و مغرب کے سب جنوں وانس کی طرف بھیجا گیا ضروری ہے کہ اسے معرفت سے اتنی مقدار دی جائے کہ اسے ممکن ہو کہ اہل مشرق و مغرب کے لئے دوڑ دھوپ کر سکے۔

اور جب بات ایسے ہے تو نبی ﷺ کی نبوت کی نسبت باقی انبیاء کی نبوت کی نسبت ایسے ہے جیسے سب مشارق و مغارب کی نسبت بعض بلاد مخصوصہ کی طرف۔ اور جب بات ایسے ہے تو یقیناً آپ ﷺ کو علم و حکمت کے خزانوں سے وہ کچھ دیا گیا جو آپ سے پہلے کسی کو نہ ملا، اس لئے آپ علم کی اس حد کو پہنچے جس کو کوئی بشر نہ پہنچ سکا۔ اللہ نے آپ کے حق میں فرمایا: فاوحی الی عبده ما اوحی۔ اور فصاحت میں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اوتیت جوامع الکلم۔ اور آپ کی کتاب سب کتابوں کی نگران اور آپ کی امت خیر الامم ہے"۔

جو بات امام رازیؒ نے حکیم ترمذیؒ سے نقل کی حضرت نانوتویؒ کا بھی تحذیر الناس میں یہی موقف ہے اس لئے کہ آپ کہتے ہیں: نبوت کمالات علمی سے ہے اور آپ جامع العلوم ہیں اور انبیاء جامع نہیں (تحذیر الناس د ص ۷ سطر ۱، ۲، گ ص ۵۰ سطر ۳، ۴)

﴿چوتھی بات﴾

حضرت یہ نہیں کہتے کہ نبی ﷺ کی نبوت خود بخود ہے اور نہ اس کے قائل ہیں کہ دیگر انبیاء کی نبوت سلب ہو سکتی ہے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ مخلوقات کا وجود اور کمالات وجود سب اللہ کی طرف سے ہیں (مباحثہ شاہجہانپور ص ۲۵) مباحثوں میں یہ کہا ہے کہ اللہ خاص بندوں کو نبوت کیلئے چنتا ہے (دیکھئے میلہ خدا شناسی ص ۲۴، مباحثہ ص ۲۸، ۹۶) یہ تو نہیں کہا کہ وہ اللہ کے بنائے بغیر نبی بن جاتے ہیں۔ رہا یہ کہ بعض ممکنات کے بارے میں فرمانا کہ کبھی ہیں کبھی نہیں تو یہ ممکنات کو خدا کا محتاج بتانے کیلئے یہ بات کہی ہے انہوں نے یہ کب کہا کہ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے؟

﴿پانچویں بات﴾

عبدالغفار صاحب کا یہ کہنا کہ دیگر زمینوں کے خواتم کو عکس کہہ کر نانوتوی صاحب نے اصل یعنی آپ ﷺ کے برابر کر دیا ہے نری جہالت ہے دیکھئے قائم مقام وزیر اعظم کے اختیارات وزیر اعظم ہی کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کی غیر موجودگی میں پھر وہ ان اختیارات کے باوجود نہ وزیر اعظم کہلاتا ہے نہ اس کو وزیر اعظم کی ساری مراعات ملتی ہے۔ اسی طرح دیگر زمینوں کے خواتم کو اگر نبی ﷺ کی طرح کمالات مل ہی گئے ہوں تو وہ آپؐ کے فضائل تو نہ پائیں گے رہیں گے تو وہ آپؐ کے نائب ہی۔ افضلیت مطلقہ اور اولیت مطلقہ تو آپؐ ہی کیلئے رہے گی بہر حال عکس کہہ کر حضرتؒ نے دیگر زمینوں کے خواتم کا مرتبہ کم ہی مانا ہے۔

﴿چھٹی بات﴾

عبدالغفار صاحب ص ۳۳ سطر ۲۱ میں مانتے ہیں کہ دیگر انبیاءؑ سے آپ ﷺ کی اتباع کا عہد لیا گیا۔ چونکہ اس وقت تک آپؐ کی دنیا میں تشریف آوری نہ ہوئی تھی اس لئے آپ سے کوئی ایسا کارنامہ ظہور میں نہ آیا تھا جس کی وجہ سے یہ فضیلت مانی جائے۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپؐ کی نبوت اعلیٰ تھی یعنی آپؐ نبی الانبیاء تھے اس لئے دیگر انبیاءؑ سے آپؐ کی اتباع کا عہد لیا گیا۔ اس عہد کی آپؐ کی نبوت کے اعلیٰ ہونے کے علاوہ اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

[بحث نمبر ۳۹]

﴿مولانا شاہ محمد کی طرف نسبت کا مشکوک ہونا﴾

یہ بات گزر چکی ہے کہ جناب عبدالغفار صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱ میں کہتے ہیں کہ انہوں نے قال زید کہہ کر حضرت نانوتویؒ کے خلاف مولانا شاہ محمد پنجابی کے اقوال نقل کیے ہیں گر حال انہوں نے حضرت نانوتویؒ کے موقف کو نقل کرنے میں کیا ہے کہ ان پر منکر ختم نبوت ہونے کا بہتان باندھا، اس کے پیش نظر ہمیں اس میں شک ہے کہ انہوں نے حضرت نانوتویؒ کے مقابلہ میں مولانا شاہ محمد صاحب کے اقوال نقل کئے ہوں۔ واللہ اعلم۔ ذیل میں اس کے دو شواہد ملاحظہ ہوں:

پہلا شاہد:۔

مولانا شاہ محمد صاحب نے غیر مقلدین کے تعاقب میں ایک رسالہ لکھا ''اعتراضات اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ'' اس میں غیر مقلدین کے حوالے سے ایک مسئلہ یوں لکھتے ہیں:

خمر پاک ہے نہ نجس چنانچہ مولوی صدیق حسن نے اپنی کتاب روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے ص ۱۳ میں فرمایا: فالتحريم للشيء لا يدل على نجاسته بمطابقة ولا تضمن ولا التزام فتحريم الخمر والميتة والدم لا يدل على نجاسة ذلك فان قلت اذا كان التصريح بنجاسة شيء أو رجسيته او ركسيته يدل على أنه نجس كما قلت في نجاسة الروثة ولحم الخنزير فكيف لم تحكم بنجاسة الخمر لقوله تعالىٰ انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس قلت لما وقع الخمر ههنا مقترنا بالانصاب والازلام كان ذلك قرينة صارفة لمعنى الرجسية الى تغير النجاسة الشرعية انتهى

[پھر اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں]

الاعتراض:۔ یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور اتفاق علماء کے قال اللّٰه تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان

فاجتنبوه لعلكم تفلحون وقال الشيخ ابن الهمام في فتح القدير في باب الانجاس والتطهير فالدم والخمر وخرء الدجاج والبط وبول الآدمي بول ما لا يؤكل لحمه والقيء غليظ اتفاقا لعدم التعارض والخلاف انتهى اى لعدم خلاف احد من العلماء في نجاسة الخمر وغيره مما ذكر (اعتراضات اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ ص ۲۰)

حضرت نانوتویؒ بھی یہی کہتے ہیں کہ خمر نجس ہے چنانچہ تحذیر الناس میں فرماتے ہیں:

اقول: آیت ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ میں مفہوم رجس جنس عام ہے کہ اس کے لئے خمر جدا نوع ہے اور میسر وغیرہ جدا نوع وہاں رجس نے اور طرح ظہور کیا یہاں اور طرح۔ یعنی خمر میں نجاست ظاہری بھی ظاہر ہوئی، انواع باقیہ میں فقط نجاست باطنی ہی رہی۔

(تحذیر الناس د ص ۹ سطر ۱۳ تا ۱۶ گ ص ۵۶ سطر ۱ تا ۵)

دیکھیے حضرت نے خمر کو برملا نجس کہا ہے غیر مقلدین کی طرح اسے پاک تو نہیں کہا۔

دوسرا شاہد:۔

اسی رسالے ''اعتراضات اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ'' میں مولانا شاہ محمد صاحب بعض غیر مقلدین کے حوالے سے ایک مسئلہ یوں لکھتے ہیں:

الف لام خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو نہ استغراق کے لئے یعنی آنحضرت علیہ السلام خاتم بعض انبیاء کے ہیں نہ خاتم جمیع انبیاء کے چنانچہ محمد صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی کتاب نصر المؤمنين مطبوعہ مطبع نور کانپور کے صفحہ ۲ میں اور صفحہ ۱۶ میں اس مضمون کو ادا کیا چنانچہ کہا صفحہ ۲ میں۔

اور یہ کہنا اس کا کیونکہ منکر عموم نص کا ہے باطل ہے کیونکہ اول یہ ثابت کرے کہ الف لام خاتم النبیین میں استغراق کے لئے ہے جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو۔ انتہی۔

پھر کہا صفحہ ۱۶ میں

یہ کہنا مفتی کا کہ زید خارج از اہل سنت بلکہ فرقِ اہل اسلام سے ہے جہل دوسری
ہے اہل اسلام کے بعض فرقے ختم نبوت ہی کے قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریعی
کے ہیں نہ مطلق نبوت کے انتہی۔

پس خلاصہ دونوں کلاموں کا یہ ہوا کہ آنحضرت علیہ السلام خاتم رسل کے ہیں نہ
خاتم جمیع انبیاء کے پس بموجب قاعدہ مولوی محمد سعید کے اگر کوئی صاحب اس پر عمل
کرے اور آنحضرت علیہ السلام کو خاتم بعض انبیاء کا جانے نہ جمیع انبیاء کا تو اس پر کچھ
قباحت نہیں۔ [پھر اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں]

الاعتراض:۔ یہ مسئلہ خلاف ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے۔ قال اللہ
تعالیٰ ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله
بكل شيء عليما وعن سعد بن أبي وقاص قال قال رسول الله ﷺ لعلى انت منى
بمنزلة هارون من موسى الا أنه لا نبى بعدى متفق عليه وعن جبير بن مطعم قال
سمعت النبى ﷺ يقول أنا العاقب والعاقب الذى ليس بعده نبى متفق عليه وعن
ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ مثلى ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه
وترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة
فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين متفق عليه وعن أبى هريرة ان النبى ﷺ قال كانت بنو
اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبى خلفه نبى وانه لا نبى بعدى متفق عليه
ذكره فى المشكوة فى كتاب الامارة وعن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ سيكون
فى أمتى كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبى الله وأنا خاتم النبيين لا نبى بعده رواه ابو
داود والترمذى ذكره فى المشكوة فى كتاب الفتن وعن أنس بن مالك قال قال
رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ...... ولا نبى رواه
الترمذى وقال هذا حديث صحيح۔ وقال القاضى عياض فى الشفاء فى فصل ما هو
من المقالات كفر وكذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا عليه الصلوة والسلام أو بعده

كالعيسوية من اليهود القائلين بتخصيص رسالته إلى العرب و كالخرمية القائلين
بتواتر الرسل و كاكثر الرافضة القائلين بمشاركة على فى الرسالة للنبى ﷺ
وكذلك كل إمام عند هؤلاء يقوم مقامه فى النبوة و الحجة و كالبزيغية و البيانية
منهم القائلين بنبوة بزيع و بيان و أشباه هؤلاء أو من ادعى النبوة لنفسه أو جوز
اكتسابها و البلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها كالفلاسفة و غلاة المتصوفة ۔و كذلك
من ادعى منهم انه يوحى إليه و إن لم يدع النبوة فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبى
ﷺ لأنه أخبر ﷺ أنه خاتم النبيين لا نبى بعده و أخبر عن الله تعالى أنه خاتم
النبيين و انه ارسل كافة للناس ،و أجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره و
إن مفهومه المراد منه دون تأويل و لا تخصيص فلا شك فى كفر هؤلاء الطوائف
كلها قطعا إجماعًا و سمعًا ۔ انتهى۔ (اعتراضات اہل السنۃ علی مسائل اہل البدعۃ ص ۶۶ تا ۶۸)

مولانا شاہ محمد صاحب ایسے غیر مقلدین کا رد کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت نانوتویؒ
اس مذکورہ بالا تحریر کے ہرگز قائل نہیں بلکہ ایسی تحریروں سے بیزار ہیں بحث نمبر ۱۵ میں گزر چکا ہے کہ
حضرت کا موقف تو یہ ہے کہ جتنا نبی کریم ﷺ کو نبی ماننا ضروری ہے اتنا ہی آپ ﷺ کو آخری نبی
ماننا ضروری ہے کیونکہ جس زبان کے ساتھ آپؐ نے دعوائے نبوت کیا، اسی زبان کے ساتھ آپؐ
نے ختم نبوت کا دعویٰ کیا، اور جیسے قطعی تواتر سے ہمیں نبی ﷺ سے دعوائے نبوت پہنچا ویسے ہی قطعی
تواتر سے ہمیں آپؐ سے ختم نبوت کا دعوی پہنچا (قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم ص ۴۳۰) غیر
مسلموں سے مناظروں کے دوران جیسے دلائل سے حضرت نانوتویؒ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو
ثابت کیا ویسے ہی دلائل سے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کو ثابت کیا (دیکھئے حجۃ الاسلام
ص ۴۲، ۴۳، ۴۴ مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۰ تا ۴۴، نیز ص ۹۴ تا ۹۸ قبلہ نما ص ۱۳)

حضرت نانوتویؒ تنویر النبراس ص ۹۸ میں فرماتے ہیں:

ہماری سنئے! ہمارا ایمان ہے کہ عالم شہادت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے
بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہو، نہ اس زمین پر نہ کسی اور زمین پر، اور نہ آپ ﷺ سے افضل ہوا،

نہ ہو، نہ یہاں نہ کہیں اور۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیلئے مثل خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی کے بھی اسی لفظ خاتم النبیین کی دلالت کے باعث قائل ہیں۔

مناظرہ عجیبہ ص ۵۶ میں لکھتے ہیں:

مولانا! خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔

یہ بھی لکھتے ہیں:

اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں (مناظرہ عجیبہ ص ۱۴۴)

مزید وضاحت کیلئے دیکھئے گذشتہ صفحات میں بحث نمبر ۱۵

ہاں اگر غیر مقلدین کے حوالے سے اوپر ذکر کردہ موقف اور حضرت نانوتویؒ کا موقف ایک جیسا ہوتا تو ہم مان لیتے کہ مولانا شاہ محمد صاحب نے حضرت کے رد میں لکھا مگر آپ دیکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا عبارت میں اور حضرت کے موقف میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

نتیجہ:۔

اب دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو عبدالغفار صاحب نے مولانا شاہ محمد صاحب پر بہتان باندھا کہ انہوں نے حضرتؒ کو منکر ختم نبوت سمجھ کر مناظرہ کیا، اور یا جس طرح عبدالغفار صاحب نے تحذیر الناس کو نہیں سمجھا، اسی طرح مولانا شاہ محمد صاحب نے تحذیر الناس کو نہیں سمجھا۔

اور مولانا شاہ محمد صاحب کی توہین نہیں حقیقت حال ہے جس کو اختلاف ہو وہ ایسا کرے کہ ابطال اغلاط قاسمیہ پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا جواب دے ڈالے۔

علاوہ ازیں مولانا شاہ محمد صاحب کی ختم نبوت کے بارے میں حضرت نانوتویؒ کی طرح کچھ خدمات نہیں۔ تم اتنے بڑے مجاہد ختم نبوت کو منکر ختم نبوت کہو اور یہ تمہارے ہاں توہین نہ ہو اور ہم اگر کہہ دیں کہ وہ اتنے بڑے مجاہد ختم نبوت کی عبارات نہ سمجھا تو یہ توہین کیونکر ہو؟ واللہ اعلم۔

[بحث نمبر ۴۰]

﴿اس رسالہ کے فتاوی پر اعتماد کرنے والوں سے﴾

آج کوئی شخص اس رسالہ میں دیئے ہوئے فتاوی پر اعتماد کرنا چاہے یا کوئی مفتی ان فتاوی کی تصدیق کرنا چاہے تو سرسری طور پر "زید" کے کلام کو ہی نہ دیکھے اس عاجز نے جو کچھ لکھا اس کو بھی سامنے رکھے پھر اللہ کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کرے۔ اور یہ بھی سوچے کہ اگر ان مفتی حضرات کے سامنے یہ باتیں رکھی جاتیں تو ان کا کیا موقف ہوتا؟ اگر عبدالغفار صاحب زندہ ہوتے تو ہم اس سے بھی یہی کہتے کہ دوسروں کے پاس جانے سے پہلے خود اس کا جواب دے۔

اس رسالہ میں حضرت نانوتویؒ کو کافر کہنے کیلئے جن کے نام اور دستخط دیئے گئے ہیں ان میں سے اکثر کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں کہ ان کی اپنی حیثیت کیا تھی؟ ذمہ دار مفتی تھے یا نہیں؟ اہل سنت ان پر اعتماد کرتے تھے یا نہیں؟ اس رسالہ پر چھپے ہوئے دستخط واقعی ان حضرات کے ہیں یا نہیں؟ شاہجہانپور کے مباحثوں میں اور پنڈت دیانند سرسوتی کے خلاف حضرتؒ کی خدمات ان کے علم میں تھیں یا نہیں؟ حضرتؒ کی دیگر کتابیں ان کے مطالعہ سے گزریں یا نہیں؟ ان حضرات نے تحذیر الناس پوری پڑھی اور سمجھی یا نہیں؟ یا انہوں نے "زید" ہی کی چکنی چپڑی باتوں پر اعتماد کرکے بے سوچے سمجھے اتنے بڑے مجدد ختم نبوت کے خلاف فتوی دے دیا؟

پھر ان مفتیوں کے کیا کہنے جو صاحب روح البیان کی اس بات کو بھی مان گئے کہ

"اگر آپؐ کا کوئی بیٹا بلوغت کو پہنچتا تو آپؐ خاتم النبیین نہ ہوتے"

اور اسے عبدالغفار صاحب نے ابطال ص ۹، ۱۰ میں اپنی تائید میں ذکر کیا ہے۔ ہم نے بحث نمبر ۱۵ میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اس پر اپنے ملاحظات لکھ دیئے ہیں۔

اب مفتی حضرات بتائیں کہ ان کا عقیدہ وہ ہے جسے ہم نے ابطال ص ۹-۱۰ سے اوپر نقل کیا ہے، یا ان کا عقیدہ وہ ہے جسے ہم نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حوالے سے بحث نمبر ۱۵، اور بحث نمبر ۳۹ میں ذکر کیا ہے۔ پھر بتائیں کہ حضرت نانوتویؒ کافر تھے یا مسلمان؟

[بحث نمبر ۱۴]

مولانا لکھنویؒ کی طرف منسوب دستخط کی حقیقت

اس رسالہ کے ص ۳۹ میں مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی طرف ایک جملہ منسوب کیا ہے کہ

''اقوال زید صحیح ومعتبر ہیں''

اور اس کے ساتھ مولانا لکھنویؒ کے دستخط اور مہر بھی دکھائی گئی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس عبارت کے ساتھ اثر ابن عباسؓ کی تائید میں لکھی ہوئی تمام تحریروں سے مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے رجوع کرلیا(۱) اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کافر کہنے والوں میں شامل ہوگئے۔

اقول: اب اس کے جوابات ملاحظہ فرمائیں

پہلا جواب

مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی طرف اس جملے کی نسبت درست نہیں ہے اور کیونکر اس کو درست

۱) سید بادشاہ تبسم بخاری ابطال اغلاط قاسمیہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ اس کے صفحہ ۳۹ پر دیگر علماء کے علاوہ ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی کے بھی دستخط ومہر ہیں جنہوں نے لکھا کہ ''اقوال زید صحیح ومعتبر ہیں''۔ [پھر کہتا ہے]

یادرہے کہ یہ مولوی عبدالحی وہی ہیں جن کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا تھا کہ تحذیرالناس کی وجہ سے پورے ہندوستان کے علماء نے مولوی قاسم نانوتوی کی موافقت نہیں کی سوائے مولانا عبدالحی کے کیونکہ انہیں ہمارے بزرگوں (اکابر علمائے دیوبند) سے بڑی عقیدت تھی۔ [پھر سید بادشاہ لکھتا ہے] لیکن آخرکار مولانا عبدالحی بھی ہندوستان کے علمائے حق کے ساتھ ہوگئے۔

[سید بادشاہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مولانا نانوتویؒ کو مسلمان سمجھتے تھے اب وہ مولانا نانوتویؒ کو کافر کہنے والوں میں شامل ہوگئے۔ اور یہ نرا جھوٹ ہے۔ راقم۔ اس کے بعد سید بادشاہ لکھتا ہے]

ایک اور بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب نے (باقی آگے)

مانا جائے جبکہ اس کو نقل کرنے والا عبدالغفار ہے جس کی حالت یہ ہے کہ دن دہاڑے کھلم کھلا مولانا نانوتویؒ کی طرف ایک ایسے عقیدے کی نسبت کرتا ہے جو نہ مولانا کی کسی تحریر میں ہے نہ ان کی کسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تحذیرالناس کی متنازعہ عبارات (بالخصوص کفریہ عبارات) کی تائید ہرگز نہ کی تھی انہوں نے صرف اثر ابن عباس کو صحیح ٹھہرایا تھا وہ بھی اس طور پر کہ نبی کنبیکم سے یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہے کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہے بلکہ فقط تعلیم وتفہیم کے واسطے ہے۔ اس غرض سے کہ جس طرح ایک خاتم الرسل اس طبقہ میں ہے اسی طرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے نہ یہ کہ وہ خاتم مثل اس خاتم کے ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسی حدیث (اثر ابن عباس) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاتم مثل ہمارے خاتم الانبیاء کے نہیں ہے (فتاوی عبدالحی جلد اول صفحہ ۱۲۰۔ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ایک جگہ لکھا ہے: الحاصل حدیث مذکور صحیح ہے اور موجود ہونا امثال خاتم الانبیاء ﷺ کا باطل ہے اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہے (فتاوی ج ۱ ص ۲۱)

[اس کے بعد سید بادشاہ لکھتا ہے]

جو استفتاء مولوی قاسم صاحب کو بھیجا گیا تھا وہی استفتاء مولانا عبدالحی صاحب کو بھی بھیجا گیا تھا جو ان کے فتاوی کے جلد اول صفحہ ۳۲ میں درج ہے اس کے جواب میں بھی انہوں نے تین احتمال پیش کیے:

''ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر (زمانہ) آں حضرت صلعم کے ہوئے ہوں (صفحہ ۳۳) اس کے متعلق لکھتے ہیں احتمال اول حدیث لا نبی بعدی وغیرہ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) سے باطل ہے۔''

دوسرا احتمال یہ تھا کہ ''مقدم ہوئے ہوں'' تو جواب میں لکھتے ہیں ''بر تقدیر احتمال ثانی آں حضرت ﷺ خاتم انبیائے ہر طبقات ہوں گے'' تیسرا احتمال یہ لکھا کہ ''ہم عصر ہوں'' اس کے جواب میں بھی دو احتمال لکھے پہلا یہ کہ آں حضرت ﷺ کی نبوت مخصوص ساتھ اس طبقے کے ہو اور آپ کی خاتمیت اُسی طبقے کے انبیاء کے لحاظ سے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور ہر خاتم صاحب شرع جدید ہو اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ باطل ہے کیونکہ آں حضرت ﷺ نے (باقی آگے)

تقریر میں کہ نبی ﷺ کے بعد ہزاروں انبیاء مانند آپ کے قیامت تک پیدا ہوں تو آیت
خاتم النبیین کے مخالف نہیں (دیکھئے ابطال ص اسطر ۸ تا ۱۳) [ہم نے بحث نمبر ۴ میں اس کا جواب دیا
ہے۔ راقم] ایسا بدفہم کذاب وبددیانت انسان اگر مولانا لکھنویؒ کی طرف چوتھائی سطر کے جملے کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) زمانہ میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور آپ کی نبوت عام ہے اور جو
نبی آپ کا ہم عصر ہوگا وہ شریعت محمدیہ ہی کا متبع ہوگا...... پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ خواتم طبقات
باقیہ بعد عصر نبویہ نہیں ہوئے یا قبل ہوئے یا ہم عصر اور بر تقدیر اتحادِ عصر متبع شریعت محمدیہ ہوں گے (فتاوی
عبدالحی جلد اول ص ۳۳،۳۴)

ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی کا جواب متعلق اثر ابن عباس تحذیر الناس کے آخر میں بھی
درج ہے اس پر ہمارے تحفظات اپنی جگہ، مگر یہ تحذیر الناس کی صریح کفریہ عبارات کی تائید
(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہرگز نہیں نہ انہوں نے کہیں خاتم کا معنی بدلا نہ یہ کہا یا تائید میں لکھا کہ بالفرض بعد
زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (ختم نبوت اور تحذیر
الناس ص ۳۷۷ تا ۳۷۹)

<u>اقول:</u> [۱] وہ تحفظات بتاؤ بھی تو سہی کہ ہیں کیا؟ تیری مولانا عبدالحی لکھنوی نور اللہ مرقدہ کے
آگے حیثیت کیا ہے جو ایسی مجمل باتوں سے قارئین پر رعب ڈالتا ہے کہتا ہے: ''اس پر ہمارے تحفظات
اپنی جگہ''۔ واہ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔

[۲] جو عبارات تم نے نقل کی ہیں بتاؤ ان میں کونسی بات تحذیر الناس کے خلاف ہے، ان میں تحذیر
الناس کی کس بات کو کفر کہا گیا ہے؟ ان عبارات کو نقل کرنے سے تم ہمیں بتانا کیا چاہتے ہو؟ ہم مولانا
لکھنویؒ کے پورے فتوے کو مانتے ہیں اسی لئے تو تحذیر الناس کے ساتھ اسے شائع کرتے ہیں۔ اس
عاجز نے شروع میں استفتاء کے ساتھ مولانا لکھنویؒ کا پورا فتوی دیا ہے۔ تمہاری طرح اس کے کچھ اجزاء کو
حذف نہیں کرتے۔

[۳] مولانا لکھنویؒ نے باقی زمینوں کے آخری نبیوں پر خواتم کا لفظ بولا ہے اور یہی (باقی آگے)

اس لئے جس طرح صاحب ابطال نے کفریہ عبارتیں بنا کر ان کی
نسبت کردے تو کیا بعید ہے؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں مولانا لکھنویؒ کہتے ہیں دیگر خواتم کا ختم اضافی ہے
اور ہمارے نبی ﷺ کا ختم حقیقی ہیں اور یہی کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں۔ مولانا لکھنویؒ کہتے ہیں باقی
زمینوں کے خواتم آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں ہوسکتے یہی کچھ حضرت نانوتویؒ کہتے ہیں۔

[۴] ہمیں پتہ ہے تمہارے تحفظات کن مضامین پر ہیں؟ تمہارے تحفظات صرف انہی مضامین پر
ہیں جن میں تحذیر الناس کی طرح نبی کریم ﷺ کی شان کا ذکر ہے۔ چنانچہ مولانا لکھنویؒ نے علامہ سیوطیؒ
کے حوالے سے امام سبکیؒ کی وہ عبارت نقل کی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کو نبی الانبیاء کہا گیا ہے تم نے
اس عبارت کو ذکر نہیں کیا معلوم ہوتا ہے یہ تمہارے تحفظات میں شامل ہے۔

پھر مولانا لکھنویؒ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اگر بالفرض نبی ﷺ پہلے انبیاء کے زمانوں میں آتے
تو آپؐ ان کے رسول ہوتے آپؐ کی نبوت و رسالت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کیلئے ہے تم
نے اس کو نقل نہیں کیا کیونکہ اس سے حضرت نانوتویؒ کی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اگر بالفرض آپؐ کے
بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے مرتبہ کو نہ پاسکے گا، تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اگر بالفرض نبی ﷺ حضرت یوسف
علیہ السلام کے زمانے میں آتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے
انبیاء ہیں وہ آپؐ کے بعد ہوتے اور آپؐ کے مرتبے کو نہ پاسکتے تھے۔ اگر تجھے امام سبکیؒ کی اس بات سے
اتفاق ہوتا تو اسے نقل کر دیتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت بھی تیرے تحفظات میں داخل ہے۔

مولانا لکھنویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بحر العلوم مولانا عبد العلیؒ فرماتے ہیں: ''ہمہ رسل در اخذ
شرع مستمد از خاتم الرسالت اند'' کہ ''دیگر انبیاءؑ شریعت خاتم الانبیاءؐ سے لیتے ہیں''، اور یہ حضرت
نانوتویؒ کی اس بات کے موافق ہے کہ آپ ﷺ اصل ہیں دیگر انبیاء آپ کے تابع ہیں۔ مولانا بحر العلومؒ
کی یہ بات تیرے تحفظات میں داخل تھی اس لئے تو اس کو نقل نہ کیا۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کہتے ہیں اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہو تو وہ
آپؐ کے مرتبے کو نہ پاسکے گا اور تو نے علامہ لکھنویؒ سے نقل کیا ہے: جو نبی آپ کا ہم عصر (باقی آگے)

نسبت مولانا نانوتویؒ کی طرف کردی اسی طرح اس نے یہ جملہ خود بنایا ہے اور اس کی نسبت کی ہے
مولانا لکھنویؒ کی طرف۔ مولانا لکھنویؒ اس جملے سے یقیناً بیزار ہیں۔

﴿اس دعوے کے چند شواہد﴾

ہمارے اس دعوے کے چند شواہد ہیں

﴿پہلا شاہد﴾ مولانا لکھنویؒ کے مجموعۃ الفتاوی میں اس رجوع کا ذکر نہیں جبکہ تحذیر الناس کے ساتھ ملحق فتوی مجموعۃ الفتاوی میں موجود ہے اور اس کا اقرار سید بادشاہ تبسم کو بھی ہے (دیکھئے ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۳۷۸ سطر ۱۲، ۱۳)

37

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہوگا وہ شریعت محمدیہ ہی کا متبع ہوگا''۔ حضرت نانوتویؒ نے فرض کے ساتھ بات کہی علامہ لکھنویؒ وقوع کے ساتھ کہہ رہے ہے۔ حضرت نانوتویؒ فرض کے ساتھ بات کہیں تو تمہارے ہاں کافر اور علامہ لکھنویؒ نو توع کے ساتھ بات کہیں ان کے بارے میں تم خاموش۔ صرف اتنا کہہ کر جان نہ چھوٹے گی کہ ان پر ہمارے تحفظات اپنی جگہ۔ کھل کر بتاؤ کہ نبی ﷺ کی شان کا سننا تجھے برداشت کیوں نہیں ہے؟

[۵] تحذیر الناس میں کوئی کفریہ عبارت نہیں اس لئے کہ اگر اس میں کوئی کفریہ عبارت ہوتی تبسم بادشاہ کو عبارات میں قطع و برید کی ضرورت نہ ہوتی تفصیل اس کی یہ ہے کہ تحذیر الناس میں مشہور تین ناقص عبارات ہیں جو تحذیر الناس مطبع قاسمی دیوبند کے ص ۱۴، ۱۸، ۳ میں موجود ہیں جن کی وجہ سے حضرت کو کافر کہا گیا ہے ان میں ایک میں ''بالذات'' کا لفظ ہے، دو میں ''اگر بالفرض'' کے لفظ ہیں۔

سید تبسم بادشاہ نے جب دیکھا کہ وہ نامکمل عبارتیں بھی کفریہ نہیں تو ان میں ردوبدل پر اتر آیا چنانچہ ص ۳ کی عبارت: ''تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں'' کے بارے میں لکھتا ہے: ''بالذات کا لفظ یہاں پر مہمل ہے'' (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۱۶۰ سطر ۱۲) اور دوسری عبارات کے بارے میں لکھتا ہے: یہاں بالفرض کا لفظ تو قطعی طور پر مہمل ہے (ص ۲۲۵ سطر ۷، ۸) اگر یہ عبارتیں اپنے مکمل الفاظ کے ساتھ کفریہ ہوتیں تو سید بادشاہ کو عبارات سے یہ الفاظ نکالنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

مزید بحث کیلئے دیکھئے کتاب ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس مع تنویر النبراس ص ۱۹۸ تا ۲۰۳۔

مولانا لکھنویؒ کے مجموعۃ الفتاوی میں اثر ابن عباسؓ کے بارے میں تین
دوسرا شاہد﴾
فتوے ہیں اس کے علاوہ اس اثر کی تائید میں آیات بینات، دافع الوسواس اور زجر الناس تین
کتابیں ہیں پہلی دو کتابوں کا ذکر مولانا نے تحذیر الناس کے ساتھ ملحق فتوی میں بھی کیا ہے۔
ان تحریروں میں مولانا نے اثر ابن عباسؓ کی تائید میں اور اس کے معنی کی وضاحت
میں بڑی تفصیل سے کھل کر بات کی ہے۔ اشارے سے کام نہیں لیا اس کے برخلاف اس رسالے
میں سارا جواب تو تیار کرلیا عبد الغفار صاحب نے اور اس پر ہاں ہاں کروالی چند آدمیوں سے۔
مولانا نے اثر ابن عباس کے بارے میں اپنے فتاوی میں کہیں نہ کہا کہ میں نے یہ بات پہلے لکھ دی
ہے اس کو دیکھ لو بلکہ مفصل یا مختصر جواب ضرور دیا، اور ان سب تحریروں کے خلاف تحریر آئی تو ربع
سطر کی تصدیق کر کے دستخط اور مہر لگا دی یہ بات قطعاً غیر معقول ہے۔

تیسرا شاہد﴾ مولانا کے فتوی کے مضامین تحذیر الناس کے ان مضامین کے موافق
ہیں جن کی وجہ سے حضرت نانوتویؒ کو صاحب ابطال اغلاط قاسمیہ نے حضرت نانوتویؒ کو کافر کہا
مثلاً حضرت نانوتویؒ نے نبی ﷺ کے بالذات نبی ہونے کا خاتمیت کی بناء قرار دیا اور بالذات
نبی ہونے کا مطلب اصلی نبی یعنی دیگر انبیاء کے مطاع یا دوسرے لفظوں میں نبی الانبیاء ہونا ہے
اور اس بارے میں درج ذیل الفاظ خود صاحب ابطال نے نقل کیے ہیں:

بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم
آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے ......یعنی آپؐ موصوف بوصف نبوت
بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت
آپ کی فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہے
غرض جیسے آپ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء (ابطال ص ۳ سطر ۳ تا ۱۸)

اسی کو حضرت نانوتویؒ نے واسطہ فی العروض سے تعبیر کیا ہے جس کے بارے میں
صاحب ابطال کہتا ہے کہ یہ عند الشرع مردود ہے لا یخلو من الکفر (ابطال ص ۲۵ س ۱۲)

اور مولانا لکھنویؒ اپنے فتوی میں علامہ بحرالعلومؒ سے نقل کرتے ہیں: ہمہ رکل درانا شرح مستند از خاتم الرسالت اند" مضمون تو ایک ہے الفاظ مختلف ہوں تو ہوں۔ اگر حضرت نانوتویؒ کی بات کفر ہے تو علامہ بحرالعلوم اور مولانا لکھنویؒ کی بات بھی ایمان نہیں ہوسکتی۔ اس لئے عبدالغفار صاحب کی تحریر کی تصدیق کر کے مولانا لکھنویؒ اگر حضرت نانوتویؒ کو کافر کہہ دیتے ہیں تو وہ خود بھی تو مسلمان نہیں رہتے۔

☆ مولانا نانوتویؒ کو کافر کہنے کیلئے جناب عبدالغفار صاحب ایک عبارت یہ دی ہے:

ہاں اگر <u>خاتمیت</u> بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی <u>افضلیت</u> ثابت نہ ہوگی افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی <u>افضلیت</u> ثابت ہوجائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی <u>خاتمیت محمدی</u> میں فرق نہ آئے گا۔ انتہٰی (ص ۳ سطر ۱۹ تا ۲۳)

اس کا مطلب واضح ہے کہ اگر بالفرض نبی ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ یا آپ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ نبی ہوتے تو وہ آپؐ کے تابع ہوتے آپ ﷺ کے درجہ کو نہ پاسکتے تھے اور یہ بات ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر ص ۵۸، ۵۹ میں لکھی ہے۔

دوسری طرف مولانا لکھنویؒ اپنے فتوی میں علامہ سیوطیؒ کے حوالے سے امام سبکیؒ کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں:

ولو اتفق بعثه فی زمن آدم و نوح و ابراهیم و موسی و عیسی وجب علیهم وعلی اممهم الایمان به ونصرته ......والنبی علیه السلام نبی علیهم ورسول الی جمیعهم انتهٰی ۔ ترجمہ: اور اگر آپ کی بعثت کا اتفاق ہو جاتا آدم، نوح، ابراہیم، موسی، عیسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہوتا آپ پر ایمان لانا اور آپ کی نصرت کرنا...... نبی ﷺ ان سب پہ نبی اور سب کی طرف رسول ہوتے۔

مولانا لکھنویؒ نے اس کو نقل کیا مگر اس کو رد نہیں کیا بلکہ اس کو قبول کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا موقف بھی یہی ہے۔ اور یہ عبارت حضرت نانوتویؒ کے موافق اس طرح ہے کہ اگر نبی ﷺ پہلے انبیاء سے پہلے یا درمیان میں آتے تو جن انبیاءؑ سے پہلے آپ تشریف لاتے وہ انبیاءؑ آپ ﷺ کے بعد آتے مگر وہ آپؐ کے مرتبے کو نہ پاسکتے تھے۔ اس مضمون پر امام سبکیؒ علامہ سیوطیؒ مولانا عبدالحی لکھنویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سب متفق ہیں۔

اگر بالفرض اس مضمون کی وجہ سے مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو کافر کہہ دیا تو اپنے فتوی کی رو سے خود بھی تو مسلمان نہ رہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مولانا لکھنویؒ نے عبدالغفار صاحب کی تصدیق نہیں کی۔ عبدالغفار صاحب نے خود ہی یہ جملہ بنا کر ان کی طرف منسوب کر دیا۔

چوتھا شاہد ☆ یہ استفتاء مولانا کیلئے معمولی نہ تھا اس لئے کہ اس میں جناب عبدالغفار صاحب نے کئی باتیں مولانا لکھنویؒ کی اپنی تحریروں کے خلاف بھی لکھی تھیں، اگر مولانا نے اپنی ان تحریروں سے رجوع کرنا ہوتا تو ایک جملہ لکھ کر جان نہ چھڑاتے وہ کھلے الفاظ میں رجوع کرتے تا کہ ان کے عقیدے کو سمجھنے میں کوئی التباس نہ رہتا (۱) صاف کہتے کہ میں ۱۳۰۰ھ تک کافر رہا

---

۲) علماء بلاغہ کہتے ہیں جب قاضی گواہ سے پوچھے: هَلْ أَقَرَّ زَيْدٌ بِأَنَّ عَلَيْهِ أَلْفَ دِينَارٍ، کیا زید نے اقرار کیا کہ اس کے ذمہ ہزار دینار ہیں تو گواہ کیلئے اتنا کافی نہیں کہ وہ کہے نَعَمْ جی ہاں، اور نہ کافی ہے کہ یوں کہے نَعَمْ أَقَرَّ بِأَنَّ عَلَيْهِ أَلْفَ دِينَارٍ، اور نہ یہ کافی ہے کہ کہے: نَعَمْ أَقَرَّ زَيْدٌ بِأَنَّ عَلَيْهِ كَذَا۔ بلکہ گواہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ اُس زید کی طرف اشارہ کر کے یوں کہنا ہوگا: نَعَمْ زَيْدٌ هٰذَا أَقَرَّ بِأَنَّ عَلَيْهِ أَلْفَ دِينَارٍ۔ اس لئے کہ اگر وہ مجمل بات کہے تو بعد میں کہہ سکتا ہے کہ میرا یہ مطلب نہیں یہ مطلب تھا۔ جیسے کسی آدمی کا نام لئے بغیر اشارۃً کہہ دے: لَئِيمٌ خَبِيثٌ تا کہ جب اعتراض ہو تو کہے میں نے آپ کو نہیں فلاں کو کہا تھا۔ (دیکھئے دروس البلاغۃ ص ۳۹ تا ۴۱)

جناب عبدالغفار صاحب کا مجھ پر بڑا احسان ہے جنہوں نے میری رہنمائی کی اور اب میں کلمہ پڑھ
کر مسلمان ہو رہا ہوں۔

لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے مولانا کی پہلی تحریریں اپنے مفہوم میں واضح اور مفصل ہیں
بالخصوص دافع الوسواس میں بہت تفصیلی کلام کیا لیکن یہاں اپنی طرف سے آدھی سطر بھی نہ لکھی۔
اگر کہا جائے کہ مولانا نے استفتاء کو بالاستیعاب پڑھا نہیں مولانا شاہ محمد کے نام کی وجہ
سے سرسری دیکھ کر تصدیق کر دی تو بھی یہ مولانا کی شان کے لائق نہیں اس طرح تو ان کے
دوسرے فتاوی بھی قابل اعتماد نہیں رہتے۔

ایک عجیب بات ہے کہ اس جعلی تحریر کو رجوع قرار دینے والے بھی اس تحریر سے قبل مولانا
کو کافر نہیں مانتے۔اس تحریر سے پہلے اور بعد وہ ظالم، کافر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ہی کو کہتے ہیں۔

پانچوں شاہد﴾ جیسا گناہ ہوتا ہے توبہ ویسی توبہ چاہئے گناہ کھلم کھلا ہو تو توبہ بھی کھلم کھلا
چاہئے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ م
بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ○ إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○
[البقرة:۱۵۹،۱۶۰]

ترجمہ از کنز الایمان:''بیشک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو
چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت
ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ
قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان''۔

اس میں مسئلہ چھپانے والوں کی توبہ کی شرط اس مسئلہ کو کھول کر بیان کر دینا بتایا ہے۔
اگر مولانا نے اپنی ان تحریروں سے توبہ کی ہوتی تو اس کا اظہار بلکہ اعلان کرتے۔اس کا اظہار نہ
کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ دستخط اور مہر مولانا کے نہیں۔

اس میں تفسیر روح البیان کی وہ عبارت بھی ہے جس پر ہم نے بحث نمبر ۱۵
چھٹا شاہد﴾
میں تبصرہ کیا ہے، جس کی وجہ سے نبی ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد
سالہا سال تک عقیدۂ ختم نبوت مشکوک ہو جاتا ہے۔مولانا لکھنویؒ سے ایسی عبارات کی تصدیق
کی ہرگز امید نہیں کی جاسکتی ہے۔لہٰذا یہ عبارت اور دستخط اور مہر مولانا لکھنویؒ کی نہیں۔
ساتواں شاہد﴾ اگر یہ عبارت اور یہ دستخط اور مہر مولانا کی مان لی جائے تو مولانا کی تحریروں
پر کوئی بھروسہ نہیں رہتا، کیا پتہ کہ بار بار ایک چیز کو اپنی تحقیق کے طور پر ذمہ داری سے پیش کر کے
کسی کے کہنے سے چپکے سے اپنے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہو، اس عورت کی طرح جس
کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے
:''وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ م بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ''(النحل:۹۲) ترجمہ
از کنز الایمان:''اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد
ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا''۔

اگر مولانا نے رجوع ہی کرنا ہوتا تو اس کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی پہلی تحریروں کا ذکر کر کے
ان کے دلائل پیش کر کے ان کے جواب دیتے یا کم از کم ان کتابوں کا نام لے کر ان سے براءت کا
اعلان کرتے۔مگر مولانا تو رجوع کیا کرتے تم لوگ مرآۃ التصانیف جلد اول میں دافع الوسواس اور
زجر الناس کو اپنی کتابوں میں شمار کرتے ہو۔

﴿دوسرا جواب﴾

مولانا احمد سعید کاظمی کہتے ہیں:

نانوتوی صاحب دس لاکھ مرتبہ یہ کہیں کہ میں خاتمیت زمانی کا معتقد ہوں بیکار
ہے تاوقتیکہ وہ آیۂ کریمہ: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے معنی
آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال قرار دینے سے توبہ نہ کریں (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۵۱۶)
یعنی مولانا نانوتویؒ کی اس قدر تصریحات اور مباحثوں میں ان کی بے مثال خدمات

کے باوجود تمہاری طرف سے ان کو منکر ختم نبوت کہنے پر اصرار ہے۔ تمہارے کاغذات میں حضرت نانوتویؒ کیلئے کوئی معافی نہیں وہ ہزار کلمہ پڑھیں ختم نبوت کا اعلان کریں تحریر میں کریں تقریر میں کریں تم نے ان کو منکر ختم نبوت کہنا ہی ہے۔ اور مولانا لکھنوی کی طرف غلط منسوب ربع سطر کی عبارت کی وجہ سے ان سب فتوے اور کتابیں بے کار ہوگئیں۔

بلکہ جب رسالہ ابطال نہیں چھپا تھا اس وقت بھی تم نے ان کو کچھ نہ کہا تھا۔ اس جعلی رجوع کے بعد بھی ان کی کتب ''آیات بینات''، ''دافع الوسواس'' اور ''زجر الناس'' کو تم اپنی مایہ ناز کتابوں میں شامل کرتے ہو (دیکھئے مرآۃ التصانیف جلد اول ص ۲۷، ص ۴۴، ص ۳۵) یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ کتابیں مولانا نے حالت کفر میں لکھی تھیں اس لئے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

بہرحال اگر مولانا لکھنویؒ کی طرف منسوب اس عبارت سے تم ان کا رجوع مانتے ہو تو تحذیر الناس کے بعد ہونے والے مباحثوں اور پنڈت دیانند سرسوتی کے خلاف لکھی جانے والی کتب انتصار الاسلام اور قبلہ نما کی وجہ سے مان لو کہ مولانا نانوتویؒ ختم نبوت کے قائل تھے اور اگر مولانا کی یہ ساری خدمات تمہاری نظر میں بے کار ہیں تو مولانا لکھنویؒ کی طرف منسوب اس عبارت سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔

﴿تیسرا جواب﴾

مرزائی مولانا لکھنویؒ کے بعض فتاوی اور ان کی کتاب دافع الوسواس کی بعض عبارات سے نبوت کے جاری رہنے پر استدلال کرتے ہیں ان کے فتوی میں ایک عبارت یہ ہے:

''اسی جگہ امام تقی الدین السبکی (وفات ۷۵۰ھ ہجری) کا قول بحوالہ رسالہ الاعلام بایں الفاظ درج ہے: ''یَكُوْنُ نُبُوَّتُهٗ وَرِسَالَتُهٗ عَامَّةً لِجَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنْ زَمَنِ آدَمَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَكُوْنُ الْاَنْبِيَاءُ وَاُمَمُهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ...... فَالنَّبِيُّ ﷺ نَبِيُّ الْاَنْبِيَاءِ''۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت ساری مخلوقات کیلئے ہے اور آدم کے

زمانہ سے لے کر قیامت تک ہے اور سب انبیاء اور ان کی امتیں آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہیں پس آنحضرت ﷺ نبی الانبیاء یعنی نبیوں کے نبی ہیں''۔

ان کے فتوی میں ایک عبارت یوں ہے:

علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔

[مرزائیوں کی چند کتابیں جن میں انہوں نے مولانا لکھنویؒ کی عبارات سے استدلال کیا وہ حسب ذیل ہیں، مشہور مرزائی مناظر ابوالعطا اللہ دتہ جالندھری مرزائی اپنی کتاب ''القول المبین'' ص ۱۰۱، ۱۰۲، قاضی نذیر کی کتاب ''تعلیمی پاکٹ بک'' ص ۱۳۸، اسی کی کتاب الحق المبین'' ص ۱۰، قاضی نذیر ہی کا رسالہ ''احمدیت پر اعتراضات کے جوابات'' ص ۱۱، عبدالرحمٰن خادم کی کتاب ''مکمل تبلیغی پاکٹ بک'' ص ۲۷۵، محمد صادق سماٹری کی کتاب ''حقانیت احمدیت'' ص ۲۰۹]

ہم نے الحمد للہ دافع الوسواس کے مقدمہ میں، حق الیقین میں اور تحذیر الناس کے ساتھ ملحق فتوی کے حاشیہ میں مرزائیوں کے اعتراض کا جواب دے چکے ہیں لیکن مولانا نانوتویؒ کے ناقدین کیا جواب دیں گے اگر یہاں کوئی تاویل کرو گے تو حضرت نانوتویؒ کی عبارات کی بھی کوئی تاویل کرلو، اور اگر صرف یہ کہو کہ مولانا نے رجوع کرلیا تھا تو یہ ماننا پڑے گا کہ مولانا لکھنویؒ پہلے نبوت کے جاری رہنے کے قائل تھے۔ اور یہ بات یقیناً غلط ہے۔

﴿چوتھا جواب﴾

مولانا لکھنویؒ کا فکر نہ کرو، ان کے فتوے اور ان کی کتابیں ان کے عقیدے کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں فکر کرو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو اصلی نبی، ساری کائنات کے نبی، نبی الانبیاء، سلطان ہفت کشور، سلطان ہفت اقلیم لکھ کر حضرت نانوتویؒ

کی موافقت کردی اور اس کو تسلیم کرلیا کہ حضرت نانوتویؒ کی طرح فاضل بریلوی بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بشرط شے ہی لیتے ہیں یعنی وہ مانتے ہیں کہ نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے سے آپ ﷺ کا اعلیٰ وافضل ہونا بھی سمجھ آتا ہے، سید بادشاہ کی طرح خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بشرط لاشے نہیں لیتے۔ یعنی آپ ﷺ کے افضل واعلیٰ ہونے کا انکار کرکے صرف آخری نبی ہونے پر زور نہیں دیتے۔

سید بادشاہ کو اس پر اصرار ہے کہ آیت خاتم النبیین میں نبی کریم ﷺ کی شان کی طرف اشارہ تک نہیں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ”خاتمیت مرتبی مراد لینا قطعی طور پر غلط اور باطل ہے“ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۳۱۸ سطر ۱۲) ایسی ہی بات مولانا احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں (دیکھئے مقالاتِ کاظمی ج ۲ ص ۵۵۰)

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کچھ عبارات

ہم نے ”آیاتِ ختم نبوت“ اور ”ختم نبوت اور صاحبِ تحذیر الناس“ میں مولانا احمد رضا بریلوی کی خاصی عبارات دی ہیں کچھ عبارات یہاں ملاحظہ فرمائیں موصوف لکھتے ہیں:

بالجملہ مسلمان بہ نگاہِ ایمان اس آیۂ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے صاف صریح ارشاد فرمارہی ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصل الاصول ہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رسولوں کے رسول ہیں امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسولوں سے عہد وپیمان لیتے ہیں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصودِ اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع وطفیلی۔

ع مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل (تجلی الیقین ص ۹)

خط کشیدہ الفاظ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نَبِیُّ الْاَنْبِیَاء اور اصل ہونے کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ان کے آنحضرت ﷺ تابع ہونے کی تصریح

موجود ہے۔ اور حضرت نانوتویؒ کی مراد نبوت بالذات سے نبی ﷺ کا اصل ہونا اور نبی الانبیاء ہونا ہی ہے۔

فاضل بریلوی ہی لکھتے ہیں:

☆ اب نظر کیجئے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیت مطلقہ [یعنی کاملہ۔ راقم] حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر حجت ہے اولاً اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیاءِ سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم ایک ایک شہر کے ناظم تھے اور حضور پرنور سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سلطان ہفت کشور بلکہ بادشاہِ زمین و آسمان (تجلی الیقین ص ۱۲، ۱۳)

☆ نیز لکھتے ہیں:

جتنا کام زیادہ ہو اتنا ہی اُس کیلئے سامان زیادہ۔ نواب کو اپنے انتظامِ ریاست میں فوج وخزانہ اُسی کے لائق درکار۔ اور بادشاہِ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اُس کے رتق وفتق ونظم ونسق میں اُسی کے موافق اور یہاں سامان وہی تائید الٰہی وتربیتِ ربانی ہے جو حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والثناء پر مبذول ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ جو علوم ومعارف قلبِ اقدس پر القاء ہوئے معارف وعلومِ جمیع انبیاء سے اکثر واوفی ہوں افادہ الامام الحکیم الترمذی ونقلہ عنہ فی الکبیر الرازی (تجلی الیقین ص ۱۳)

حضرت نانوتویؒ نے تحذیر الناس طبع قدیم ص ۳۵ سطر ۱۷، طبع گوجرانوالہ ص ۹۳ سطر ۱۳ میں خاتمیتِ رتبی سمجھانے کیلئے بادشاہِ ہفت اقلیم کا لفظ استعمال کیا فاضل بریلوی نے سلطان ہفت کشور اور سلطان ہفت اقلیم استعمال کرکے حضرت نانوتویؒ کی موافقت کر ڈالی۔

پھر جیسے فاضل بریلوی نے حکیم ترمذی کے حوالے سے نبی ﷺ کے علوم کو اعلیٰ بتایا! حضرت نانوتویؒ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے علوم سے سب انبیاء کے علوم سے اعلیٰ ہیں (دیکھئے تحذیر الناس طبع قدیم ص ۸ سطر ۴، ۵، طبع گوجرانوالہ ص ۵۲ سطر ۴)

☆ فاضل بریلوی ہی لکھتے ہیں:

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اِیْتُوْا عَبْدًا فَتَحَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ وَیَجِیْءُ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ اٰمِنًا ، اِنْطَلِقُوْا اِلٰی سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ فَاِنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، اِیْتُوْا مُحَمَّدًا ، اِنَّ کُلَّ مَتَاعٍ فِیْ وِعَاءٍ مَخْتُوْمٍ عَلَیْہِ اَیَکُوْنُ یُقْدَرُ عَلٰی مَا فِیْ جَوْفِہٖ حَتّٰی یُفَضَّ الْخَاتَمُ تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس جاؤ بھلا کسی سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے لوگ عرض کریں گے۔ نہ۔ [تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام] فرمائیں گے اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَقَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ ، اِذْھَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ فَلْیَشْفَعْ لَکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ یعنی اسی طرح محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انبیاء کے خاتم ہیں تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں گے کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا اور آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ......الی ان قال......

پھر حضور پرنور ﷺ ارشاد فرمائیں گے اَنَا لَھَا وَاَنَا صَاحِبُکُمْ میں شفاعت کیلئے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈھتے پھرے صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وبارَك وشرّف ومجّد وكرّم ۔ (تجلی الیقین ص ۶۰، ۶۱)

فاضل بریلوی کی نقل کردہ حدیث کے خط کشیدہ الفاظ سے سمجھ آتا ہے کہ نبی ﷺ کی نبوت اصل ہے اللہ نے اس باقی انبیاء کرام کی نبوت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اسی لئے جب تک آپ ﷺ شفاعت نہ کریں گے کسی کو شفاعت کی اجازت نہ ہوگی اور یہی حضرت نانوتویؒ کا موقف ہے۔

☆ فاضل بریلوی ہی لکھتے ہیں:

معراج کی رات نبی ﷺ نے اپنے فضائل ذکر فرمائے موصوف نے اس حدیث کو نقل کیا اس کے تحت لکھا ہے۔ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا الی ان قال اور مجھے فاتح باب رسالت وخاتم دورِ نبوت کیا (تجلی الیقین ص ۶۷، ۶۸)

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے آپ ﷺ کو فاتح باب رسالت کا بتایا۔ اور حضرت نانوتویؒ بھی اس کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کو عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت ملی ہوئی اور آپ اس عالم میں سب سے آخر میں بھیجے گئے اور قیامت کے دِن سے پہلے شفاعت بھی آپ ہی فرمائیں گے (دیکھئے مناظرہ عجیبہ ص ۹، ۱۰ نیز ص ۱۵۰)

☆ فاضل بریلوی ہی لکھتے ہیں:

حضور پرنور ﷺ نے شب معراج اپنا امامُ الانبیاء ہونا خود بیان فرمایا اور جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے حضور کو امام کیا اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم نے اسے پسند رکھا (تجلی الیقین ص ۷۰)

یاد رہے کہ معراج کا واقعہ ختم نبوت کی بڑی وزنی دلیل ہے کیونکہ وہاں تمام انبیاء موجود تھے مسیلمہ کذاب اور قادیانی وغیرہ نہ تھے پھر بیت المقدس میں نماز پڑھنا نبی ﷺ کی افضلیت کی بھی دلیل ہے اس لئے کہ اگر آپ ﷺ انبیاء کرام کو مسجد حرام میں نماز پڑھاتے تو کہا جا سکتا تھا کہ میزبان ہونے کی حیثیت سے نماز پڑھائی۔

آپ بیت المقدس میں دیگر انبیاء کے گویا مہمان تھے وہاں امام بننے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ باقی انبیاء سے افضل بھی ہیں اور ان کے حاکم بھی کیونکہ حاکم امامت کا میزبان سے زیادہ حقدار ہوتا ہے (شرح مسلم للنووی طبع ہند ج۱ ص۲۳۶، فقہ حنبلی کی کتاب الروض المربع ج۱ ص۷۲)

اب مولانا محمد قاسمؒ (المتوفی ۱۲۹۷ھ) کی سنو انہوں نے کیا خوب ارشاد فرمایا

”غرض جیسے آپ ﷺ نبی الامۃ ہیں نبی الانبیاء بھی ہیں“ (تحذیر الناس ص ۴)

پانچواں جواب

حضرت لکھنویؒ کی بجائے اپنے حکیم الامت مفتی احمد یار خان کا فکر کرو جنہوں نے حضرت نانوتویؒ کی نبی کریم ﷺ کی نبوت کو اصل بھی مان لیا اور اس کو بھی مان لیا کہ دیگر انبیاءؑ کی نبوت آپ کا فیض ہے اور اس کو بھی مان لیا کہ آپ ﷺ کو آخر میں اسی لئے بھیجا گیا کہ آپ کی نبوت اصل ہے جس کو مفتی صاحب کی زیادہ عبارات دیکھنی ہوں ''آیات ختم نبوت'' اور ''ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس'' کا مطالعہ کرے چند عبارات یہاں ملاحظہ فرمائیں:

☆ مفتی صاحب موصوف شان حبیب الرحمٰن ص ۳۲، ۳۳ میں فرماتے ہیں۔

یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں تمام پیغمبروں کے دین کیوں منسوخ کردیئے گئے دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے بلکہ اپنے آپ کو اس اصل میں گم کردیتی ہے رات بھر ستارے جگمگاتے ہیں مگر جہاں سورج چمکا سب چھپ گئے کیونکہ سب تاروں میں سورج ہی کا نور تھا.......... اسی طرح تمام انبیاء کرام تارے ہیں حضور آفتاب حضور کو قرآن میں فرمایا گیا سِرَاجًا مُّنِيرًا یا تمام انبیاء کرام دریا ہیں حضور علیہ السلام ان دریاؤں کے سمندر تمام نبوتیں ادھر ہی چلی آرہی ہیں فرعونی ہامانی نمرودی ہزار ہا طاقتیں سامنے آئیں ان کو پاش پاش کردیا مگر سمندر نبوت کو پا کر سب نے اپنے آپ کو اس میں گم کردیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

یہ انبیاء و مرسلین تارے ہو تم مہر مبیں　　سب جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

مفتی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو اصل سے تعبیر کیا اور حضرت نانوتویؒ نے اس کو بالذات کے عنوان سے بیان کیا۔ یعنی مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔

☆ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں تو آپ بھی آسمان ہدایت کے سورج ہیں کہ سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں اسی طرح حضور علیہ السلام

سے سب منور مگر حضور کسی سے مُسْتَنِير نہیں ﷺ (شان حبیب الرحمٰن ص ۱۵۶)

مفتی صاحب نے اس مقام پر حضرت نانوتویؒ کی موافقت کی ہے حضرت نانوتویؒ نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔

اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی کا فیض نہیں (تحذیر الناس ص ۴)

☆ مفتی صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

روح پاک مصطفیٰ ﷺ عالم ارواح میں سارے عالم کی فی الواقع نبی تھی اس وقت حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی تربیت فرماتی رہی۔ سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفیٰ ﷺ سے فیض آتا رہا جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے۔ (اسرار الاحکام ص ۱۰۹)

سوال: مفتی احمد یار خان تو تحذیر الناس کے حق میں نہیں وہ تو صاف لکھتے ہیں: ''اسی طرح جو خاتم النبیین کے معنی کرے بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے'' (شان حبیب الرحمٰن ص ۱۴۹، ۱۵۰)

جواب: یہ عبارت تحذیر الناس کے خلاف ہرگز نہیں کیونکہ اس عبارت میں دو باتوں پر مرتد ہونے کا حکم لگایا گیا ہے ایک یہ کہ نبی ﷺ کو بالذات نبی جانے دوسرے یہ کہ آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا قائل ہو حضرت نانوتویؒ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں مگر کسی نئے نبی کی آمد کے قائل نہیں۔ بلکہ جو شخص آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا قائل ہو حضرت اس کو کافر کہتے ہیں رہا بالذات نبوت کا قائل ہونا تو اس مضمون کو مفتی صاحب نے اصل نبوت کے عنوان سے یا سورج کے نور کے ساتھ تشبیہ دے کر بیان کردیا ہے۔ اس لئے یہ عبارت ان لوگوں کے خلاف تو ہے جو ختم نبوت رتبی کا نام لے کر ختم نبوت زمانی کا انکار کریں مگر حضرت نانوتویؒ کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ والحمد علی ذلک۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَبْيَاتُ الِاسْتِغْفَارِ

قَالَ الشَّاعِرُ أَبُوْ نُوَاس

يَارَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثْرَةً ــــ فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ

اِنْ کَانَ لَایَرْجُوْكَ اِلَّا مُحْسِنٌ ــــ فَبِمَنْ یَلُوْذُ وَیَسْتَجِیْرُ الْمُجْرِمُ ؟

اَدْعُوْكَ رَبِّیْ کَمَا اَمَرْتَ تَضَرُّعًا ــــ فَاِذَا رَدَدْتَ یَدِیْ فَمَنْ ذَا یَرْحَمُ

مَالِیْ اِلَیْكَ وَسِیْلَةٌ اِلَّا الرَّجَا ــــ وَجَمِیْلُ عَفْوِكَ ثُمَّ اِنِّیْ مُسْلِمٌ

(جواہر الادب ج۲ص۱۸۹)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اگر میرے گناہ کثرت میں بہت زیادہ ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیری معافی ان سے زیادہ بڑی ہے

اگر تیری امید صرف نیک آدمی ہی رکھے تو مجرم کس کی طرف جائے اور کس کی پناہ حاصل کرے؟

اے میرے پروردگار! میں تیرے حکم کے مطابق عاجزی سے تجھے پکارتا ہوں اگر تو میرے ہاتھ کو رد کر دے تو کون رحم کرے گا؟

سوائے امید کے اور تیری اچھی معافی کے میرا کوئی وسیلہ نہیں پھر میں مسلمان بھی ہوں۔